THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222375
UNIVERSAL LIBRARY

اِن من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا

(دیوان دوم و سوم)

از تصانیف شاعر معجز بیان سخنور شیریں زبان جناب پنڈت سورج بھان صاحب میکش
تھانوی مقیم حیدر آباد دکن

[illegible]

(و)

خرابات میکش

بحسن اہتمام نکتہ سنج ذی ہنر جناب منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی مالک و مہتمم
گلدستہ خدنگ نظر لکھنؤ
۱۷ اگست ۱۸۹۸ء

در مطبع آصفی واقع لکھنؤ مزین و مجلّی گردید

۱۱۰۰۸
۸۹۱۶۸۳۱۵
Checked 1965
CHECKED 1956

التماس مصنف

حضرات! مین ایک قصبے کا رہنے والا ہون - نہ زبان دہلی سے آشنا نہ محاورات لکھنؤ سے واقف نہ مجھے زباندانی کا ادعا ہے نہ قادر الکلامی کا مدعی ہون -

میری شاعری صرف جوشش طبیعت اور شوق دل کی تحصیل حاصل ہے - ابتداً صرف موزونی طبع کے ولولے مین کچھ نظم کرکے دل کا بخار نکال لیا کرتا تھا - آخر ایک ... کے بعد جب یہ سرمایہ جمع ہوگیا تو مشفقی نواب جعفر حسین خان بہادر صف افگن جنگ مغفور نے اسکے طبع ہونے کے واسطے ازحد اصرار فرمایا - مین نے "آزردن دل دوستان جہل است" سمجھکر منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی کو یہ کام سپرد کیا اور اُنہون نے اپنے اخلاق کے موافق کسیقدر کوشش کرکے میرے حسب دلخواہ طبع کرا دیا -

یہ دونون دیوان میری کم مشقی اور ابتدائی زمانے کے ہین - نوابصاحب مرحوم کی تعجیل سے نظر ثانی بھی نہ ہوسکی - بہت سے محاورے اور ترکیبین جو حضرات لکھنؤ و دہلی کے خلاف ہین اس کلام مین موجود ہین - کیونکہ جو محاورہ میری زبان پر جس طرح جاری تھا مین نے اُسکو اُسی طرح موزون کیا -

مجھے سخن سنجان باریک بین سے امید ہے کہ میری کم مائگی کو پیش نظر رکھ کے جا و بیجا نکتہ چینی سے معاف فرمائینگے کہ یہی طریقہ بزرگان پاک نفس کا ہے - بقول حضرت سعدیؒ

چو بینی پسند آیدت از ہزار ... بمردی کہ دست از تعنت بدار

راقم
میکش تھانوی از حیدرآباد دکن

(نوٹ) بعض کتابت کی غلطیان صحت نامۂ منسلکۂ دیوان ہذا سے ضرور مطابق فرمالیجائین

میخانے مین ہے وادیِ ایمن کی تجلّی — اک نور کا بُقعہ ہے سراپا تن ساقی
جب دیکھتا ہے گرتی ہے ہر مست پہ بجلی — جان دینے کو تیّار ہے ایک ایک شرابی
نارِ مئے گلرنگ مین ہے طور کا جلوہ
اور مست یہ کہتے ہین کہ ہے دور کا جلوہ

کانون مین چلی آتی ہین قلقل کی صدائین — نظرون مین کبھی پھرتی ہین ساقی کی ادائین
اُٹھ اُٹھ کے بلانوش جو لیتے ہین بلائین — بے ساختہ یون دیتے ہین ساقی کو دعائین
میخانے کی رونق ہو تری اور زیادہ
ہو گردشِ دوران سے ترا دور زیادہ

ساغر ہون ترے دور مین خورشید و قمر سے — بدمست ہزارون ہون تری مست نظر سے
بھٹّی پہ تری ابرِ مئے نور کا برسے — رحمت کی ہو بوچھار اِدھر اور اُدھر سے
ہر رند تری بزم کا جمشید حشم ہو
ہر جام سفالین بھی ترا ساغر جم ہو

تو وہ ہے کہ مے لُنڈھتی ہو در پہ ترے دن رات — اک خلق سمجھتی ہے تجھے قبلۂ حاجات
رحمت سے بدل دیتا ہے آتی ہین جو آفات — کیا ذات ہو کیا ذات ہو کیا ذات ہو کیا ذات
صدقے مین ترے سیکڑون سیراب ہوئے ہین
زہّاد بھی اب غرقِ مئے ناب ہوئے ہین

ہے اور ہی کچھ نشّہ نرالا تری مُل مین — وہ جزو مین کرتی ہے اثر اور یہ کُل مین
دکھلاتی ہے سو رنگ نئے بُلبُل و گُل مین — یہ وہ ہے کہ شیطان بھی تو آجاتا ہے جُھل مین
توڑا ہے اسی نے بڑے مغرورونکے سر کو
پہونچایا ہے افلاک پہ مزدورونکے سر کو

تو علم حقیقی مین وہ ہے عارفِ ذیشان — دین درس فلاطون کو ترے طفلِ دبستان
ایمان کی سچ کہتے ہین ہم اسے مایۂ ایمان — حیوان مجسّم ہین بنا لے ہمین انسان
وہ مے دے کہ اُڑ جاتے ہین افلاک پہ جس سے

ہو جاتی ہو خود سیر فلک خاک پہ جس سے

سرِ دار کے صدقے مین پلا دے مۓ اطہر اک خلق خدا آکے پڑی ہے ترے در پر
محروم نہ جائے کوئی میخانے سے اُٹھکر کچھ بات نہین سوچ تو لے ایک دو ساغر

تیرے ہی تو کہلاتے ہین ہم گرچہ کہین ہین
گو ظرف نہین رکھتے ہین کم ظرف نہین ہین

تو وہ ہے کہ ہے تیرا نبی صاحبِ معراج ہے جدّ ترا شیرِ خدا خلق کا سرتاج
آئے ہین بڑی دور سے محروم نہ رکھ آج محتاج ہین محتاج ہین محتاج ہین محتاج

اک جام کے خواہان ہین زیادہ نہین لیتے
اک قطرے کے محتاج ہین دریا نہین لیتے

تو وہ ہے کہ اک قطرے کو کر دیتا ہے دریا ہونے نہین دیتا ہے کبھی خونِ تمنّا
داغ کفِ سائل کو بنا دے یدِ بیضا دکھلاتا ہے ہر بات مین اعجازِ مسیحا

مُردون کو بھی اکبار جِلا دیتا ہے واللہ
اور شانِ خدا سب کو دکھا دیتا ہے واللہ

تو وہ ہے کہ دادا نے اُکھاڑا ترے خیبر دو ہاتھون سے دو ٹکڑے کیا چیر کے اژدر
دو پارہ ہوا ضرب سے جنکی سرِ انتر محشر مین پلائین گے وہی بادۂ کوثر

تجھ مین بھی وہی شان ہو پھر دیر ہی کیا ہو
اے شیشۂ مے دیکھ تو کیا وقت بھلا ہو

ہم دست نگر تیرے ہین غیرون سے نہین کام گر خضر بھی دین چشمۂ حیوان سے نہ لین جام
ہو جائین گے آخر تو کبھی قابل انعام اچھا ہی نظر آتا ہے اس دیر کا انجام

عقبےٰ کی طلب ہے نہ یہ دُنیا کی طلب ہے
میکش ہین فقط جامِ مُصفّا کی طلب ہے

دل مین ہے کہ میخانے مین یہ حال ہو اپنا سر دھڑ سے جدا ہو تری بھٹّی پہ تڑپتا
پامال ہو مستون کے ترے پائون مین لاشا اور روح ہو تیرے رُخِ روشن پہ پتنگا

اسطرح اگر نخل تمنا مین پھل آئے
آجانے کا عالم مین نتیجا نکل آئے

وہ مے دے فنا جس سے ہو ہر کام مین حاصل
یہ زنگ جو ہے صاف ہو آئینہ سے دل
باقی نہ رہے نام کو بھی جسم کی کھگل ہ
اٹھ جائے وہ پردہ بھی جو کچھ رہ گیا حائل
اک غل ہو کہ یہ مست ہین غلوی کی نظر کے
سر کے در دولت سے تو کچھ لے ہی کے سرکے

دن عیش کے بھٹی پہ گذارے تری سارے
پیری ہوئی آغاز ہوے گور کنارے
کس بل تھے جوانی کے جو کچھ سب وہ سدھارے
دو گام بھی چل سکتے نہین ضعف کے مارے
منہ کھولے زبان خشک دکھا دیتے ہین تجھکو
جو حال گذرتا ہے جتا دیتے ہین تجھکو

بس اور نہ بک ہوش مین آ عقل کدھر ہے
ای میکش بدمست تجھے کچھ بھی خبر ہے
بیکار طلب ہے یہان جوّاد کا گھر ہے
اعیان پہ ایک ایک کی ہر آن نظر ہے
کچھ باتین بنانے سے نکلتا نہین یہ کام
ہو مرضی مولا تو لے ساغر گلفام

اب پھر دعا ہاتھ اٹھا پیش شہ دین
ہو جائیگی مقبول کہ سب کہتے ہین آمین
سرسبز ہو میخانے کا یہ گلشن رنگین
ہر مست ہو بدمست بصد عزت و تمکین
ہو عمر قیامت سے بڑی پیر مغان کی
اور عیش میسر ہو اسے سارے جہان کی

قصائد

قصیدۂ اوّل در مدح مولائی و مرشدی قبلہ و کعبہ حضرت میر امداد علی شاہ صاحب قلندر عُلوی سلمہ اللہ تعالےٰ

سالک راہ کی صورت مرا چلتا ہے قلم
ہوش ور دم ہو نظر پڑتی ہے بالاے قدم

ہے سُویدا کی سیاہی ید بیضا کی بیاض
جلوۂ طور بنی ہے مری ہر ایک رقم

عالمِ غیب سے آتے ہین مضامین بلند
نو بنو تازہ بتازہ مرے دل مین ہر دم

لفظ جو منہ سے نکلتے ہین دُرِ معنی ہین
غور سے دیکھو تو ہر حرف ہو اسرارِ قدیم

آج منقوش ہے اسطح مرا جام دماغ
سامنے جسکے لکیرین ہین خطِ جامِ جسم

ہو مرے لفظون کی کرسی وہ نشستِ اشغال کہ
جسطح جمع ہون سالک کہین اکجا پہ بہم

حرف مُفرد وہ مرکب ہین مرے باطن مین
جنکی ترکیب سے بن جاتا ہے اسمِ اعظم

میری تحریر کے نقطے ہین وہ نقطے جنسے
نُکتہ چین دنگ ہون اربابِ یقین ہون خُرّم

یہ خبر بھی ہے کہ مین مدح سرا ہون کسکا
دمِ عیسےٰ کی صفت رکھتا ہے جسکا ہر دم

مُردہ دل والون کو بھی زندہ بنا دیتا ہے
ایک کر دیتا ہو اک آن مین ہستی و عدم

میرا آقا مرا مولا مرا رہبر اُستاد
میر امداد علی ابن علی نیک شیم

متّقی ایسا کہ سلمان و ابوذر جیسے
پاک طینت وہ کہ جسطح سے ابن مریم

دیکھتا ہے اُسے کیا دور نظر جاتی ہے
چلتا ہے لوح پہ جب کاتبِ قدرت کا قلم

غرض ایسا ہے طبیعت مین اگر غور کرے
کشف ہونے لگے تقدیر مُعلّق مُبرم

اُسکو حاصل ہے وطن مین وہ سفر آٹھ پہر
صید گھر بیٹھے کیا کرتا ہے آہوے حرم

رات دن ہوتا ہو اُس سے اُنھین اسما کا ظہور
اشرف الخلق ہوئے جس سے جہان مین آدم

انجمن مین بھی وہ خلوت ہے کہ اللہ اللہ
ہو گئی ایک جہان وحدت و کثرت باہم

اسکو کہہ سکتا نہین منہ سے کہ اُسکے حق مین
کہہ گئے خواب مین کیا مجھسے رسولِ اکرم

کشورِ عشق کا سلطان ہے با سوز و گداز
آہ و نالہ کے سوا رکھتا نہین خیل و حشم

لشکرِ چشت کا اونچا وہ علم رکھتا ہے
آنکھین پھرائین تو کچھ کچھ نظر آئے پرچم

جو کوئی آتا ہے وہ نکتہ بتا دیتا ہے
خیبرِ نفس اُکھڑ جاتا ہے جس سے ہر دم

بینوائی مین بھی وہ کام کیا کرتا ہے
مان جاتے ہین جسے دیکھ کے اربابِ ہمم

علمِ توحید مین وہ عارف و کامل مشہور
جسکی ہر بات مین موجود دلیل محکم

منہ سے یون گوہرِ اسرار اُگل دیتا ہے
جسطرح جھوم کے آجاتا ہے خود ابرِ کرم

وقت کا اپنے سلیمان بھی سلیمان ایسا
دیو کے خواب مین بھی آئے نہ جسکی خاتم

کہنا جو کچھ ہو وہ کہدے جو ہو دینا دیدے
گوشۂ دلمین ٹھہرتے ہی نہین لا و نعم

اتنا آزاد کہ مٹ جاے کوئی غم بھی نہ ہو
جانتا ہی نہین کہتے ہین کسے رنج و الم

اُسکے خدّام کو ہو خوف جہنّم کیونکر
زخمِ عصیان کو مٹا دیتا ہے اُسکا مرہم

رُک گیا توسنِ خامہ یہ سمجھکر دل مین
ایسے آقا کے نہین ہونے کے اوصاف رقم

اب دعا کر تو یہ مےکش کہ مرے حضرت کے
چشمۂ فیض سے سیراب ہو سارا عالم

جتنے خدّام ہین سب گوہرِ مقصد پائین
ہر شب و روز ترقی یہ ہو الطاف و کرم

ذوق اور شوق ہو ہر ایک کے دل مین پیدا
دم مین جبتک کہ ہو دم بھرتے رہین اُسکا دم

قبضۂ نفس سے چھوٹون یہ ہو مجکو توفیق
خوابِ غفلت سے ہو بیدار مرا بختِ دژم

قصیدۂ دوم ایضاً

لائی ہے بادِ صبا مژدۂ فصلِ بہار
پھر تر و تازہ ہوا میرا دلِ داغدار

ناز سے آئی نسیم گلشنِ ایجاد مین
کھُل گئے غنچون کے منہ صبح ہوئی آشکار

مطلعِ خورشید سے نکلی سُنہری کرن
دھر کے چمکا دیے جتنے تھے نقش و نگار

دیکھ کے لالے کا رنگ لعل مین دنگ ہے
گیسوِ سنبل پہ ہین خطِ شعاعی نثار

شاہدِ گلبن کا نور نور علیٰ نور ہے
بنگئی نارِ خلیل آتشِ شاخِ چنار

نور کے تڑکے سے آج آئی گلون کو ہنسی
شبنمِ تازہ نے بھی کر دیے گوہر نثار

سبزۂ خوابیدہ سے سبز ہے ہر اک روش
لیتے ہین انگڑائیان سرو لبِ جوئبار

دوش پہ غنچون کے خُم ہی سے لبالب بھرے
گل ہین پیالہ بنے بر سرِ ہر شاخسار

باغ کے غنچے بھی گُل کھا کے ہوا بنگئے
آئی ہے بادِ سحر خوب ہی مستانہ وار

دیتا ہے معشوق کی نوک مژہ کا مزا
ہاتھ مین چُبھ جاتا ہے جب کسی گلچین کے خار

باغ کا ہر نو نہال کیون نہو بڑھکر نہال
پالے جسے شوق سے دایۂ ابرِ بہار

نسترن ویاسمین کیون نہ نکالین پھبن
جنکی ہر اک شاخ نے پہنے ہین پھولونکے ہار

سنبل و ریحان کی بُو پھیلی ہے وہ چارسُو
سامنے جنکے نہ لے کوئی بھی مشکِ تتار

دیکھ کے اطفالِ شاخ کہتی ہی بادِ مُراد
پھولنے پھلنے بھی دو طفل ہین یہ ہونہار

حاتمِ دوران بنا ہر شجرِ بارور
چلتی ہے جسدم ہوا کہتا ہے ہان بار بار

خوشۂ انگور سے اسلیے ٹپکی شراب
نرگسِ مخمور کو ہونے لگا تھا خمار

نہر کا آبِ روان مثل روان صاف ہے
جسکی ہر اک موج کا حلقہ ہے آئینہ وار

آتشِ گُل کے شرر ہین یہ نہین برگِ گل
پانی مین گرنے سے بھی بُجھتی نہین ہے یہ نار

چاندنی پھیلاتے ہین خوب گل چاندنی
موتیے کے پھُولونسے ہوگئی دونی بہار

چہچہے اور قہقہے باغ مین ہین چارسُو
ہے کہین قمری کا غُل ہے کہین شورِ ہزار

دامنِ گلشن ہوا ایک ہی جھونکے مین پُر
بار گرے بار بار پھول گرے بیشمار

سوسن رنگین بیان کھول کے اپنی زبان
بُلبل و گل کی ثنا کرتی ہے بے اختیار

دیکھکے مستون کا دَور پھر گیا گردون کا سر
چھاگئی چارون طرف رحمتِ پروردگار

جھُوم کے اُٹھی گھٹا برق ہوئی خندہ زن
دیکھ کے ابرِ بہار ناچتے ہین بادہ خوار

آئی صدا ناگہان کان مین میرے یہی
سوتا ہی کس نیند مین خواب سے ہو ہوشیار

تو بھی تو گھر سے نکل اُٹھ کے تماشا تو دیکھ
عالمِ ایجاد مین آج ہے کیسی بہار

سُنتے ہی آوازِ غیب کھُل گئین آنکھین مری
دیدۂ مخمور سے اُڑ گیا بالکل خمار

آب سے کر کے وضو رکھا جو باہر قدم
نورِ علےٰ نور تھے دہر کے نقش و نگار

سوے فلک جب مری پہونچی یکایک نگاہ
قافلے حورون کے پھر آئے نظر بیشمار

جاتی ہین اک سمت کو پڑھتی سلام و درود
ہاتھو نمین پھُولون کے ہار جسم پہ سولہ سنگار

ہی کوئی سیمین بدن ہے کوئی شیرین سخن ہے کوئی غنچہ دہن ہے کوئی لالہ عذار
ہے کوئی زرین قبا ہے کوئی نازک ادا ہے کوئی سر تا پا صنعت پروردگار
ہے کوئی زہرہ جبین ہے کوئی ماہ مبین ہی کوئی شکلِ حسین ہے کوئی رشکِ بہار
ہے کوئی مصباح دل ماہ ہو جس سے خجل لعبتِ چین و چگل ہے کوئی بے اختیار
ہے کوئی آرام جان ہی کوئی نورِ جہان ہے کوئی رنگین بیان ہی کوئی پر اضطرار
ہے کوئی زہرہ خصال رکھتی ہی سحرِ حلال ہی کوئی نازک خیال ہے کوئی بالکل شرار
الغرض اک حور عین آگئی میرے قرین مین نے کہا کہ نازنین کچھ تو کرو آشکار
عزم ہے کس سمت کا کیا کوئی حشر آگیا ہو گیا رفتار پر میرا تو دل ہی نثار
بولی وہ اے بیخبر کیا نہین تجھکو خبر عُرس ہے مرزا کا آج خُلد مین جسکی پُکار
آج دکن کی زمین بنگئی خلدِ برین آئی ہین سب حور عین بہرِ طوافِ مزار
مین نے کہا وہ جگہ ہے کہان کچھ پتہ بتا تا کہ سرِ چشم سے مین بھی ہون چلکر نثار
سوے فلک دیکھکر اور بدلکر نظر کرکے اشارہ سا کچھ ہو گئی بالکل فرار
مین نے جو دیکھا یہ ڈھنگ چُھپ گیا دلمین خدنگ ہاتھ سے جاتا رہا پھر دل بے اختیار
شوق زیارت مجھے جب ہوا حد سے سوا نکلا مین اک سمت کو ناچتا دیوانہ وار
دیکھا تو اک باغ ہے غیرت خلدِ برین غازۂ روئے حسین جسکی زمین کا غبار
باغمین چارو نطرف رکھی ہین صد ہا سبیل پھر رہے ہین جا بجا خضر نمط آبدار
خلق کا انبوہ ہے جمع ہین نظارگی دنگ ہین سب دیکھ کے عُرس کے نقش و نگار
کیون نہ ترقی یہ ہو تیرھوین شب کا ظہور نورِ مہِ چاردہ شام سے ہے آشکار
سرو چراغان بھی ہین جھاڑ بھی فانوس بھی نور کی قندیلین بھی جل رہی ہین بیشمار
روضۂ اقدس پہ بھی ایک تزک ہے نئی عقل جسے دیکھکر دنگ ہے آئینہ وار
پیش مزارِ حضور گرم ہے بزمِ سماع بجتے ہین چنگ و رباب اور سرود و ستار
دیکھا جو مین نے یہ ڈھنگ آگیا چہرے پہ رنگ دلمین یہ اُٹھی اُمنگ ہوا بھی چلکر نثار
جا پڑی اک شیشے پر میری یکایک نظر نور علےٰ نور تھا جسکا کہ ایک ایک تار

گنبد گردان کو بھی ہو نہ یہ زینت نصیب — برج و منازل کو بھی ہو نہ یہ حاصل وقار
مین نے یہ دل سے کہا پہلے یہین چل ذرا — دیکھ تو نور خدا ہو رہا ہے کیون حصار
جب مین بڑھا اُسطرف خیمے کے پہونچا قریب — چھا گئی کُل جسم پر ہیبت پروردگار
دیکھا تو اُس خیمے مین ہے کوئی شیر خدا — بیٹھا ہے اک شان سے سر پہ کلہ تاجدار
جمع ہین چارون طرف اور بھی کچھ اہل دل — روے منوّر کو سب تک رہے ہین باربار
جسکے تکلم سے ہی خوے نبیؐ جلوہ گر — جسم مُطہر سے ہے بوے علیؑ آشکار
عقل نے مجھسے کہا **میکش** خستہ جگر — کیا نہین ابتک ہوا نشئے کا تیرے اُتار
سوچتا ہے کیا کھڑا دیر سے او بے ادب — کیون نہین کرتا ابھی گوہر جان کو نثار
ہے یہ وہ آقا ترا جس نے دیا تجھکو گنج — ہے یہ وہ مولا ترا جسنے کیا مالدار
ہے یہ وہ مرآت حق جان کو ہے جس سے جلا — ہے یہ وہ ابر کرم دھو دیا دل کا غبار
ہی یہ وہ نور لطیف جس سے ہے حق بین بصر — ہی یہ وہ نور ہُدا جس سے ہے دل کامگار
ہی یہ وہ محبوب حق جس پہ تھے **مرزا** فدا — لحمک لحمی جسے کہدیا بے اختیار
یاد ہین تجھکو وہ دن جرعہ بھی ملتا نہ تھا — ہے یہ اسیکا کرم پیگیا مے بیشمار
عجز سے قدمون پہ سر رکھکے وہ مطلع تو پڑھ — گلشن جنت بنے جس سے دل داغدار

مطلع ثانی

اے شہ کون و مکان مظہر پروردگار — **علوی** عالی گہر سیّد والاتبار
تیرے ہی دم سے ہے یہ عالم ایجاد سب — تیرے ہی باعث سے ہی گردش لیل و نہار
تیرے ہی دم سے ہین یہ مست ہین جتنے یہان — تیری ہی مے ہے وہ یہ جسکا نہین ہو اُتار
سب ہین انا الشرق گو کوچے کے ذرّے ترے — بنتا ہے کحل البصر تیری گلی کا غبار
جُبۂ فقر و فنا آج ہے شایان تجھے — علم لدُنی کا تاج تجھ ہی کو ہے سازگار
آج وہ سلطان ہین کوچے کے تیرے گدا — جنکے مقابل کبھی ہو نہ کوئی شہریار
پہونچی ہے شہرت تری خلق مین چارون طرف — آتے ہین صدہا بشر چھوڑ کے اپنا دیار
بغض ہے تجھسے جنھین ہین وہ خدا کے عدو — دوست خدا کے ہین وہ جو ہین ترے دوستدار

شبلی دوران ہے تو فخر سلیمان ہے تو
شافع عصیان ہے تو رحمت آمرزگار

تجھ مین ہے آنِ علیؑ تو ہے نشانِ علیؑ
شوکت و شانِ علیؑ تجھسے ہے سب آشکار

منبعِ عرفان ہے تو نیرِ تابان ہے تو
نور دل وجان ہے تو لاکھ مین کہدون پکار

سایۂ یزدان ہے تو گوہر ایمان ہے تو
آیۂ قرآن ہے تو صورتِ پروردگار

ناظمِ دین نبیؐ عالمِ علمِ علیؑ
واقفِ سرِّ خفی سرورِ عالی وقار

تیری یہ علوی نظر عرش سے جا بے گزر
کون ہے ایسا بشر ہوے جو تجھسے دوچار

تیری یہ زندہ دلی اک ہے قیامت نئی
جنبش لب سے ابھی مردے ہون زندہ ہزار

غیرتِ فردوس ہی تیری ریاضت کا باغ
تیرے پسینے کی بُو بنتی ہے عطر بہار

آج ترے دور مین مست ہے ہر اک بشر
نفس کے ہاتھو نسے مین تنگ ہون ای شہریار

بے ترے ممکن نہین درد کی میرے دوا
رحم کے قابل ہوا اب تو مرا حال زار

آتش غفلت مین سب جلگیا رنگ شباب
گزرے جوانی کے دن اسلیے ہون بیقرار

خلق کی نظرون مین مین ہو گیا اتنا ذلیل
کوئی بھی کرتا نہین آج مرا اعتبار

میری کسی بات کو ہے نہین بالکل ثبات
کام ہین جتنے مرے سارے ہین ناپائدار

خوف ہی کل کا مجھے کیونکہ ہو تم بے نیاز
حشر مین ایسا نہو مجھکو کرو شرمسار

قابل بخشش نہین کوئی بھی میری خطا
فضل کا امیدوار فضل کا امیدوار

بس ارے میکش سنبھل حد سے زیادہ نہ چل
ختم قصیدے کو کر دیکے دعائین ہزار

چرخ پہ جبتک رہے چشم کواکب مین نور
دہر مین جبتک رہے گردش لیل و نہار

خلق مین جبتک ہے یہ گلبنِ باغِ وجود
گلشنِ ایجاد مین آتی ہے جبتک بہار

فکر کو جبتک ہون یہ گوہر مضمون نصیب
سیپ مین جبتک کہ ہون ایسے دُرِ شاہوار

شیخ کا یا رب مرے سطح جاری ہو فیض
جس سے نہ خالی رہے کوئی بھی ملک و دیار

جنکو ہو حضرت سے اُنس دہر مین پھولین پھلین
خاک مین ملجائین وہ جنکے ہو دلمین غبار

قصیدۂ سوم در مدح جناب نواب جعفر حسین خان بہادر صف افگن جنگ نواب تاڑبن

سرسبز ہوا پھر مرا گلزار معانی — لفظون سے ٹپکتی ہے طبیعت کی جوانی
کیا پانُون نکالے ہین مری طبع روان نے — شرمندہ ہوئی جاتی ہے دریا کی روانی
سو بار لکھا ہے مجھے بہزاد نے اُستاد — حیران ہے صنعت کو مری دیکھکے مانی
یون دل سے نکلتے ہین مرے گرم مضامین — جسطرح روان ہوتی ہے کشتی دُخانی
اقلیم سخن کا ہون سخنور مرے اشعار — کرجاتے ہین کچھ اہل زبان یاد زبانی
ہے مصر کا بازار مری نظم دلآویز — ہر مصرع ثانی ہے مرا یوسف ثانی
وہ کام کیا کرتی ہے پوشیدہ مری عقل — کھُل جاتے ہین اک بات مین اسرار نہانی
وہ شور اُٹھایا مرے مضمون فغان نے — سُنکر جسے خوش ہونے لگی روح فغانی
آہون سے جلا دیتا ہون مین خانۂ عنقا — سکھلاتا ہون مین برق کو بھی آگ لگانی
دکھلائے جھلک گر مرا داغ دل روشن — ہوجائے ابھی چاک درِ مہتاب کتانی
کیونکر نہو حاصل مجھے یہ نعمت عظمےٰ — ہون مدح سرا جسکا وہ ہے حاتم ثانی
یعنے کہ وہ نواب جسے کہتے ہین جعفر — صف افگن ہر معرکۂ صیف زبانی
ہے طبع خداداد سخن سنج و سخن رس — رکھتا ہے ہر اک شعر مین وہ حُسن معانی
اُس شکر مین مجھ تک جو قدم رنجہ کیا ہے — پڑھتا ہون مین دل کھولکے اب مطلع ثانی

مطلع ثانی

اے تازہ کن رسم و رہ فیض رسانی — کہنہ ہے ترے سامنے حاتم کی کہانی
صد شکر کہ اللہ نے آنکھون سے دکھادی — جو بات کہ سُنتا رہا خلقت کی زبانی
ہر وقت ترے سامنے ہے ساغر جمشید — ان روزون تری بزم کا ہے رنگ کیانی
اقلیم معانی مین غنیمت ہے تری ذات — کردیتی ہے بیچین تری سحر بیانی
رقت تری دھو دیتی ہے اعمال کو تیرے — رحمت کا برستا ہے تری آنکھ سے پانی
کیا امن کی صورت ہے ترے تاڑکے بن مین — کرتا ہے یہان گرگ شب و روز شبانی
عالم سے نرالے ہین ترے جوہر ذاتی — ہمسنگ ترے ہون نہ کبھی گوہر کانی

کردیتی ہے سرمست تری بوے محبت
کرتا ہے نئے ڈھنگ سے تو عطرفشانی

میکش سے بیان ہو نہین سکتے ترے اوصاف
اب ختم دعا پر ہے قصیدے کی روانی

اللہ رکھے شاد تجھے دہر مین ہر دم
سرسبز ہو ہر لحظہ ترا باغ جوانی

سایہ ہو رسُول عربی کا ترے سر پر
جبتک کہ بقا رکھتا ہے یہ عالم فانی

حامی ترے ہر وقت حسینؑ ابن علیؑ ہون
اور جعفر طیّار ترے یار ہون جانی

گلشن ترے حسّاد کا پامال خزان ہو
چلتی رہے ہر وقت وہان باد خزانی

پھولے پھلے دن رات تری کشت تمنّا
فوّارون سے رحمت کے پہونچتا رہے پانی

قصیدۂ چہارم در مدح حاجی حرمین شریفین جناب نواب احمد حسین خان بہادر مہتور جنگ عرف صوفی نواب

آج کس ناز سے گلشن مین چلی باد سحر
عطر مین ڈوبے ہوئے ہین جو ہر اک سُو گل تر

چمن عالم ایجاد مین ہے تازہ بہار
دیکھتے ہین کسے یہ دیدۂ نرگس اُٹھکر

کسکی تعظیم کو یہ سرو ہوئے استادہ
نخل امیّد کے گُل ہونگے نچھاور کسپر

کسکا بلبل کی زبان پر ہے ترانہ اسدم
ہوگا کس سرو خرامان کا گلستان مین گذر

مُسکراتے ہین جو غنچے یہ خوشی ہے کیسی
کیا صبا کہ گئی کچھ کان مین اُنکے آکر

رقص مین چارون طرف آج ہین مُرغان چمن
باغ جنّت کا گمان ہونے لگا گلشن پر

داغ لالے کے مٹے جاتے ہین حیرت ہے مجھے
خود بخود گرتے ہین ہر شاخ سے گُل کھِل کھِل کر

آج قمری کی بھی کوکو مین ہے ہُو کا نغمہ
کچھ تعجب نہین گر سرو مین آجائے ثمر

ید بیضا کیطرح شاخ سمن روشن ہے
غیرت نخل سر طور ہے ہر ایک شجر

بارور شاخین جو اونچی ہین جھکی جاتی ہین
فرش سبزہ نے بچھایا ہے بہت بڑھ بڑھکر

ہر شجر مستی تازہ سے عجب جھومتا ہے
ڈالیان غنچون کے منہ چومتی ہین یہ کہکر

اتنو جامے مین بھی پھولے نہ سماؤ غنچو
آج ہے خوف کدیورنہ ہے گلچین کا ڈر

آج ہے عالم بالا مین بھی سامان خوشی
شام سے شبنم تازہ نے لُٹائے ہین گہر

ساقیا بندھ گیا احرام کہ اُٹھی ہے گھٹا
طوف میخانہ ہوا فرض ترے مستون پر

نعرہ تکبیر کا ہے قلقل مینا کی صدا
دور ساغر نہین ہو آج ہے حج اکبر

آب زمزم سے ہو معمور ہر اک خم و سُبو
با وضو رند ہین طیار ترے دیر نہ کر

سنگ اسود کیطرح چومین گے چوکھٹ تیری
آج تجھ پر سے ہون قربان ترے مستِ نظر

کچھ خبر بھی ہے تجھے آج ہے سامان کیسا
آج دن عید کا ہے ہوش مین آ دیکھ ادھر

یعنے حج کر کے دکن آئے ہین صوفی نواب
جنکے دیدار کے مشتاق تھے مدت سے بشر

لکھو اک مطلعِ روشن ابھی او رائے میکش
جسکے ہر نقطے پہ قربان ہون لاکھون نیّر

مطلع ثانی

اے خوشا حاجیِ حرمین وسخی نیک سیر
اوج پر ہو ترے اقبال کا دائم اختر

ذکر اللہ سے سینہ ہوا تیرا معمور ہے
بڑھتی ہو حُبِ نبیؐ دل مین ترے آٹھ پہر

تیرے اخلاق تو مدت سے ہین مشہور جہان
ذکر حاتم کی طرح پھر نہو کیونکر گھر گھر

تو نے جا کر وہ مدینے مین کیا حاصل فخر
عمر بھر یاد کرے گا تجھے ہر ایک بشر

صاف ہو زنگ کدورت سے ترا دل اسطرح
کہ بجز خیر نہ پاس آئے کبھی جسکے شر

اور ہی طرح کی ضو اب ہو عیان چہرے سے
اُسکو آئیگی نظر ہو جو کوئی اہل نظر

ختم کر دیکے دعا اپنا قصیدہ میکش
کیونکہ نواب کے ہین حد سے فزون وصف و ہنر

تیرے حامی رہین ہر وقت رسُول الثقلین
دائما رکھین ترے حال پہ رحمت کی نظر

نیک اعمال کی توفیق تجھے بخشے خدا
بارور نخل تمنّا ہو ترا آٹھ پہر

عمر و دولت کو ترقی ہو فزون ہو اقبال
سایۂ آل پیمبر رہے دائم سر پر

غزلیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مایۂ شکر ہے مخلوق پہ احسان تیرا
نام لکھا ہے قلم نے سر دیوان تیرا

نظر انداز کرے کون کو حیران تیرا
پھینکدے خلعت ہستی کو بھی عریان تیرا

سامنے عام کے پھیلا ہوا ہی خوان تیرا
صاحب خانہ ہر اک بنگیا مہمان تیرا

ہفت قلزم کو وہ اک اشک چکیدہ سمجھے
بیٹھے رونے کو کبھی گر کوئی گریان تیرا

زخم عصیان کی صفائی کے لیے محشر مین
شور رحمت سے لبالب ہے نمکدان تیرا

گوشۂ چشم بتان ہے ترا دولت خانہ
دل عاشق ہے سرا پردۂ ویران تیرا

تیرے ملنے کی تمنا ہی رہی عالم کو
لیگئے صاحب دل قبر مین ارمان تیرا

سر سے اترا ہوا ہے تیر ترا پہلو تک
دیدہ سوفار ہے دل بنگیا پیکان تیرا

جو ترے سائے مین آجائے نہین اسکو زوال
کہین بجھتا ہے چراغ تہ دامان تیرا

عقل مین تیری احاطت نہ کبھی ہو محدود
مل رہا ہے سر آغاز سے پایان تیرا

کونسا دل ہے تری یاد سے خالی ایجان
کلمہ پڑھتا ہے ہر اک گبر و مسلمان تیرا

موت بھی ہے ترے فانی کی حیات ابدی
اے صنم زندۂ جاوید ہے بیجان تیرا

کبریائی اسے کہتے ہین کہ اللہ اللہ
زیر لب حرف انا رکھتا ہے دربان تیرا

یہ بھی اک شان جلالی و جمالی ہے تری
عشق پیدا ہے مرا حسن ہے پنہان تیرا

اف ری شوخی کہ نہین دہر کو اک آن قرار
ڈھنگ سب سیکھ گئی گردش دوران تیرا

ربط باطن نہین معلوم مگر ظاہر مین
یار دم بھرتا ہے عالم مین ہر انسان تیرا

ساتھ علوی کے تھا میکش بھی لیے شیشۂ مَے
گرم جس جا ہوا ہنگامۂ مستان تیرا

تری راہ محبت مین جو ایجان سے کے بل نکلا
وہی اس وادی وحشت مین وہ اک گام چل نکلا

لگا کر ہاتھ بھی مجھکو عبث تکلیف کی تو نے
یہان دم پہلے ہی آنے سے تیرے اے اجل نکلا

نہ گرنے پائین آنسو کہدو حُجّابِ مژگان سے
بپا ہو جاے گا طوفان جو یہ چشمہ اُبل نکلا

ہجوم اشک تھا دلمین کہان تک ضبط کرتا مین
خزانہ بھر گیا جسوقت فوّارہ اُچھل نکلا

تصور مین قدِ رعنا کے ساری عمر کھو بیٹھے
کبھی نخلِ تمنّا مین نہ کوئی پھول پھل نکلا

بکے جو کچھ ترا دیوانہ بک لینے دے اے ساقی
بہت کمظرف تھا جو ایک چُلّو مین اُبل نکلا

پسِ مُردن نہ نکلا پاس کچھ کمبخت میکش کے
شکستہ سا تو اک شیشہ فقط زیرِ بغل نکلا

کس بُت نے آکے بام پہ جلوہ دکھا دیا
حیرت مین ایک خلق خدا کو پھنسا دیا

قاصد سمجھ کہ بچ ہی گیا کشتۂ فراق
اُس نے سوال وصل پر گر لب ہلا دیا

مستی مین سو رہا تھا عدم مین کہین پڑا
اک فتنہ گر نے آکے مزے مین جگا دیا

مفلس ہون غیر رشتۂ جان کچھ نہین ہے پاس
دل کا خزانہ جتنا تھا سارا لٹا دیا

پاتا ہون مین کسیکو جو کرتا ہون دل مین غور
حیرت مین ہون خدا نے مجھے کیا بنا دیا

کچھ تو پتا لگا لے گا اُس بُت کے بام کا
مُرغِ نظر کو ہمنے ہوا پر اُڑا دیا

پہلو مین آکے یار نے کی ایسی گفتگو
دفتر تھا جتنا شکوون کا سارا مٹا دیا

میکش یہ جان کنی تو نہ ہوتی شراب سے
ساقی نے زہر گھول کے شاید پلا دیا

آئینہ خانہ جب اِس دل کا مُجلّا ہوگیا
دونون عالم کا تماشا اسمین پیدا ہوگیا

کسکی چشم فتنہ گر کا یہ اشارہ ہوگیا
عرصۂ محشر مین بھی اک فتنہ برپا ہوگیا

میرا قاتل روز محشر کیا ہی رسوا ہوگیا
وقت پرسش ہر دہانِ زخم گویا ہوگیا

خاکساری کا بھی میری راز افشا ہوگیا
دم نکلتے ہی مرے تن سے بگولا ہوگیا

میری ہستی مٹ گئی اثبات اُسکا ہوگیا
اُسمین مین ایسا چھپا وہ مجھسے پیدا ہوگیا

جلوہ گر پہلو مین جب وہ ماہ سیما ہوگیا
خود بخود روشن مرا داغ تمنا ہوگیا

بزم مین اظہار رازِ دل معمّا ہوگیا
ذکر جسکے لب پہ یہ آیا وہ گونگا ہوگیا

آہ بھی لب پر نہین آتی کبھی اے ضبطِ دل
مجھکو حیرت ہی کہ کیون عالم مین چرچا ہوگیا

دل ہی معمور خیالاتِ رُخ و زلفِ بُتان
تھا کبھی کعبہ مگر اب تو کلیسا ہوگیا

کچھ فقط دل ہی نہین توڑا ہی تیرِ ناز نے
چاک سینہ ہوگیا زخمی کلیجا ہوگیا

اُف ری کج بختی رفوگر بھی سے مجھے ظالم ملا
ایسے کچھ ٹانکے لگائے زخم گہرا ہوگیا

آنکھ مین شکل خیالی اُنکی ہے آٹھون پہر
رشتۂ تارِ نظر مین قید عنقا ہوگیا

شب وہ برہم ہوکے اُٹھے محفلِ عشاق سے
دو قدم چلنے نہ پائے حشر برپا ہوگیا

ایک دل تھا تھے نہ کچھ دو چار پہلو مین مرے
وائے قسمت وہ بھی ان روزون کسیکا ہوگیا

نام پیدا عشق مین کرکے ہوا ہی بے نشان
طائرِ دل میرے پہلو ہی مین عنقا ہوگیا

آنکھ کے حلقے مین آکر رُک گئی ہے سیل اشک
کشتی تھی دریا مین اب کشتی مین دریا ہوگیا

شکل اسے کہتے ہین جب نبجائے مٹنا ہو محال
اپنی جب تصویر بگڑی بھی تو خاکا ہوگیا

میرے پہلو مین وہ روئے آتشین ہی جلوہ گر
جسکے رُخ کی ضو سے جلکر طورِ سینا ہوگیا

یار خلوت سے نکلکر عالمِ ایجاد مین
آیا تھا بہرِ تماشا خود تماشا ہوگیا

پہلے سُنتے ہین جہان مین تھی بہت قدرِ سخن
آجکل تو خوب ہی بازار ٹھنڈا ہوگیا

توسنِ نفس اپنا میکش کتنا کج رفتار ہے
سیدھا چلتا چلتا منزل ہی پہ ٹیڑھا ہوگیا

نیست سے ہست جو یہ عالمِ ایجاد ہوا
کوئی شاگرد ہوا اور کوئی اُستاد ہوا

آج پھر قتل کو شاید مرے ارشاد ہوا
خود بخود کیون دلِ ناشاد مرا شاد ہوا

میرا سینہ نہ تہِ زانوِ جلاد ہوا
مجھ پہ اکدن نہ روان خنجرِ فولاد ہوا

کیون ستم تازہ نہ مجھ پر ستم ایجاد ہوا
کون کمبخت سے تجھے مانعِ بیداد ہوا

شکر ہی فکرِ کفن یارون کو کرنی نہ پڑی
ٹھوکرون مین تری لاشہ مرا برباد ہوا

خوفِ آسیب نکیرین سے کیا ہو تہ قبر
جبکہ آنکھون مین کوئی نقش پریزاد ہوا

لوثِ دُنیا نہ گیا اور مین گیا دُنیا سے
یہ بھی مرنا ہے کوئی جبکہ نہ آزاد ہوا

پوچھتے پوچھتے جا پہونچین گے تہ تک ہم حشر
کتنی ہی بھیڑ ہو گر نام ترا یاد ہوا

راہ پر آیا نہ یہ نفس مرا ساری عمر
کبھی فرعون ہوا اور کبھی شدّاد ہوا

ضربتِ موت سے جب قطع ہوا تارِ نفس
طائرِ روح کے پر کھل گئے آزاد ہوا

جیبِ دشمن کی بھی اچھی ہو تو سینے مین اُڑا
داخلِ باغِ جنان گلشنِ شدّاد ہوا

ملکِ ہستی ہی کدھر کون تھا واقف پہلے
میرے ہی دم سے یہ ویرانہ بھی آباد ہوا

طالبِ دید ہون محشر مین غرض کیا میکش
ساتھ جب اپنے بغل مین وہ پریزاد ہوا

پہلو سے دل کو قاتل کا تیر لیکے نکلا
اک شاہباز آیا نخچیر لیکے نکلا

روزِ الست سے ہون کس دور مین جہان کے
گھر سے مین اپنے کیسی تقدیر لیکے نکلا

دیکھون تو معرکے مین لیجائے کون بازی
مین سر بکف وہ قاتل شمشیر لیکے نکلا

اک خلق میرے منہ کو حیرت سے دیکھتی تھی
محشر مین جب مین تیری تصویر لیکے نکلا

وہ خوگرِ اسیری ہون مین دمِ رہائی
مجلس سے ساتھ اپنے زنجیر لیکے نکلا

کسطرح سے اثر ہو اُس بت پہ حضرتِ دل
نالہ ہی جب نہ اپنا تاثیر لیکے نکلا

میثاق مین ملی ہے اقلیم عشق مجھکو
روزِ ازل سے ہون یہ جاگیر لیکے نکلا

شب شمع اُسکے رُخ سے پھیکی یہ ہو گئی تھی
پروانہ بھی پرون مین گلگیر لیکے نکلا

دم بھی ہمارا دیکھو کس دھوم سے چلا ہے
انبوہِ نالہ ہائے شبگیر لیکے نکلا

ناموس و ننگ جائے میکش تو غم نہ کیجے
کوچے سے کون اُسکے توقیر لیکے نکلا

پی خوب دل لگا کر اب خوف کیا ہی میکش
شیشہ بغل مین تیرا جب پیر لیکے نکلا

مسیحا سے علاج اپنا نہوگا
مرض بڑھجائے گا اچھا نہوگا

جہان مین ایک بھی ایسا نہوگا — جو تجھ پر جانجان شیدا نہوگا
حسین دُنیا مین گر تجھ سا نہوگا — تو مجھسا عاشقِ شیدا نہوگا
اُٹھاتے ہین وہ فتنے بیٹھے بیٹھے — تو کیسے حشر کیا برپا نہوگا
تسلّی کو فقط کہتا ہے قاصد — یہان تک وہ کبھی آیا نہوگا
تری صورت کا صنّاعِ ازل نے — کوئی نقشہ کبھی کھینچا نہوگا
وہ سر پر بوجھ ہی ہر وقت میرے — فرشتون سے بھی جو اُٹھا نہوگا
ستا لے چاہے جتنا نفس اک دن — زمین مین کیا تجھے گاڑا نہوگا
حسین یوسف بھی تھے لیکن مریجان — تمھارا سا کبھی نقشا نہوگا
قیامت بھی اگر آجائے ظالم — ترا وعدہ کبھی پورا نہوگا
بجز عشقِ بُتان تونے الٰہی — مری قسمت مین کچھ لکھا نہوگا
قیامت آنے دے دیکھونگا او بُت — خدائی کا تجھے دعوے نہوگا
عبث ہے مجھسے تیری لن ترانی — کسی نے کیا تجھے دیکھا نہوگا
جو ہے بارِ گنہ گردن پہ غم کیا — کبھی یہ بوجھ کیا ہلکا نہوگا
ابھی تو صور پھونکے گا سرافیل — ترا رُخ گر پسِ پردا نہوگا
نہون زیر و زبر جب تک دو عالم — ترا بسمل کبھی ٹھنڈا نہوگا
ابھی گھبرا گئے کیون حضرتِ دل — ابھی کیا کیا ہوا کیا کیا نہوگا
مری بدنامیان جھنڈے پہ ہین آج — کوئی یون عشق مین رسوا نہوگا
دکھاؤن آج مین وہ رقصِ بسمل — جو قاتل نے کبھی دیکھا نہوگا
نہین ایسی جگہہ کوئی جہان مین — جہان اُس شوخ کا چرچا نہوگا
سحر ہولے سے چلے جانا مریجان — ابھی تو مُرغ بھی بولا نہوگا

مبارک حضرتِ واعظ کو جنت
وہان **میکش** گذر اپنا نہوگا

چشم مین دھیان ہے پیمبر کا — آنکھ میری ہے جام کوثر کا

منہ سے لیکر مین نام حیدر کا — توڑ ڈالون حصار خیبر کا
ہاتھ اوچھا پڑا ستمگر کا — نہوا فیصلہ مرے سر کا
امتحان کیجے سخت جان ہین ہم — منہ پھرا دینگے تیغ و خنجر کا
زخم دل کی ہے اور چارہ گری — کام ہی کچھ نہین رفوگر کا
ہجر کی شب عجیب موذی ہے — سانپ بن جائے تار بستر کا
اور ہی کوئی بولتا ہے یہ — ورنہ کیا منہ کسی سخنور کا
دیکھ لینگے گلون کی خندہ زنی — جھونکا سے چلنے دو کوئی صرصر کا
خود ہی تیری ہے بد پریشانی — اُسپہ طرہ ہے چاند جھومر کا
نحن اقرب کو جو نہ سمجھا اُسے — نہ ملیگا پتا ترے گھر کا
قلب روشن ہی میرے پہلو مین — مین نہ لون آئنہ سکندر کا
سنگ اسود سمجھ کے چوم لیا — سنگ در ہمنے ایک کافر کا
قبر سے نکلا اپنا کاسہ سر — ہو کے مشتاق کسکی ٹھوکر کا
دور جا پہونچے رہروانِ عدم — اپنا اب تک قدم نہین سر کا
دونا مغرور کر دیا اُنکو — پھوڑ دون آئنہ سکندر کا
غیب مین تھا جو سب ظہور مین ہے — جلوہ باہر ہے سارا اندر کا

ہون وہ میکش کہ میرے مرقد پر
دور چلتا رہیگا ساغر کا

عبث دم بھرتا ہے دشمن کسیکا — نہین کوئی بتِ پُرفن کسیکا
بہا کر لعل اشک سرخ اے غم — لٹایا خوب ہی معدن کسیکا
یہ راہِ عشق وہ منزل کڑی ہے — رکا دو گام کب توسن کسیکا
ثمر لاتا ہے کب نخلِ تمنا — بھرا پھولون سے کب دامن کسیکا
نہان ہین شوخیان اے حضرتِ دل — ستم ڈھائیگا بھولا پن کسیکا
نہ اتنی سرکشی کر توسنِ نفس — ذرا جھٹکے تو دے آسن کسیکا

ابھی کھل جاے حشر ونشر کا راز | وہ ٹھکرائین ذرا مدفن کسیکا
جگہ دیتے ہین وہ دل مین عدو کو | مرا گھر ہے غضب مسکن کسیکا
بنایا ہے کسی کو مین نے اپنا | مرے ہاتھ آگیا دامن کسیکا
کسی کے ساتھ ہوگی لن ترانی | یہان تو ہوتا ہے درشن کسیکا

گئی سب میکشی مین عمر میکش
ارے کمبخت ابتو بن کسیکا

فنا کی راہ مین جو مٹ کے پایمال ہوا | بقا کے باغ مین پھولا پھلا نہال ہوا
ہمارا مرنا بھی ایجان اک وبال ہوا | ہماری جان گئی آپ کو ملال ہوا
نہ پوچھو عشق مین ہمسے کہ کیا مآل ہوا | غمِ فراق مین جب مر گئے وصال ہوا
یہ عشق وہ ہے جہان شیر بھی شغال ہوا | کمر ہی توڑ دی رستم ہوا کہ زال ہوا
ملا دے خاک مین عالم کو نیچی نظرون سے | تری بلا سے جہان گرچہ پایمال ہوا
جو سائل آئے تو سر کاٹ کر ابھی دیدین | ہمارا دل ہے غنی گو نہ پاس مال ہوا
گئی نہ دل سے محبت ملیح رنگون کی | ہمارے زخم نہان کا نہ اندمال ہوا
بہارِ حسن تبو دائما نہین رہتی | کمال چاند کو جب ہو چکا زوال ہوا
وہان یہ دیکھیے کیا ہوگا روز محشر مین | یہان تو اپنا گنہگار بال بال ہوا
سُنا ہے ڈالا تھا دوزخ مین تیرے کشتے کو | اُٹھا کے لیگئین حورین نہ بیکا بال ہوا
لڑے عدو سے بگڑتے ہو مجھسے کیون حباب | کسی کا غصّہ کہین اُترے یہ کمال ہوا
پڑی جو طور پر آکر کسیکی برقِ نگاہ | تو آگ لگ گئی جل بجھکے سب نکال ہوا
وہ ایک ہین کہ ٹھکانے بھی لگ گئے قاتل | ہم ایک ہین کہ گلا بھی نہین حلال ہوا
ہمارے جسم مین چھوڑا نہ کچھ سوا اسے دوست | شرارِ عشق کا جسوقت اشتعال ہوا
نہ پوچھا آکے کبھی اُسنے واہ ری غفلت | کہ کون غم مین مرے گھل کے یون نڈھال ہوا
چلا ہی آیا نکلکر وہ سات پردون سے | دکھانا یار کو منظور جب جمال ہوا
کسی سے ہے جامِ بلورین کی آرزو میکش | شراب پینے کو کافی جو اک سفال ہوا

اُسے کب جیت سکتا ہے ارے دل بن نہ تو لڑکا
قمارِ عشق بازی ہے نہیں کچھ یہ جوا پھڑکا

کدورت سے ہوا دل صاف تب آنکھین کھلین اپنی
بغل ہی مین چھپا رکھا تھا ہمنے نور کا تڑکا

گئی کب اضطرابی وصل کی شب اُنکے آنے سے
دو چند اب ہو گیا ہے اور میرے قلب کا دھڑکا

بہارِ بیخزان رکھتا ہے حسن اُس گل کا عالم مین
ہزارون آندھیان آئین مگر پتّا نہین کھڑکا

عجب کچھ شوق تھا ہاتھون سے اُسکے ذبح ہونے کا
کہ اپنا مرغ جان تو زیر خنجر بھی نہین پھڑکا

ہر اک کی فرض ہے تعظیم اے دل باغ عالم مین
یہ کسکی ڈالیان ہین دھیان تجکو کچھ بھی ہے جڑ کا

عجب انداز سے نکلا ہے میکش تیر اٹھتی سے
صراحی ہے بغل مین ہاتھ مین حقہ ہے گڑگڑ کا

آپ کو زیبا ہے لیکر تیغ و خنجر کھیلنا
مجکو لازم ہے کہ لیکر ہاتھ مین سر کھیلنا

جوشِ برقِ آہ ہے اے طفلِ اشک اچھا نہین
بے محابا یون ترا دامان تر پر کھیلنا

چشم و دل ایجان جان دونون جگہ ہین آپکی
چاہے باہر کھیلنا جی چاہے اندر کھیلنا

دین و ایمان مال ہی کیا ہے قمارِ عشق مین
جان کی بازی بھی یہان ادنی ہے بدکر کھیلنا

تیرے دیوانے سے لڑکے یون نہ کھیلین ہان مگر
چاہیے ہاتھون مین کچھ لے لیکے پتھر کھیلنا

صاف شکلِ ابتری ہے میرے حق مین غور کر
آئینہ لیکر ترا اُنکا سکندر کھیلنا

ہین کھلانے ناگ کالے کھیل لڑکون کا نہین
ہاتھ مین لیکر تری زلفِ معنبر کھیلنا

کام مردون کا ہے جان دینا بھی میکش عشق مین
آپ کیا آسان ہی سمجھے ہین جان پر کھیلنا

نفسِ دشمن جو کہین خاک نشین ہو جاتا
فیصلہ اپنا بس اے دوست وہین ہو جاتا

میرے پہلو مین جو وہ آکے مکین ہو جاتا
خانۂ دل بھی مرا عرش برین ہو جاتا

مفت بھی تجھکو نہ لون مین کبھی فیروزۂ چرخ
کندہ نام اُسکا جو ہوتا تو نگین ہو جاتا

نہ ملا نقشِ قدم تیرا عدم مین مجکو
کیون یہان آتا اگر سجدہ وہین ہو جاتا

ہوتا لاشہ جو مرا دفن ستانے کے لیے
آسمان میرے ہی مرقد کی زمین ہو جاتا

اُنسے کچھ ٹھہرا تو ہے حشر کے دن وعدۂ وصل
ہوتے وعدے کے جو سچے تو یقین ہو جاتا

مغفرت سے تجھے کیا کام ہوا ی زاہد خشک
گر گنہ کرتا تو رحمت کے قرین ہوجاتا

وصف اُس کانِ ملاحت کا نہ لکھا افسوس
ایک ہی شعر سے دیوان نمکین ہوجاتا

کچھ بیان ہمسے تو کر لطفِ فقیری ای دل
یہ مزا ملتا اگر تخت نشین ہوجاتا

حشر کے وعدے پہ جان دیتا نہ تو ای واعظ
گر مری طرح سے دیدار ہمین ہوجاتا

جب مزا تھا کہ پسِ مرگ بھی میکش کا ترے
دفن لاشہ کسی بھٹّی کے قرین ہوجاتا

سرِ بزم عدو آکر جو وہ نازک بدن بگڑا
صفین برہم ہوئین ایسی کہ لطفِ انجمن بگڑا

لگایا ہاتھ تونے چارہ گر زخمِ کہن بگڑا
کہ تیرے چھیڑنے کا تھا بہانہ سارا تن بگڑا

سلامت رد رہے ہم کجروی پر بھی زمانے کی
خدا کے فضل سے ابتک نہین اپنا چلن بگڑا

کسیکی اپنے دل مین ہمنے وہ تصویر کھینچی ہی
کہین سے خال و خط بگڑا نہ بینی و دہن بگڑا

ہزارون کھائے گُل سینے پہ ہمنے جسکی فرقت مین
غضب ہی عمر بھر ہمسے رہا وہ گلبدن بگڑا

بگڑ جاتے ہین چھوٹے سے کنوین گرنے سے انسانکے
ہزارون اسمین ڈوبے ہین نہین چاہِ ذقن بگڑا

چلے ہو دفن کرکے یہ بھی کہتے جاؤ تربت سے
اُلٹ دیگا زمین اسکا اگر کچھ بھی کفن بگڑا

تصدق ہونے دو عشاق کو بانکی اداؤن پر
سزا دینا مجھے گر آپ کا کچھ بانکپن بگڑا

نہ چھیڑو اسکو کہتے تھے فرشتے میرے مرقد مین
نہ سنبھلے گا کسی سے گر غلامِ پنجتن بگڑا

بناتا بات کیا مین اُس بُتِ بدخو کی محفل مین
وہان تو بیٹھتے ہی سے پہلے اندازِ سخن بگڑا

وہی یاس و تمنا حسرت و حرمان کا جھگھٹ ہے
نہ اپنا ایک دن بھی مجمعِ بیت الحزن بگڑا

جو ملکِ دل سے پیہم آتی ہے آواز نالونکی
الٰہی کیا ہوا یہ کون سا اہلِ وطن بگڑا

نہ کھلائیگی دلکو عاشقون کے تابشِ دوزخ
کہ نیلوفر نکلنے سے نہ سورج کی کرن بگڑا

کدورت سے صفائے آئنہ جاتی ہی رہتی ہی
کہ آیا جب کبھی دل مین کسیکے شک و ظن بگڑا

کسیکا کیا بگاڑا ہی جو اتنا منہ چڑھاتے ہین
تعجب مین ہون کیون مجھسے ہر اک اہلِ دکن بگڑا

دمِ گلگشت اُس گل پیرہن نے وہ ہوا باندھی
زبان غنچون کی بول اُٹھی کہ اب رنگِ چمن بگڑا

ہر اک کو ہو گیا عالم مین دعوی شعر گوئی کا
لگے طفلِ دبستان منہ بنانے اب یہ فن بگڑا

تصدق ہے درِ علوی کا جو ایسی زمین مین بھی ۔ نہ کچھ بندش کہین بگڑی نہ اندازِ سخن بگڑا

ہماری میکشی میکش عجائب رنگ لائی ہے
جہان مین غُل ہے یہ دیکھو کہ کیسا برہمن بگڑا

دل مرا لیکر یہ ستمنے کیا کیا ۔ دونون عالم مین سے مجھے رُسوا کیا
رازِ الفت مین سنے تو اخفا کیا ۔ آپ نے چرچا کیا اچھا کیا
مین نے دل تمکو دیا اچھا کیا ۔ تمنے لیکر کھو دیا بیجا کیا
غیر کے پہلو مین وہ سویا کئے ۔ رات بھر مین کروٹین بدلا کیا
آ گئے اک بیوفا کے دام مین ۔ حضرتِ دل آپ نے یہ کیا کیا
چل دئے آخر وہ اُٹھکر صبحِ وصل ۔ مین نگاہِ یاس سے دیکھا کیا
جو کیا مین نے خطا تھی وہ مری ۔ آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا
کیا کہون کیونکر کٹی فرقت کی شب ۔ رات بھر رویا کیا تڑپا کیا
او بُتِ ترسا نہ لی تونے خبر ۔ عمر بھر عاشق ترا ترسا کیا
مین اسی حیرت مین ہون تمسے کلیم ۔ ایسے بے پردہ نے کیون پردا کیا
وصل کی شب وہ تو آکر سو رہے ۔ مین سحر تک مُنہہ ہی کو دیکھا کیا
شیخ کر سجدہ خدا کو دیکھکر ۔ یون کیا سجدہ تو کیا سجدا کیا
وہ چھپے بیٹھے تھے شہرگ کے قریب ۔ عمر بھر زاہد جنھین ڈھونڈھا کیا
آپ کے وعدے ہوئے سارے خلاف ۔ مین نے جو وعدہ کیا پورا کیا

مر کے بھی چھوڑا نہ میخانے کا در
تو نے میکش کام مردانا کیا

اُس ستم کیش نے پھر آنا ادھر چھوڑ دیا ۔ پھر مری آہون نے اللہ اثر چھوڑ دیا
کوہِ غم ہمنے پس مرگ بھی کاٹے فرہاد ۔ تو نے تو مرتے ہی ہاتھون سے تبر چھوڑ دیا
کشمکش مین مجھے کیون چھوڑ دیا ای قاتل ۔ دل کو خود لے لیا رونے کو جگر چھوڑ دیا
کون سمجھے گا یہان خوابِ عدم کی باتین ۔ اسلیے ہمنے بھی مضمون کمر چھوڑ دیا

خط لیے جاتا ہی قاصد کوئی کہدے اُس سے / پہلے جس گھر مین وہ رہتے تھے وہ گھر چھوڑ دیا

بدگمان اتنا بھی ہونا نہین اچھا صیاد / کیون قفس مین بھی مجھے باندھکے پر چھوڑ دیا

کیا تاراج مگر کچھ نہ کیا غارتگر / دل کو لوٹا مجھے بے کاٹے ہی سر چھوڑ دیا

جانے کیا دیکھ لیا مجھ مین مرے قاتل نے / قتل پر باندھ کے آیا تھا کمر چھوڑ دیا

خانۂ تن مین نہین ہوش وخرد صبر و قرار / عشق نے سارا مرا لوٹ کے گھر چھوڑ دیا

منزل عشق کو دیوانے ہی طے کرتے ہین / حضرتِ خضر نے یہ راہگذر چھوڑ دیا

ساتھ کس کے گئی کہیے تو متاع دُنیا / سب نے اسباب یہین وقت سفر چھوڑ دیا

جیتے جی یہ نہ سُنے گا کوئی انشا اللہ
آج میکش نے بھی میخانے کا در چھوڑ دیا

کیا کہین کیا تھا اور کیا نکلا / جب نظر بُت پہ کی خدا نکلا

اسطرف جب وہ دیکھتا نکلا / میرے سینے سے تیر سا نکلا

اپنی سیری ہوئی نہ وصل مین بھی / رہی حسرت جو مُدعا نکلا

نہ چلی کچھ یہان طبیبون کی / مرضِ عشق لادوا نکلا

جسکو دلدار ہمنے سمجھا تھا / وائے قسمت وہ دلربا نکلا

ڈھونڈھا بستر پہ جب قضا نے مجھے / مین نہ تھا نقش بوریا نکلا

خود نظر آتا وہ تمہین موسےٰ / ربِ ارنی مین کیا مزا نکلا

جسکو نا آشنا سمجھتے تھے / ایک مُدت کا آشنا نکلا

بزم سے اُٹھ گئے وہ جھنجھلا کر / جب کبھی میرا ماجرا نکلا

ظلم ہے دو سزا جفاؤن کا / کب مرے مُنہ سے تذکرا نکلا

میری شہرگ مین چھپ رہے تھے وہ / گھر سے جنکو مین ڈھونڈھتا نکلا

جب تجسس ہوئی ہمین دل کی / کوچۂ یار مین پتا نکلا

مُدعا تھا کہ مُدعا نکلے / بعد مدت کے مُدعا نکلا

یہی میکش ہے وہ جو پیکر مے / مُنہ سے بکتا بُرا بھلا نکلا

گر پوچھے کوئی مجھسے محمدؐ کو کہ کیا تھا
کہدون یہی اللہ تھا مگر عبد نما تھا

پہلومین شب وصل بُت ہوش رُبا تھا
ہوتے اگر اسوقت مین موسےٰ تو مزا تھا

اک ناز سے کوٹھے پہ وہ بُت جلوہ نما تھا
ہم محو تجلی تھے نہ موسےٰ نہ خدا تھا

گو عشق مین کچھ دین نہ دُنیا کا بھلا تھا
لیکن یہ مزا اور تھا یہ لطف جُدا تھا

دم توڑ رہا تھا کوئی سر پھوڑ رہا تھا
کل کوچے مین قاتل ترے اک حشر بپا تھا

تھا پھیر سمجھ کا مری پھیرا جو سمجھ کو
سمجھا تھا خودی جسکو مین وہ ہی تو خدا تھا

پہلومین وہ خود ناز سے آ بیٹھے سر بزم
اسوقت عدو ہوتا کوئی جب تو مزا تھا

جب چشم بصیرت ہوئی حاصل نظر آیا
مین ڈھونڈھ رہا تھا جسے وہ مجھ مین چھپا تھا

دل دیکے اُسے رنج و الم لے لیا مین نے
یہ تو کوئی کہدے مرا کیا اسمین بھلا تھا

کیون دلمین نہ رکھتا مین تری تیر کا پیکان
اے جان جہان درد محبت کی دوا تھا

دل دیدیا مختار تھے ہم حضرت ناصح
برہم ہوئے ہو یہ تو کہو آپ کا کیا تھا

قاصد مری تحریر پہ وہ کیون ہوئے برہم
لکھا تو یہی قسم اُسمین کوئی حرف بُرا تھا

معلوم نہین کون سی کمبخت گھڑی تھی
پچھتاتا ہون کسوقت مین دل تمکو دیا تھا

جبتک خودی اپنی رہی ہم خاک نہ سمجھے
پھر غور کیا دیکھا تو جو کچھ تھا خدا تھا

کس سے کہین کیا پوچھا تھا اُس شوخ نے ہمسے
مشتاق مین کیون ہائے بلے ہمنے کہا تھا

کیون چھیڑ کے اُنکو بھلا دشنام نہ سُنتے
ہونے سے خفا اُنکے ہمین لطف سوا تھا

ممکن تھا یہان جان جہان تمسے نہ ملتے
جب روز ازل آپ سے دل مل ہی چکا تھا

جسطرح سے اُس شوخ پہ آئی ہے طبیعت
اس طرح فدا دل کبھی پر نہوا تھا

ممکن نہ تھا جو ہوتا نہ مسجود ملائک
اس خاک کے پُتلے مین کوئی جلوہ نما تھا

کیون کاتب تقدیر کی تحریر نہ سمجھون
گرہ
نامہ ترا کیا تھا مری قسمت کا لکھا تھا

پیش آیا وہی جو کہ تھا پیشانی پہ تحریر
گرہ
نامہ ترا کیا تھا مری قسمت کا لکھا تھا

کیون آج ہوا اتنی تمھین میکش کی تجسس
کل دیکھا تھا کمبخت کو بھٹی پہ پڑا تھا

نہو گا کارگر مجھ پر کوئی ہتھیار لوہے کا
مین ہون وہ سخت جان مُنہ پھیرون سو بار لوہیکا

ابھی سے شوق یہ ای آئینہ رخسار لوہے کا
سجا ہے جسم پر تو نے ہر اک ہتھیار لوہیکا

نکالو میان سے خنجر کو جانبازونکے مجمع مین
دکھا دو آج تو جوہر سرِ بازار لوہیکا

نہین آسان ہی کچھ جان دینا عشق بازی مین
کلیجہ چاہیے جانے کو زیرِ دار لوہیکا

نگاہِ یار یون سینے کے ہر دم پار ہوتی ہے
کہ نکلے جسطرح صابون مین سے تار لوہیکا

دماغ اب آسمان پر بھی نہین ملتے حسینونکے
سکندر نے کیا کیون آئینہ طیّار لوہیکا

ہوا ہی پار سینے کے مرے پیکان سے پہلے
ستمگر کیا ترے تھا تیر مین سوفار لوہیکا

نہ آئے وجد کیون عُشاق کو ستار کی گت پر
صدائے آشنا سے پُر ہے ہر اک تار لوہیکا

سُنائے لحن داؤدی جو وہ بُت موم ہو جائے
برہمن پہنکر آئے اگر زنّار لوہیکا

نہین زنجیر کے قابل پری رو تیرا دیوانہ
اُٹھا سکتا ہے ایسا ناتوان کب بار لوہیکا

مزا ہی آج گر بے آب کردون اسکو مقتل مین
بھرے دم پھر نہ میرے سامنے تلوار لوہیکا

دمِ کاوش مزے آئینگے تیرے زخم سے مجھکو
بنے نشتر اگر بلبل تری منقار لوہیکا

وہ مرغِ ناتوان ہون جسکو ہی قیدِ نفس کافی
قفس کرتا ہے کیون ای باغبان طیار لوہیکا

سلامت ہون اگر احسان انسانکی لڑائی مین
یقین ہے کام دے پھر کاٹھ کی تلوار لوہیکا

ہزارون منّتون پر بھی نہ پگھلا وصل کی شب تیز
بنا ہے کیا ترا دل او بُتِ پندار لوہیکا

مُصفّا ہو گیا دل مٹ گئی جب تیرگی دل کی
بنا آئینہ جسدم مٹ گیا زنگار لوہیکا

نہین آلات سے ممکن درستی دل شکستونکی
یہان پر کام کچھ آتا نہین اوزار لوہیکا

نظر پڑتے ہی میکش کی ابھی آئینہ بنجائے
اگر ہو سائبانِ خانۂ خمّار لوہے کا

کُنتُ کنزاً مخفیاً بھی اک فسانہ ہو گیا
کیا سے تھے ہم کیا ہو گئے کیسا زمانہ ہو گیا

دل کسی کے تیرِ مژگان کا نشانہ ہو گیا
زخم کھاتے کھاتے ہمکو اک زمانہ ہو گیا

رات دن کا رونا اور آنسو بہانا ہو گیا
عشق مین اس چشمِ تر کو اک بہانہ ہو گیا

حضرتِ دل ہمسے جو برہم ہوئے ہو اسطرح
یہ تو فرماؤ کہین پر کچھ ٹھکانہ ہو گیا

وعدہ کرکے جب نہ آیا وہ بُتِ وعدہ خلاف
موت کا پیغام ہمکو شادیانہ ہوگیا

خوب ہی گذری عدم آباد مین لیکن یہان
چاردیوارِ عناصر قیدخانہ ہوگیا

پاتے ہین اُس صوت کی صوتِ مقید مین جو بُو
نغمۂ داؤد اُن کو ھرترانہ ہوگیا

آنکھ سے اشکون کا شکوہ ہی عبث سوکھا جگر
کیا چلے فوّارہ جب خالی خزانہ ہوگیا

بعد مُردن پایا ہی لا وارثون نے یہ عروج
چرخ کا ہراک لحد پر شامیانہ ہوگیا

ہمصفیرو اب نواسنجی کے آئینگے مزے
شاخِ طوبےٰ پر ہمارا آشیانہ ہوگیا

چومتے ہین آکے سب عُشاق چوکھٹ کو تری
سنگِ اسود تیرا سنگِ آستانہ ہوگیا

ذرّے ذرّے مین نظر آتی ہی صورت یار کی
کُل جہان میرے لیے آئینہ خانہ ہوگیا

کون ہی کہدے جو یہ میرے دلِ گم گشتہ سے
گھر سے نکلے تجھکو ظالم اک زمانہ ہوگیا

کاوشِ غم مین جو دم آیا ترے مہجور کو
اس تن کا ہیدہ پر اک تازیانہ ہوگیا

کس سے پوچھو نمین کہان جاؤن الٰہی کیا کرون
دل کو لیکر اک بُتِ کافر روانہ ہوگیا

آئیگا اُسوقت میکش تجھکو لطفِ میکشی
میکدے مین تیرا گر کچھ بھی ٹھکانہ ہوگیا

عشق کی آتش نے میرا سارا کلیجہ پھونک دیا
کس سے کہون یہ دُکھ اپنا کوئی نہین سُننے والا

اگر کرونمین آہ و فغان جل جائے یہ سارا جہان
کون و مکان سے اُٹھے دُھوان ہو جائے محشر برپا

سارے بدنمین آگ لگی جاتی ہین ہڈّیان جلی
بُجھتی نہین ہی دلکی لگی کیا شعلہ بھڑک اُٹھا

پہلے جلا میرا خان و مان دین رہا نہ رہا ایمان
اب دیکھو جلتی ہی جان خوب ہوا کیا خوب ہوا

دل مین کوئی جب آتا ہی پھونک پھونک سلگاتا ہے
جلے کو اور جلاتا ہی کوئی نہین کہنے والا

آگ ہوا میرا سب سینہ نارِ جہنّم سے بھی سوا
واعشقا ہُو وا ویلا ابتو کہین لے خبر ذرا

مےِ زنجبیلا پیکر آج گیا ترا میکش مر
اے ساقی لے جلد خبر لاشا بھٹّی پہ ہی پڑا

تصوّر دل مین ہے اک حُور عین کا
سمان آنکھو نمین ہے خلدِ برین کا

نہین کچھ لب پہ شکوہ کفر و دین کا
نہ رکھّا عشق نے ہمکو کہین کا

گیا الفت مین دل دونون جہان سے — رہا کمبخت دُنیا کا نہ دین کا
مین ہون وہ دل جلا کندہ ہو گر نام — نشان مٹ جائے جل بجھکر نگین کا
نظر ملتے ہی زخمی ہوتا ہے دل — غضب ناوک ہے چشم شرمگین کا
مکانِ جسم خالی دل سے ہے آج — نہین ملتا پتا گھر مین مکین کا
نہین اکدم کو ہم اس غم سے خالی — لگا رہتا ہے کھٹکا واپسین کا
جلاڈالا مری رگ رگ کو اسنے — بُرا ہو ہائے آہِ آتشین کا

نہین اس مہ کو ہم پیتے ہین میکش
ہے شغل اپنا شراب الصالحین کا

ہمسے اب بارِ غم نہین اُٹھتا — نہین اُٹھتا ستم نہین اُٹھتا
تیرے در پر جو آکے بیٹھ گیا — مثل نقشِ قدم نہین اُٹھتا
مست طیار بیٹھے ہین ساقی — ہاے دستِ کرم نہین اُٹھتا
پہلوِ غیر مین اُسے دیکھون — یہ تو تازہ ستم نہین اُٹھتا
ناز بیجا اُٹھائے جاتا مین — کیا کرون اے صنم نہین اُٹھتا
غیر کو لکھے جاتے ہین نامے — میری خاطر قلم نہین اُٹھتا
ایسا کچھ ہو گیا نحیف و نزار — تیرا بیمارِ غم نہین اُٹھتا
مر کے بھی اب تو تیرے کوچے سے — کھا چکا ہون قسم نہین اُٹھتا

میکدے سے کبھی قدم میکش
اپنا سوے حرم نہین اُٹھتا

ملا ہے جسکو پتا تیرے آستانے کا — امام وقت ہے وہ خضر ہے زمانے کا
بتون نے ڈھنگ نکالا یہ مسکرانے کا — ہنسی ہنسی ہی مین دل لے اُڑے زمانے کا
ہے شوق کوچے مین اُس بیوفا کے جانے کا — نکالتا ہون یہ رستہ قضا کے آنے کا
نہ آئے کیون اُسے انداز دل اُڑانے کا — جہان کا شعبدہ گر فتنہ گر زمانے کا
کسی کا کشتہ ہوا ہے وہ زندۂ جاوید — قضا سے کہدو نہین تیرے ہاتھ آنے کا

سُنی جو حالتِ طفلی تو ہنس کے کہنے لگے
کہاں کا قصہ نکالا کسی زمانے کا

جنازے پر مرے آیا ہے کون یہ تو کہو
کہ جان کا پھر ہوا ارادہ پلٹ کے آنے کا

تڑپ تڑپ کے کٹے زندگی کے سارے دن
نہ پایا لطف کبھی ہمنے دل لگانے کا

شباب آگیا منّت کی بدھیان کھولو
حضور وقت ہوا اب بڑیان بڑہانے کا

نہ سر کو رکھنے دیا پاؤن پر بھی ظالم نے
بہت تھا حوصلہ تقدیر آزمانے کا

نہ پوچھو مُنہ سے خدا جانئے کیا نکلجائے
بتاؤن کیا تمھین رُتبہ شراب خانے کا

سمجھ کے قبلۂ مقصود بارہا اے شیخ
طواف ہمنے کیا ہے بتونکے خانے کا

صبا کی دھول سے سب دانت گر گئے آخر
مزا اُٹھا لیا غنچون نے مُسکرانے کا

نثار ہین ترے ہاتھون کے سیچ بتا ساقی
یہ کس سے سیکھا ہے انداز مے پلانے کا

ہو کچھ بھی شکل مری چاہیے مرکے مٹ جاؤن
تمھاری شکل تو دل سے نہین بھُلانے کا

بگڑتے جاتے ہو جون جون تمھین مناتا ہون
اسی پہ کہتے تھے اب دل نہین دُکھانے کا

یہ کہدو برق سے پھر دیکھنا قیامت ہے
جلا جو تنکا کوئی میرے آشیانے کا

کتاب عقل کے اوراق ہون ابھی درہم
جو ایک باب بھی سُن لو مرے فسانے کا

شراب عشق سے توبہ نصیب ہو کیونکر
فساد ہے یہ فقط سارا مُنہ لگانے کا

ہماری مرگ کی حالت سُنی تو کہنے لگے
کہین وہ مرتا ہے مکّار اک زمانے کا

نہ آئین وصل کی شب وہ تو آئے صاف جواب
بہانہ کچھ تو ہو صاحب قضا کے آنے کا

نہ پوچھیے مرا مذہب بلا کا میکش ہون
ہے سجدہ گاہ مری در شراب خانے کا

بنا ہون خضر ہزارون کا مین وہ میکش ہون
بتایا لاکھون کو رستہ شراب خانے کا

عالمِ ہستی مین آنا ہوگیا
اک نیا پیدا ٹھکانا ہوگیا

دلمین اُس بت کے ٹھکانا ہوگیا
تھا جو بیگانہ یگانا ہوگیا

اپنے دیوانے کی سُن لو داستان
قصۂ مجنون پُرانا ہوگیا

ایسی رُسوائی بڑھی ہے عشق مین
ہر جگہہ میرا فسانا ہوگیا

آیا دم آئے۔گیا دم چلدیے
دم شماری آنا جانا ہوگیا

کام اب عاشق کا تیرے ہجر مین
رات دن آنسو بہانا ہوگیا

ہوگئے اپنے پرائے عشق مین
مجھسے برگشتہ زمانا ہوگیا

نقد دل کھو بیٹھے اپنے ہاتھ سے
لٹ چکے خالی خزانا ہوگیا

پھینکدے اسکو نہین وقت سفر
جامۂ ہستی پرانا ہوگیا

تیرے میکش کی لحد پر بعد مرگ
ابر رحمت شامیانہ ہوگیا

موسے نے فقط کوہ پہ تنویر کو دیکھا
اس آنکھ سے ہمنے تری تصویر کو دیکھا

مرجائینگے عشاق گلے کاٹکے لاکھون
لب پر جو ترے نعرۂ تکبیر کو دیکھا

گھبراکے وہ خود گھر سے نکل آئے ہین اپنے
اے حضرت دل آہ کی تاثیر کو دیکھا

وہ آنکھ کی پتلی ہے تو اے مظہر کونین
اندھا نہو جس نے تری تصویر کو دیکھا

بیساختہ چل جاتی ہے تقدیر کی قینچی
جب اڑتے ہوئے طائر تدبیر کو دیکھا

کیون تیز زبان شام سے ہی بزم مین اسکی
کیا شمع نے ابتک نہین گلگیر کو دیکھا

وہ خلعت رحمت لگا بٹنے ارے میکش
جنت مین گنہگارون کی توقیر کو دیکھا

دل اک پاس تھا سنے خبر جل گیا
ہوا یہ نہ ظاہر کدھر جل گیا

نہ تنہا فقط میرا گھر جل گیا
مری آہ سے بحر و بر جل گیا

گری تیری برق نظر جل گیا
خبر لے ارے فتنہ گر جل گیا

کھلا یہ نہ اکدن تپ عشق مین
کہ دل کب جلا کب جگر جل گیا

مین وہ سوختہ بخت ہون دہر مین
کہ اک آن مین سارا گھر جل گیا

نکلتے نہ آنسو جلے آنکھ سے
کلیجا ہی اے چشم تر جل گیا

مین ہر سو گرا آتش حسن پہ
ادھر جل گیا گہ ادھر جل گیا

الٰہی جلین ہڈیان بھی مری
پناہ الامان الحذر جل گیا

وہ کچھ آتش عشق مین ذوق تھا
کہ مین خود سمجھ بوجھکر جل گیا

پتنگے سوزش غم مین ہوش وحواس
جو کچھ پاس تھا ماحضر جل گیا

الٰہی غضب کی تھی یہ نار عشق
بشر ہی سے نکلی بشر جل گیا

رخ آتشین یون نہ دکھلا مجھے
ارے بس ٹھہر بس ٹھہر جل گیا

کوئی اپنا پہلو نہ ثابت رہا
جو دل کو سنبھالا جگر جل گیا

مے آتشین کی لگی ایسی آگ
کہ میکش کا قلب وجگر جل گیا

کسی کا منہ ہی کیا جو پیش قاتل سر اُٹھائیگا
ہزارون سر جھکا دینگے وہ جب خنجر اُٹھائیگا

جفائین جو کروگے سب سر آنکھون پر اُٹھائیگا
تمھارے ناز ایجان اک تن لاغر اُٹھائیگا

ہمین آتا ہے مثل نقش پا بنکر بگڑ جانا
ہماری خاک کو دیکھین کوئی کیونکر اُٹھائیگا

بجز موج فنا حاصل نہین کچھ بحر ہستی مین
حباب آسا کوئی کس بود پر اب سر اُٹھائیگا

چھپائے سے نہین چھپنے کا ہرگز خون عاشق کا
مرا عالم سے اُٹھنا بھی تو اک محشر اُٹھائیگا

نہین کچھ حشر پر موقوف اُٹھنا ہی قیامت کا
ہزارون ایسے فتنے پھر وہ فتنہ گر اُٹھائیگا

تہ و بالا جہان ہوگا اگر مجھکو رُلاؤ گے
مرا نالہ زمین و آسمان سر پر اُٹھائیگا

نہین اعمال نامے ہمتو اپنے پھاڑ ڈالین گے
لحد مین دیکھ لین گے جب کوئی آکر اُٹھائیگا

یہان اس شکل سے بھیجا ہے تو ہی خالق ذی عالم سے
نہین معلوم ہمکو کسکی صورت پر اُٹھائیگا

جگر کو بھی یونہین دل کی طرح رو بیٹھے گا اک دن
کہان تک صدمۂ غم عاشق مضطر اُٹھائیگا

نہ چھوڑیگا تمھین اسطرح سے ساقی۔ ارے مستو
مرے جاتے ہو کیون پھر شیشہ و ساغر اُٹھائیگا

فرشتے موت کے بھی تو اُٹھا سکتے نہین ہمکو
ہمارا کون کوئے یار سے بستر اُٹھائیگا

کہو رندونسے اب ہرگز نہ جائین پاس واعظ کے
یہ کچھ بہتان تم پر بر سر منبر اُٹھائیگا

یقین ہے دیکھتے ہی رحم آئے گا ستمگر کو
ہمارے قتل کا جب ہاتھ مین محضر اُٹھائیگا

ترے دیوانے کی نازک مزاجی سے ہو قلق گئے
بنے گا گل جو اُسکو دیکھکر پتھر اُٹھائیگا

ملا کر خاک مین پیچھا نہ چھوڑا تیری الفت نے
ستم اتنے کہانتک کوئی اے دلبر اُٹھائیگا

اُٹھاتے کس طرح ارض وسما بارِ امانت کو
سمجھ رکھا تھا کوئی کافرِ اکفر اُٹھائیگا

خم مے دوش پر میکش ترے پھر بھی ہوس اتنی
کوئی پیرِ مغان کا سر پہ کیا تو گھر اُٹھائیگا

غم نے اُس بت کے خاک کر ڈالا
ایلو جھگڑا ہی پاک کر ڈالا

توڑا دل ہی کو بل سے تیر انداز
ڈالا جو تیر تاک کر ڈالا

مار کر مجھکو پوچھتا ہی وہ شوخ
اِسکو کسنے ہلاک کر ڈالا

اب ستائیگا کسکو لے لے دل
ہمنے سینہ ہی چاک کر ڈالا

مرضِ عشق نے مرے تن کو
ہاے کیا دردناک کر ڈالا

کچھ نہ تھا اک لباسِ ہستی تھا
ہمنے اُسکو بھی چاک کر ڈالا

واہ رے شعلہ رُو شرر انگیز
پھونک کر ہمکو خاک کر ڈالا

ای بتو اس ستم شعاری نے
حق تو یہ ہی ہلاک کر ڈالا

مے عشقِ بُتان نے ای میکش
خوب ہی دلکو پاک کر ڈالا

راہِ طلب مین آپکی حب مین فنا ہوا
مُنہ مین زبان نہین جو کہون کیا تھا کیا ہوا

ٹھنڈا کلیجہ ابتو ترا اسنے وفا ہوا
یہ ہی ہوا کہ ہم نہ ہوے اور کیا ہوا

مقتل مین رہگیا مرا لاشہ پڑا ہوا
پھرتا ہی کوے یار مین سر لوٹتا ہوا

تڑپا لحد مین بھی تو ترا کشتۂ فراق
تیغ اجل بھی کھا کے نہ ٹھنڈا ذرا ہوا

کھُلتے ہی آنکھ تیری تجسس ہوئی مجھے
خوابِ عدم سے آیا تجھے ڈھونڈھتا ہوا

غیرونکو پھر مجاز ہی کیا روک ٹوک کا
جب آپ میرے ہوگئے مین آپکا ہوا

بیکار کر دیا ہی مرے عضو عضو کو
تھا اک نگاہِ ناز مین کیا کیا بھرا ہوا

کیونکر نہ سوزِ دل پہ مجھے اپنے ناز ہو
لاؤ تو ڈھونڈھکر کوئی ایسا جلا ہوا

پہونچون گا مین بھی منزلِ مقصود پر ضرور
چلتا ہون رہروونکے قدم دیکھتا ہوا

اسمین جو کچھ نہوتی لگاوٹ رقیب کی
قاتل نہ چھوڑتا مرا تسمہ لگا ہوا

مٹ جائے کُل جہان نہ مٹے گا کسی سے وہ
نقش قدم پر آپکے جو ہی مٹا ہوا

کیونکر زبان پہ اپنی نہ دائم ہو العطش
کچھ اور آگ سے ہی کلیجہ جلا ہوا

تم نے بُرا بنا تو دیا مجھ سے غیر کو
یہ تو بتاؤ آپ کا بھی کچھ بھلا ہوا

وہ دل ہی کب ہی جسمین کدورت بھری رہے
آئینہ کب رہا ہی وہ جب نہ جلا ہوا

مرآۃ دل پہ کھنچتی نہ کیونکر تمھاری شکل
روز الست ہی سے تھا خاکہ جما ہوا

اس دل کو اپنے ایسا نہین جانتے تھے ہم
نکلا بغل ہی مین سے یہ رستم چھپا ہوا

وقت اخیر کیا ہو۔ خبر ہم کو کچھ نہین
رہتا ہی رات دن یہی کھٹکا لگا ہوا

رمزِ نفخت فیہ سے واقف ذرا تو ہو
غافل یہ کوئی اور ہی تجھ مین چھپا ہوا

اُڑتا جو ٹھوکرون مین تو ہو جاتا کچھ عروج
میرا غبار کیون نہ ترے زیر پا ہوا

میخانہ چاٹ جائیگا ساقی نہ منہ لگا
میکش تو آجکل ہی کسون پر چڑھا ہوا

کچھ ایسا اُلٹ پھیر کر جائیگا
کہ مرنے سے پہلے ہی مرجائیگا

یہ دل مین ہی جان سے گذر جائیگا
اُنھین سے لیکے آنکھون مین مرجائیگا

کسیکو تو لائے ہو گھر سے بلا کر
ہمین کہتے ہو اپنے گھر جائیگا

چلے تو ہو مُنہ کو بنا کر یہان سے
بتاتے تو جاؤ کدھر جائیگا

کسی نے کبھی ہم سے یہ بھی نہ پوچھا
کدھر سے ہو آئے کدھر جائیگا

نہین اچھی صیاد یہ بدگمانی
جو نکلے ہون پر کچھ کتر جائیگا

مزا جب ہی سر جائے سودا نہ جائے
کسی کے تو سر ہو کے مرجائیگا

بتون مین خدائی ہی اے حضرتِ دل
اُنھین چپکے سے سجدے کر جائیگا

کہان انسے فرقت مین جان پر بنی ہی
تو کہتے ہین کچھ کھا کے مرجائیگا

تردد ہی کیا راہ دیر و حرم مین
اُنھین کا تو گھر ہی جدھر جائیگا

نہ چھیڑو مزا چپ ہی رہنا ہی بہتر
جو نالے کرونگا تو ڈر جائیگا

زیادہ بڑھیگی کچھ اچھا نہ ہوگا
بہت ہو چکی اپنے گھر جائیگا

قسم کھاؤ کچھ ہم سے وعدہ نہین تھا
مُکرنا ہی آیا مُکر جائیگا

لگانے سے دل کے تو بہتر یہی ہی
کہین سنکھیا کھا کے مرجائیگا

مزا جب ہی دل جس جگہ پھنس گیا ہو
یہ جان بھی وہین نذر کر جائیگا

کہے کوئی اُنسے ادھر آئیے ہین وہ
ہماری بھی لیکر خبر جائیگا

شراب محبت کا جب تک ہی دورہ
یہ پیمانۂ عمر بھر جائیگا

جو آئے ہو آنکھون مین تم ای پریوش
تو شیشے مین دل کے اُتر جائیگا

ہی کیا خوف جام فنا پیکے میکش
گذرنا ہی جب ہی گذر جائیگا

ردیف الباء

مضطرب رہتا ہی کسکے غم مین شب بھر آفتاب
جو نکلتا ہی سحر کو کھاتا چکر آفتاب

جب کبھی آیا ترے رخ کے برابر آفتاب
گھٹ گئے خفت سے ہوا ذرہ سے کمتر آفتاب

تیرے آگے ہو نہین سکتا منور آفتاب
منہ دکھائے کیا تجھے ای نور پیکر آفتاب

دونون عالم مین ہی اک چارم فلک پر آفتاب
ایسے ہونگے لاکھ میرے سر کے اندر آفتاب

میرے داغ دل نہین دیکھے ہین تو نے ای فلک
سامنے جنکے ہی اک کالا سا پتھر آفتاب

جسکو ہو چشم بصیرت دیکھ لے آٹھون پہر
جلوہ گر رہتا ہی ہر ذرے کے اندر آفتاب

حشر برپا ہو گیا تیرے قد و رخسار سے
آگیا اب تو سوا نیزے کے اوپر آفتاب

ایک دم کو بھی جو گردون پر نہین لیتا قرار
کیا ازل سے پانون مین رکھتا ہی چکر آفتاب

چلدیے سب قافلے والے رہی ہم خواب مین
جب کھلی آنکھین کہ آپہونچا ہی سر پر آفتاب

کرتی ہی روشن اسے کچھ تیرے رخسارون کی ضو
ورنہ ای جان ہی یہ اک کالا سا پتھر آفتاب

خوف ہی مجکو نظر لگ جائیگی ای جان جان
تکتا ہی بیڈھب ترا روے منور آفتاب

جلوۂ رخ اسکا یہ تیرا ہو نہ گر پرتوفگن
اک سفال راہ سے ہو جائے بدتر آفتاب

میرا داغ دل ترا روے منور ای صنم
یہ ہی اندر آفتاب اور وہ ہی باہر آفتاب

جب تصور مین ترے کین آنکھین بند ای مہر وش
ہو گیا روشن مری آنکھون کے اندر آفتاب

حق نے دو مشعل یہ روشن کی ہین عالم کے لیے
رات بھر ماہ درخشان اور دن بھر آفتاب

گر تہِ دل سے کرے اک آہ تیرا دل جلا
خاک ہو جائے ابھی گردون یہ جلکر آفتاب

تیرا رخ اللہ اکبر اور سمائے آنکھ مین
آگیا ہی آنکھ کے تل مین سمٹکر آفتاب

کچھ تو اسکو صورتِ انسان مین آتا ہی نظر
سجدے کرتا پھرتا ہی ہر روز گھر گھر آفتاب

جس طرف تشریف لیجاتے ہو یہ جاتا ہی ساتھ
سر چڑھا ہی کس قدر ای بندہ پرور آفتاب

کہدو اسکو بام پر آکر نہ جھانکے آپ کے
مُنہ کی کھا بیٹھے گا تم سے منہ ملا کر آفتاب

کرتا ہی کیا رنگ ریزی چرخ پر بیٹھا ہوا
سنگ خارا مین بنا دیتا ہی جوہر آفتاب

شوق کس پردہ نشین کی دید کا ہی اس قدر
دن کو کاسہ لیکے پھرتا ہی گھر گھر آفتاب

سرخ ہو کر جو نکلتا ہی یہ میکش ہر سحر
رات کو پیتا ہی کیا صہبائے احمر آفتاب

کیون بھرے بیٹھا ہی سبو مین شراب
لا اُلٹ دے مرے گلو مین شراب

پینے والے ہی جانتے ہین خوب
کیسی ہوتی ہی رنگ و بو مین شراب

بند ہوتے ہین کیا در توبہ
کیون اٹکنے لگی گلو مین شراب

نحنُ اقرب کا جوش جب آیا
بن گیا خون رگ گلو مین شراب

ہم پلائین تو حجتین لاکھون
پیتے ہو محفلِ عدو مین شراب

مین وہ مستِ ازل ہون ای ساقی
مل رہی ہی مرے لہو مین شراب

چھپکے شیشے مین بیٹھ مستانے
بھرتے ہین تیری جستجو مین شراب

تو وہ پردہ نشین ہی زاہد بھی
مر گئے تیری آرزو مین شراب

کیا مدہوش تونے باتون مین
ہی تری طرزِ گفتگو مین شراب

جس سے آنکھین لڑین ہوا بیہوش
ہی تری چشم جنگجو مین شراب

تلخیِ نزع جب ہو میکش کو
حورین بھر لائینگی سبو مین شراب

لُٹاتی ہی گُہر اشکِ چشم تر نایاب
کدھر سے ہاتھ لگے اسکے یہ گہر نایاب

جگر کے ٹکڑے ہین اشکو نہین اُف ری کاوشِ غم
یہ طفل لائے ہین کیا لعل کھود کر نایاب

ہو درد ناک نہ کیون دل مرا کہ روزِ ازل
ملا یہ مجھکو ہزارون مین ڈھونڈھ کر نایاب

چراغ لیکے بھی گر ڈھونڈھے عقل ساری عمر
ملیگا خاک اُسے تجھسے ہین بشر نایاب

تلاش مین جو کوئی اُسکی نکلے گم ہو جاے
جہان مین یار کا بھی ہی عجیب گھر نایاب

ہون آنکھین بند مگر وہ چلے ہی آتے ہین
نہان ہی مردمِ دیدہ مین کوئی در نایاب

اُسی درخت کے پھل کھاکے زندہ ہی مخلوق
جہان مین پھیلا ہوا ہی کوئی شجر نایاب

لکھا ہی نامے مین جو حال دل کہ تھا نادر
الٰہی ہم کو ملے کوئی نامہ بر نایاب

لکھے ہی جاتے ہین یا دیکھتے بھی ہین شاعر
دہن ہی نقطۂ موہوم اور کمر نایاب

اُٹھائین عرش پہ پہونچے جھکائین زیرِ ثرے
خدا نے بخشی ہی بندون کو کیا نظر نایاب

بتون کی یاد سے معمور وہ یہ داغون سے
عجیب دل ہی مرا اور ہی جگر نایاب

وہ چھپ چھپاکے مرے دل مین آہی جاتا ہی
ملا ہی اُس بتِ پردہ نشین کو گھر نایاب

رہی نہ اہلِ ہنر کی جو قدر رامیکش
جہان سے اس لئے سب ہوگئے ہنر نایاب

طرزِ گفتار مین وہ رکھتا ہی تسخیر عجیب
دل کو باتون مین اوڑا لئے یہ ہی تقریر عجیب

کوئی تو خانۂ تن مین ہی میرے نغمہ سرا
جو چلی آتی ہی کانون مین بم و زیر عجیب

آینہ بھی تو نہین سامنے تو نے رکھا
کھینچی ہی اپنی یہ کن ہاتھون سے تصویر عجیب

کاٹ لیتے ہین وہ سر جو کوئی جاتا ہی وہان
کوچۂ یار مین کیا ہوتی ہی توقیر عجیب

رستخیز اُٹھی نہ کیون انجمن محشر مین
ہی اسیرون کا ترے نالۂ زنجیر عجیب

یہ تو مین سمجھے ہی بیٹھا ہون تری فرقت مین
رنگ دکھلائیگا مجھکو فلکِ پیر عجیب

اس لیے سینے مین رکھتا ہون چھپا کر اسکو
لطف دیتا ہی مری جان ترا تیر عجیب

کیون بگڑتے ہو نہین تم سا زمانے مین کوئی
کہد یا کس نے کہ ہین دلبر کشمیر عجیب

کسکو دکھلائین مقدر مین لکھا کیا اپنے
کوئی پڑھ سکتا نہین ہین خطِ تقدیر عجیب

نہین کہہ سکتا ہون کچھ حال درون فرقت مین
چوٹ کھائے ہوے ہی سینۂ دلگیر عجیب

زخم اُس تیغ کے یون کھاے ہین مین نے دم حشر
رنگ دکھلائینگے یہ جوہر شمشیر عجیب

جسکے جلوے سے منور ہی زمین تا بہ سما
صفحۂ دہر یہ ہی یار کی تصویر عجیب

وصف مے سُنتے ہی تجھسے دل زاہد پگھلا
باتین میکش تری کیا رکھتی ہین تاثیر عجیب

ردیف الباء فارسی

خالی نہین مکان کوئی سب مین مکین ہین آپ
جا کر کہین جو ڈھونڈین غرض کیا یہین ہین آپ

عاشق نہین تمھارے جو اتنی کہان مجال
محتاج ہم ہین صاحب تخت و نگین ہین آپ

تم دور کب کسی سے ہو آنکھون کا ہی قصور
حبل الورید سے بھی تو صاحب قرین ہین آپ

جن و بشر ہون کیون نہ فدا تم پہ جانجان
یوسف غلام جسکے بنے وہ حسین ہین آپ

کیونکر بنا ہین کہیے تو اب تم سے دوستی
بدنام ہم ہین خلق مین خلوت گزین ہین آپ

کرتے ہین یاد آپ کی دیر و حرم مین لوگ
رونق فزاے انجمن کفر و دین ہین آپ

کیا تمسا بادہ نوش کوئی ہوگا خلق مین
ہو دور مے جہان کہین میکش وہین ہین آپ

ردیف تاے فوقانیہ

جلوہ گر عالم مین جب ہوتی ہی یہ آکر بسنت
اک نیا ہی رنگ لیکر آتی ہی گھر گھر بسنت

دیکھنے گھر سے نکلکر جاؤن مین کیونکر بسنت
بے ترے مجھپر ستم ڈھائیگی ای دلبر بسنت

سیر کرتے ہین جو عاشق اپنے رنگ زرد کی
کیا غرض ہی دیکھنے جائین وہ کیون اُٹھکر بسنت

پہنکر گھر سے وہ بت نکلا بسنتی پیرہن
رنگ لائیگی الٰہی آج کسکے گھر بسنت

زرد چہرہ غم سے ہی اپنا مثال زعفران
فخر کا کیا منہ ہی جو لیجاے گی ہم پر بسنت

غیر ہی لوٹینگے کیا رنگ طلائی کی بہار
ایک دن تو آمنائین ہم بھی غارتگر بسنت

اس سے اچھا کسکا میکش آستانہ ہی یہان
ہم بھی آ پیر مغان کے لیچلین در پر بسنت

ردیف تاے ہندی

چوری سے یون نہ دل کو نگاہین چرا کے لوٹ
ظالم جو لوٹنا ہی تو آنکھین لڑا کے لوٹ

لوٹے جا روز و شب یونہین اب دل کے قافلے
جو ہاتھ آئے شوق سے ڈنکا بجا کے لوٹ

گر لوٹنی ہی تجھکو متاع حواس و ہوش
موسی کیطرح ہمکو بھی جلوہ دکھا کے لوٹ

صبر و شکیب عاشقون کا اپنے جان جان
گھر مین بلا کے لوٹ یا گھر اُنکے جا کے لوٹ

ای دل نہ سونے دے اُنہین ہرگز شب وصال
جوبن جو لوٹنا ہو تو اُن کو جگا کے لوٹ

میکش کا دل جو لوٹنا منظور ہی تجھے
گھر مین بُلا کے شب کو برانڈی پلا کے لوٹ

ردیف ثاے مثلثہ

شکوۂ جور و جفا ای دل ناشاد عبث
کون سنتا ہی یہان ہی تری فریاد عبث

آشیان نالونسے پھونکا تھا جلاؤ نہ قفس
ڈالنا قید مین ہوگا مرا صیاد عبث

عاشقون کے بھی جنون فصد سے جاتے ہین کہین
یونہین تکلیف مجھے دیتے ہین فصاد عبث

جان کچھ مجھ مین یونہین سد رمق باقی ہی
تیز کرتے ہین وہ اب خنجر فولاد عبث

خانۂ تن کی تو تعمیر گرا چاہتی ہی
قصر کی رکھتا ہی منعم یہان بنیاد عبث

جور یار مین پامال ہین اُٹھتے ہین کہین
کرتے ہین خاک بگولے مری برباد عبث

ذبح جو ہو چکے پھر وہ بھی کبھی بچتے ہین
بدگمان اتنا ہی مجھسے مرا جلاد عبث

مین وہ ضابط ہون کہ جان دینے پہ بھی اُف نکرون
اُٹھکے آتی ہی یہ لب تک مری فریاد عبث

کہین دل لگتا ہی بھٹی کے سوا ای میکش
مدرسے مین مجھے لیجاتا ہی اُستاد عبث

ردیف جیم

تمنے مریض ہجر کا اچھا کیا علاج
آخر تڑپ کے مر ہی گیا یہ ہوا علاج

اُٹھ جس طرح سے چاہی تو پہلو مین درد دل
جو کچھ کہ ہم سے ہونا تھا وہ ہو چُکا علاج

نے تیرے کل نہین مجھے پڑتی ہی ایک دم
فرقت مین تیری کیا کرون کچھ تو بتا علاج

دو دو مہینے پاس نہین آتے چارہ گر
ہم سے مریضونکا یونہین کرتے ہین کیا علاج

خاک اُسکو اتنی چھاننے دیتے نہ ہم کبھی
وحشت مین ہم سے قیس اگر پوچھتا علاج

سنبھلا نہ پھر مریض ترا گرکے ایکبار
اپنا سا ہر طبیب نے اُسکا کیا علاج

میرے مریض ہونے کی کیون ہر کسیکو فکر
دو دن مین جاکے قبر مین ہو جائیگا علاج

بالین پہ میری لاتے ہین ناحق مسیح کو
اُنسے ہوا نہ ہوگا کبھی عشق کا علاج

میکش تمام عمر پیے جا شراب کو
اسکے سوا جہان مین نہین کچھ ترا علاج

ردیف جیم فارسی

بیٹھا ہی کیا مکان مین سُو لامکان پہونچ
مرکر کہان پہ جاتے ہین جیتا وہان پہونچ

ای دل وہان خموشی مین ہوتی ہی گفتگو
خلوت مین اُسکی جاتا ہی تو لے زبان پہونچ

بیٹھا ہوا یہین سے نہ سُن نغمۂ جرس
غافل ذرا تو اُٹھ کے سُوِ کاروان پہونچ

کہتے ہین قصے کچھ ہمین روزِ الست کے
وقت خمار ہی کہین ای رازدان پہونچ

موسیٰ کی طرح خلق ہی مشتاق دید کی
محشر مین لے نقاب کہین جانجان پہونچ

میکش کا وقتِ آخری آ پہونچا لے خبر
شیشہ اُٹھا کے ہان ابھی پیرِ مغان پہونچ

ردیف حاے مہملہ

ایسی عاشق ہوئی ہی تن پر روح
رہتی ہی آب و گل کے اندر روح

معرفت جنکو ہی وہ دیکھتے ہین
جاتی ہی کس طرح نکلکر روح

دیکھ اکدن تو کرکے آنکھین بند
سر مین کھاتی ہی کیسی چکر روح

ہجدہ عالم مین کسکو غیر کہون
جبکہ ہی ایک سبکے اندر روح

ہین جبھی تک یہ کھیل دنیا کے
تن مین جب تک ہی ای برادر روح

مرنے والون سے کوئی پوچھے تو
جسم کو چھوڑتی ہی کیونکر روح

شغل بادہ نہ چھوڑینگے میکش
رہے جب تک بدن کے اندر روح

کچھ دیکھا آب و گل مین ہوئی ہے جو بند روح
ورنہ یہ لوث جسم نہ کرتی پسند روح

تیری ہے منتظر مری اے خود پسند روح
لے اب تو آ کہ آ کے لبون پر ہے بند روح

اُسوقت ہم بتائینگے کیا بنگے ہم سے چلے
نکلے گی تن کے توڑ کے جب جوڑ بند روح

اکدم مین لیکے جسم کو پہونچی ہے عرش پر
وقت عروج ہو گئی کتنی بلند روح

اُس شہسوار حسن کے میدان قرب مین
پھرتی ہے دوڑتی مری مثل سمند روح

جو لوگ تیرے عشق مین پہلے ہی مر مٹے
وقت اخیر اُنکو نہ دیگی گزند روح

آدم مین دم اسی کے تو دم سے ہی جلوہ گر
کیا ہے خدا نہین تو پھر اے عقلمند روح

رکھتی نہین ہے راحت و آلام سے غرض
مجھکو خدا نے دی ہے عجب خود پسند روح

دن زیست کے ہنسی مین گزارین نہ کسطرح
انسان کے بدن مین نہین مستمند روح

ہر دم زمین زمان سے نکل جاتا ہون کہین
گو مختصر ہون ہے مری از حد بلند روح

بنتا نہ پتلا میرا جو صورت پہ یار کی
ہرگز نہوتی اس تن خاکی مین بند روح

گھبرا کے ناز عشق کی سوزش سے کیا عجب
بنکر نہ ہوتی اس تن خاکی مین بند روح

ہوتا عروج خاک نہ مسجود ہوتی یہ
ہم روح سے بلند ہین ہمسے بلند روح

دل پہلے دے چکا تھا نہین میرے پاس کچھ
یہ بھی نکالدون جو کرین وہ پسند روح

ہی کیا غرض جو ہر کس و ناکس کو مُنہ دکھائے
پردہ نشین ہے مری خلوت پسند روح

جھیلین ہین ہمنے سختیان اسکے گھمنڈ پر
تن دردمند ہے نہین ہے دردمند روح

غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش
مہمان ہی اور جسم مین انفاس چند روح

اکدن جدائی ہوگی سنبھل اب بھی کر لے کچھ
غافل تھا زیست مین بھی کرتی تھی پند روح

نکلا جو دم مرا لب شیرین کی یاد مین
مرنے کے وقت ہوٹون پہ تھی مثل قند روح

دم کی بھی کچھ خبر ہے کہ ہو کس کے دام مین
ہر دم کہین سے پھینکتی ہے یہ کمند روح

لازم ہے یہ کہ ہو ذرا تکلف سے میکشی
میکش ہے جسم مین ترے اک ارجمند روح

ردیف خائے معجمہ

تمسا نہین جہان مین کوئی اے نگار شوخ
یہ کسنے کہدیا کہ ہین تمسے ہزار شوخ

اللہ نے وہ بنایا تجھے اے نگار شوخ
سو جان سے نثار ہون تجھپر ہزار شوخ

وعدونکا اب تو اُنکے کسیکو یقین نہین
عالم مین کسقدر ہوے بے اعتبار شوخ

تم مین کہان ہین شوخیان برہم نہو جیے
بھولے سے کہدیا تھا تمھین اے نگار شوخ

یوسف نہ کھوٹے دامون بکے تیرے روبرو
بازار حسن مین ہے وہ تجھپر بہار شوخ

ٹوٹا سا ایک دل ہے کسے دون غضب مین ہون
پہلو مین آکے بیٹھتے ہین تین چار شوخ

روز الست پھونکا ہے کیا انکے کان مین
اسطرح کیون ستاتے ہین پروردگار شوخ

بوتل پلا کے دینگے کسی شوخ طبع کو
میکش بغل مین ہے جو دل بیقرار شوخ

ردیف دال مہملہ

جائے درگاہ مین اُسکی مرا کیونکر قاصد
جسکے دروازے پہ لاکھون پڑے نذر سر قاصد

گر بنے گا کوئی میرا نہ کبوتر قاصد
مرغ جان بھیجون گا مین اپنا بنا کر قاصد

دیکھو مہمان ہے کوئی دمکا خبر لو صاحب
یہ بھی سمجھا نا اُنھین پاس بٹھا کر قاصد

نہین معلوم وہان جا کے کدھر بیٹھ رہے
آئے اب تک نہین کیون میرے پلٹ کر قاصد

صدقے ہاتھون کے ترے لایا تو نامے کا جواب
جان سو جان سے فدا ہو مری تجھپر قاصد

سر پہ آنکھون پہ بٹھاؤن کرون سجدے لاکھون
کبھی اُس شوخ کا آئے جو مرے گھر قاصد

پیتے ہی یار کی لاتی ہے خبر اے **میکش**
بنتی ہے حلق مین جا کر مے احمر قاصد

صد شکر ہے کہ چرخ پہ چمکا ہلال عید
حق نے دکھایا خلق نے دیکھا ہلال عید

اُس بُت سے کہدو عید ہے کل آج دیکھ جائے
مین غم سے بنگیا ہون سراپا ہلال عید

جز تیرے ابرُؤن کے نہ کچھ بھی نظر پڑا
ہمنے فلک پہ جب کبھی دیکھا ہلال عید

وہ ماہ نو تو ایک مہینے سے ہے خفا
پھر کسکی عید کہیے تو کسکا ہلال عید

وہ آئے جب مکان مین مرے عید آگئی
دیکھا جب اُنکو مین نے تو دیکھا ہلال عید

وہ ماہ وش تو بام پر آیا نہین ابھی ؎ ؎ — کیون لوگ کہہ رہے ہین کہ نکلا ہلال عید
ہمتو کسیکو دیکھ رہے ہین اک عمر سے — دیکھے وہ جسکو ہوئے تمنا ہلال عید
اُس بت کو ہمنے دیکھا ہی عین صیام مین — ناخن سے جسکے پانُونکے چمکا ہلال عید

میکش نے ابتو جام وصراحی اُٹھا کے لا
گذرے صیام دیکھ وہ نکلا ہلال عید

ردیف دال ہندی

کرتے ہون جب جہان مین یہ ادنی حسین گھمنڈ — زیبا ہی جتنا ہو تجھے اے مہ جبین گھمنڈ
قارون کا رہگیا دم مردن یہین گھمنڈ — کچھ مال کام آیا نہ زیر زمین گھمنڈ
ہے کام ناریون کا یہان کرنا سرکشی — پُتلے ہین خاک کے ہمین زیبا نہین گھمنڈ
لاکھون بگولے اُٹھتے ہین دارا کی خاک سے — جاتا ہی خاک ہونے پہ بھی کیا کہین گھمنڈ
رہتے ہو مُنہ بنائے کسی سے تو بولیے — اچھا نہین ہی اتنا بھی اے نازنین گھمنڈ
اچھون کے بیچ ہی عیب بھی ہو جاتے ہین ہنر — جب وہ حسین ہین کیون نہو اُنکا حسین گھمنڈ

موزون ہی طبع اسلیے کہتے ہین شعر ہم
کچھ شاعری پہ ہمکو تو میکش نہین گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

ہوا نہ درد محبت کو کارگر تعویذ — جو باندھا ہمنے ہوا وہ ہی بے اثر تعویذ
یہ کس پر آئی طبیعت کہو تو اے زاہد — لکھاتے پھرتے ہو حُب کے ادھر اُدھر تعویذ
گلے مین آج پھر اُس سیمتن نے باندھا ہی — سیاہ ڈوری مین سونے کا ڈالکر تعویذ
ہی مجھکو خوف کہین چشم بد نہو ظالم — نکلتا کیون نہین بازو پہ باندھکر تعویذ
پسیجا دل بھی نہ اُس بت کا ایک پر واللہ — لکھائے مین نے بہت فال دیکھکر تعویذ
یہ خوب دیکھا ہی ہمنے قضا جب آتی ہی — دعا نہ چلتی نہ ہوتا ہے کارگر تعویذ

مزاج بھی ہے پس مرگ تیرے میکش کے
خم شکستہ کا ہوئے مزار پر تعویذ

ردیف رائے مہملہ

آئے تھے ہم فقط اک نام تمھارا لیکر
شرم آتی ہے یہان سے چلے کیا کیا لیکر

خوب ترساتا ہے دل کو بت ترسا لیکر
گھر مین جا بیٹھا ستمگر دُر یکتا لیکر

تیغ عریان جو وہ قاتل کبھی نکلا لیکر
سر پہ نذر ہتیلی پہ مین پہونچا لیکر

صبح ہو جائیگی شکوون ہی مین اے جان جہان
وصل کی شب مین بھی کیا بیٹھے ہو جھگڑا لیکر

دیکھو یہ جائےگا عالم نہ رُلاؤ مجھکو
اب اُمنڈ آئی ہین آنکھین مری دریا لیکر

کسی تصویر سے اسے یار مطابق نہوا
پھر چکے دونون جہان مین ترا نقشا لیکر

خاک مجنون کی یہ تعظیم ہے ابتک سر پر
پھرتا ہے دشت کا ہر ایک بگولا لیکر

چھوڑ ای نفس پڑا رہنے دے اک کونے مین
جا بجا پھر نہ مجھے اے سگ دنیا لیکر

باغ ہستی مین تو پھولا نہ مرا نخل امید
جاتا ہون سوے عدم داغ تمنا لیکر

مانتا ہون تجھے اے نفس کر اس درجہ گناہ
جاے دوزخ مین بھی ای یار تو جھنڈا لیکر

کام آجاے جہان مین مرا پیدا ہونا
دم نکل جاے اگر نام تمھارا لیکر

ہاتھ جب آئے جہان مین دل سوزان ایسا
کیون نہ پھر ناز ہو ہمکو ید بیضا لیکر

تو جب آیا نہ عیادت کو بھی ای وعدہ خلاف
گر گیا پھر ترا بیمار سنبھالا لیکر

جیتے جی تو نہ ہوئی سیر طبیعت میکش
قبر مین جائینگے ہم ساغر و مینا لیکر

ہاتھ پھیلے ہی رہا کرتے ہین دلبر دو چار
کہ کھڑے رہتے ہین سائل ترے در پر دو چار

قتل کرکے بھی نہ نکلی تری حسرت قاتل
آ لگا لاشۂ مقتول پہ پتھر دو چار

ڈوب کر بحر تفکر مین نہ محو دم اُبھرا
لے ہی آتا ہون ہر اک غوطے مین گوہر دو چار

نہین موقوف ہے کچھ شق قمر پر ایسے
ہر دم اعجاز دکھاتے تھے پیمبر دو چار

قلعۂ نفس کو میرے بھی اُکھاڑو حیدر
کیا بڑی بات ہے گر توڑ دو خیبر دو چار

کشتی تن کو نہین بحر حوادث مین امن
ٹوٹ ہی جاتے ہین ہر موج مین لنگر دو چار

صدقہ آنکھون کا مین قربان ترے ای ساقی
ہان ادھر کو بھی چلین ساغر کوثر دو چار

کیا تجھے یاد ہین قاتل کوئی بنوٹ کے ہاتھ
ایک کو قتل کیا خون ہین ہوئے تر دو چار

ہمدمو میرا مرض ہوگا نہ ہرگز تشخیص
جمع ہین کیون یہ اطبا سر بستر دو چار

محتسب نے جو سبو توڑا ہی غم کیا ساقی
بادہ نوشی کے لیے کیا نہین ساغر دو چار

نامہ بر ہے یہی بس کوچۂ قاتل کا پتا
دار پر لٹکے ہی رہتے ہین وہان سر دو چار

کیا کہون گر کہین ملجائین مجھے حضرت عشق
وہین آداب بجالاؤن مین جھک کر دو چار

بھیڑ اک آن کب اُس بزم سے کم ہوتی ہی
آئے دس مین جبھی اُٹھکے چلے گر دو چار

شاید اُس زلف دوتا سے پڑے پالا ناصح
سیکھ لو ہمسے ذرا کالیکے منتر دو چار

ہی خدا ایک ہی بندے ہون اگرچہ لاکھون
ایک عاشق کے نہین ہوتے ہین دلبر دو چار

تیری رفتار ہے ظالم کوئی شمشیر کی چال
کہ ہر اک گام پہ ہوتے ہین فدا سر دو چار

نقش پا تیرا کبھی یار زمین سے نہ اُٹھا
ملگئے خاک مین ہر گام پہ مٹکر دو چار

حشر اک روز ہے عالم مین سُنا کرتے ہین
اُسکے کوچے مین بپا روز ہین محشر دو چار

پڑتے ہی رہتے ہین صیاد اجل کے پھندے
آٹھ دس پھانس لیے چھوڑ دیے گر دو چار

دیکھ کرتا تو ہے تو نخوت نمرود اے نفس
ابھی موجود ہین عالم مین وہ مچھر دو چار

ایک ہی آئینے سے ہوگیا عالم خودبین
کیا بناتا کوئی آئینے سکندر دو چار

تا تہ خاک بھی ہو بادہ کشی ای میکش
خم سے رکھنا مری قبر مین بھر کر دو چار

تیر ستم لگا کوئی سینے پہ تاک کر
ہین حسرتین بھری ہوئین قصہ ہی پاک کر

ہم غمزدون سے آشنا نہ قاتل تپاک کر
تلوار کھینچ کر کہین جلدی ہلاک کر

باقی نہ چھوڑ تن مین کچھ ای آتش فراق
دیکھ استخوان رہے ہون تو اُنکو بھی خاک کر

یارب نہین ہی خواہش جاہ و حشم مجھے
ہے اک دل فسردہ اُسے دردناک کر

اکسیر کی ہوس ہے مہوس اگر تجھے
سیماب نفس پھونک کے سینے مین خاک کر

طوبےٰ کا سایہ ڈھونڈھ نہ میکش بہشت مین
چل بسترا تو اپنا کہین زیر تاک کر

پورا کوئی تو لگا ہاتھ ستمگر سر پر
کہ کھلین آکے تری تیغ کے جوہر سر پر

نامہ لینا مرا منظور نہوا اُنکو نہ لین ہا
کس لیے لیتے ہین وہ خون کبوتر سر پر

مثل منصور نہین پھولکی بھی یار کے تاب
خلق پروا نہین برسائے جو پتھر سر پر

مردم دیدہ سے کہدے کوئی وہ آتے ہین
خانۂ چشم سے لیجائیے بستر سر پر

دامن آلودہ ہون لیکن یہ یقین ہی مجھکو
حشر مین ہوئے گا دامان پیمبر سر پر

بلبلین جاتی ہین گلشن سے خزان آپہونچی
ناچے قمری سے کہو رکھ کے صنوبر سر پر

زخم سر کا تو رفو ہی ہمین منظور نہین
کیون چڑھا آتا ہے بیکار رفوگر سر پر

معرض حشر مین اس دُھوم سے پہونچین میکش
مست تیچھے ہون خم بادۂ اطہر سر پر

ہجوم خال ہی اُس مصحفِ رخسار جانان پر
لو ہندو بھی تو اب لانے لگے ایمان قرآن پر

ہون وہ کچھ نادم افعال ہر دم چشم گریان سے
برستا ابر رحمت ہی مرے دامان عصیان پر

دمِ میثاق وہ سوجھے مضامینِ فنا مجھکو
کہ منشی ازل نے صاد لکھا میرے دیوان پر

غضب ہے ناز ہی شوخی ہی ظالم جانجان بھی ہی
نہوئے کسطرح سے جان فدا اُس آفتِ جان پر

وہان سے جسطرح آئے تھے ہم ویسے ہی جائینگے
کفن کا بار بعد مرگ کیون لین جسم عُریان پر

اسیر چاہِ بابل وہ ہوے یہ ذات تک پہونچا
فرشتے فخر کیا مُنہ ہی جو لیجائینگے انسان پر

ہوا ہون اسقدر محوِ لقا اُس فتنہ سامان کا
کہین نے خاک ڈالی اپنے سب ہستی کی سامان پر

کہین اب تو خبر لے بے مروت بے وفا ظالم
ستم ڈھایا ہی غم نے اب ترے بیمار ہجران پر

وہ اپنا دَور ساغر جوش پر ہی اندنون میکش
کہ جسکا غُل فرشتون مین مچا گردون گردان پر

نہین غم اسکا کوسین گالیان دین وہ خفا ہوکر
ہمین تو بد دعا بھی اُنکی لگتی ہے دعا ہوکر

ہوے نا آشنا سب سے تمھارے آشنا ہوکر
بلا مین پھنس گئے ای جان تمپر مبتلا ہوکر

ستم کرنے لگے ہو دو ہی دن مین پُرجفا ہوکر
نہین یہ بیوفائی تمکو زیبا باوفا ہوکر

جہان مین مر مٹے ای جان جو تمپر فدا ہوکر
بقاے دائمی حاصل ہوئی اُنکو فنا ہوکر

تھیں پایا خودی میں ہمنے خود خود سے جدا ہوکر
لباس آب و گل میں عبد بن بیٹھے خدا ہوکر

پتا آه رسا کا وقت پر کوسون نہین ملتا
ملے جاتے ہین سب مٹی مین نالے نارسا ہوکر

پلائین گر دوا لاکر ترے بیمار ہجران کو
کلیجا کاٹ ڈالے گی ابھی وه سنکھیا ہوکر

عبث کرتا ہی گھر بیٹھے وه بت دعوی خدائی کا
کرین ہم لاکھ سجدے گر یہان آئے خدا ہوکر

پس مُردن بھی تیرے درسے مین اُٹھکر نجاؤنگا
وہین رہجاؤنگا بستر پہ نقش بوریا ہوکر

ابھی کیا دیکھتا ہے ذبح کرکے دیکھنا قاتل
دکھائیگا تماشا سر مرا تن سے جدا ہوکر

اُٹھا کر بزم سے اپنی ہمین زنده نہ پاؤگے
یہ ممکن ہی کہ ہم جیتے رہین تمسے جدا ہوکر

مقامِ ہُو نظر آجائے ہر جسم مقید مین
ذرا دیکھین تو ان چارون عناصر سے جدا ہوکر

سہارا ناخدا کا ہی نہ کچھ کشتی کی حاجت ہی
گرے ہین ہمتو بحر عشق مین بے دست و پا ہوکر

سلامت رکھنا گر ایمان ہو اپنا شیخ صاحب کو
بتون کی دید کے خواہان نہ ہون یہ پارسا ہوکر

توقع زیست کی میری عبث احباب کرتے ہین
نگاه یار نے توڑا ہے دل تیر قضا ہوکر

لباس عنصری مین دیکھ لینگے دیکھنے والے
نظر بازونسے چھپ سکتے ہو کب زیر قبا ہوکر

بنایا ایسا ایذا دوست اُس بیدرد کافر نے
کہ ڈوبا بحر غم مین ہاے مین درد آشنا ہوکر

اُڑائیگا یونہین گر ٹھوکرونمین خاکسارونکو
پکڑ لینگے زمین کوچے کی تیرے نقش پا ہوکر

مجھے پھر یاد آئی کاٹ اُس شمشیر بُران کی
سُلگھائیگا لہو پھر میرا زخم دل ہرا ہوکر

کسی نے یون نہ پوچھا بعد مردن تیرے حیران سے
یہ کسکی منتظر تھی رہگئی جو چشم وا ہوکر

جنھین موسی سے شرم آتی تھی پہلے منہ دکھانیمین
وه اب ہمسے کیا کرتے ہین باتین برملا ہوکر

لہو کسطرح بے سجدے کیے اُس بت کو صبر آئے
دکھاتا ہے وه صورت عبد کی اللہ نما ہوکر

اُٹھانے پر بھی تیرے دیکھنے کیواسطے ظالم
گئے سو بار ہم بزم عدو مین بے حیا ہوکر

ہماری روح بعد مرگ جنت مین نہ جائیگی
لپٹ جائیگی سینے سے ترا بند قبا ہوکر

وه بدمذہب ہون گر تکرار ہو کچھ میری میت پر
کفن کی چادرونسے مین نکل جاؤن ہوا ہوکر

نظر امداد کی ہو یا علی محبوس عصیان ہون
مری مشکل کشائی کیجئے مشکل کشا ہوکر

اگرچہ رند میکش ہون مگر اے ساقی کوثر
کہین دوزخ مین جاؤنگا بھلا مین آپکا ہوکر

اُس گل کا ہی عکس بدن آئینے کے اندر
پھولی ہے بہار چمن آئینے کے اندر

کیون ڈالتے ہو عکس تن آئینے کے اندر
ہو جائے گا میلا بدن آئینے کے اندر

جو دل ہین مُصفّا وہ کدورت نہین رکھتے
آتا نہیین رنج ومحن آئینے کے اندر

کسطرح سے لون عکس مین اُس آئینہ رو کا
آئینہ سے ہے پرتو فگن آئینے کے اندر

پہونچا ہون کہان تک دل روشن کی بدولت
حاصل ہے سفر در وطن آئینے کے اندر

آئینۂ دل کی تو خبر لے ارے غافل
سُن ہوتے ہین کیا کیا سخن آئینے کے اندر

تھی شیشۂ دل مین کوئی تصویر پس مرگ
ہم محو تھے پہنے کفن آئینے کے اندر

آئینہ کو دل کے مرے کیا ہو گیا ای عشق
پیدا ہوئی کیسی جلن آئینے کے اندر

کیا اُسکا سراپا نظر آئینے مین آئے
آئینہ ہو جسکا بدن آئینے کے اندر

یہ خط کا نمو آئینۂ رُخسار نہین ہے
نکلی ہی نبات الحسن آئینے کے اندر

آئینے مین لمعات صفا ہوئین گلابی
کھولین جو وہ گل سا بدن آئینے کے اندر

اے آہو چشم آئینے مین خط کو نہ دیکھو
چرجائینگے سبزہ ہرن آئینے کے اندر

دل صاف نہ مانے گا تری بیچ کی باتین
ایجاد نہین آتی شکن آئینے کے اندر

معمور ہوا اُسسے یہ صدرا ور سر قلب
ہین باطن وظاہر علن آئینے کے اندر

دیکھ اپنے ذرا قلب مدور کی صفائی
پھرتا ہے یہ چرخ کہن آئینے کے اندر

دل صاف کرو بھولو وہ اب باتین پُرانی
اچھا نہین زنگ کہن آئینے کے اندر

مین آئینہ سان قلب مصفا مین جگہ دون
آئے جو وہ سیمین بدن آئینے کے اندر

کھولو دل روشن مین مرے زلف معنبر
پیدا کرو مشک ختن آئینے کے اندر

چہرے سے غم فرقت نل صاف عیان ہو
منہ دیکھے جو اپنا دمن آئینے کے اندر

آئینے سے کسطرح اُڑے بلبل تصویر
ہے اُسکا منقش وطن آئینے کے اندر

ہی جلوہ فگن آئینۂ دل مین وہ خورشید
سورج نے نکالی کرن آئینے کے اندر

اسطرح مَی صاف سے دل صاف ہو میکش
جسطرح سے آئینہ پن آئینے کے اندر

دور جا پہونچی نظر شکل حسینان دیکھکر
بت کو اب ہم پوجتے ہین شان یزدان دیکھکر

پھنک گیا مین ہاے برقِ روے تابان دیکھکر
گر پڑی بجلی مری ہستی کا سامان دیکھکر

دل کو کیون حیرت ہوئی ہی چشم حیران دیکھکر
جان نکلے گی ہماری روے جانان دیکھکر

گل ہی میری شمع مرقد آہِ سوزان دیکھکر
بجھتا ہی سرو چراغان داغ ہجران دیکھکر

مہربان وہ کب ہوئے جب اٹھ گیا دنیا سے مین
روئے تربت کو مری زیرِ مغیلان دیکھکر

شہر مین لینے کو آئے ہین بگولے دشت سے
تیرے دیوانے کو ایجان پا بجولان دیکھکر

کیا وہی اگلے سے دن آئینگے اے جوش جنون
پانون پھیلے ہین مرے زنجیرِ زندان دیکھکر

کیا نظر آتا ہی تجھ مین اے صنم کچھ تو بتا
سجدے کرتے ہین تجھے گبر و مسلمان دیکھکر

بعد مردن بھی جلائے گا مرا سوزِ کلام
اہل دل رو یا کرینگے میرا دیوان دیکھکر

حسن انسان نے فرشتون کو مقید کر دیا
چاہ بابل مین گرے چاہِ زنخدان دیکھکر

جب کبھی مصنوع مین صانع کا عقدہ کھلتا ہی
سکتے مین رہتا ہون پھر ون شکل انسان دیکھکر

منہ ہی تو کیا فکرِ روزی موتی برسا دیتا ہی
دیکھ منہ کھولے صدف کو ابر نیسان دیکھکر

جسکا وارفتہ ہو نمین اس تک تو جانیسے کوئی
شاید آئے رحم کچھ حال پریشان دیکھکر

راستی قد کی ترے دیکھی تو طوبی جھک گیا
کٹ گئے سروِ سہی تجھکو خرامان دیکھکر

تیری خاک نقش پا نے طور کو سرمہ کیا
کوہ کے ٹکڑے اڑے تجکو خرامان دیکھکر

یہ خبر کب تھی کہ جان دیکر نہین ملتی نجات
عشق کا سودا لیا تھا ہمنے ارزان دیکھکر

مصحف رخ کا ترے مع خال و خط رکھا خیال
ہمنے قرآن کو پڑھا معنیِ قرآن دیکھکر

سجدہ عالم ہو گئے سب تیری زلفون مین اسیر
وقت کن ایجان تری زلفِ پریشان دیکھکر

یہ بڑی احسن عبادت ہی اگر کچھ غور ہو
ہی مزا سجدے کرین انسان کو انسان دیکھکر

ایک دن اپنی یہ سب تر دامنی فضو جائیگی
برسینگے رحمت کے بادل داغ عصیان دیکھکر

کہہ اٹھی ہر روح عاشق الامان میثاق مین
آتش حسن پریرویان فروزان دیکھکر

آئیگا اسکو نظر میکش جو تیرا دور سے
سکتے مین رہجائیگا گردونِ گردان دیکھکر

اُمنگین دل ہی مین خون ہوگئین ہین آرزو ہوکر
پسینا کیون نہ پھر ٹپکے مرے تن سے لہو ہوکر

ملیگا تجھکو کیا ہمسے خفا او تند خو ہوکر
سہارا تک کے آئے ہین ترا ہم چار سُو ہوکر

مٹاتے ہین خودی کو کسطرح سے ایک سُو ہوکر
سمجھتا ہے وہی پلٹا ہو جو ہذا سے ہُو ہوکر

دکھاؤن قبض و بسط اپنا اگر مین باغ عالم مین
چھپون غنچو مین گل بنکر گلو نسے نکلون بو ہوکر

کوئی کیا جانے اُنکو کیسی عزت رکھنے والے ہین
ترے دروازے سے نکلے ہین جو نے آبرو ہوکر

دم پُرسش جو تھے فقرے مرے اعمال نامے مین
ہوئے پیش نظر سب آیۂ لاتقنطو ہوکر

خدا جانے کہان پہونچیگا جاکر نشۂ الفت
شراب عشق پہونچی سر سے اونچی تا گلو ہوکر

پُرانا تھا کبھی کا کیا ہمارا خلعتِ ہستی
جو آیا ہی بدن پر چار دھاگو نسے رفو ہوکر

بھروسے پر وہان کے بیٹھتا کیون ہی ارے زاہد
خدا کو ڈھونڈھ عالم مین جو تجھسے جستجو ہوکر

جو کچھ پرہیز تھا پہلے ہی ہمسے مُنہ چھپاتا تھا
غضب کرتے ہو اب چھپتے ہو صاحب روبرو ہوکر

جہانکے عشق بازو نسے مرا مشرب نرالا ہے
مئے عشق بُتان پیتا ہون میکش قبلہ رو ہوکر

ردیف رائے ہندی

پھر بیٹھے بٹھائے آج وہی نکلی چھیڑ چھاڑ
ہم دل جلو نسے جان نہین اچھی چھیڑ چھاڑ

خود ہمنے دل پھنسایا اُنھین چھیڑ چھیڑ کر
سمجھے نہ ایک دن یہ رولائیگی چھیڑ چھاڑ

آوازے غیر کستے ہین پھر اُسکی بزم مین
کیون حضرت دل آپنے کچھ دیکھی چھیڑ چھاڑ

کل آپ عہد کر چکے تھے میرے روبرو
پھر اب یہ ساتھ غیرو نکے ہے کیسی چھیڑ چھاڑ

وہ گالیان ہزار دین چھیڑین گے ہم ضرور
تا زیست اب تو اُنسے نہ جائیگی چھیڑ چھاڑ

بعد ہم مزاج پوچھنے پر ہو گے چلدیے
مین نے تو اور اُنسے نہ کچھ کی تھی چھیڑ چھاڑ

ہے دخت رز کے لطف ہی کیا چھیڑ چھاڑ کا
شیشہ ہو سامنے تو ہو میکش کی چھیڑ چھاڑ

ردیف زائے منقوطہ

نہ ملا ہائے اُسسے شربت دیدار ہنوز
گر کے سنبھلا نہ مریجان ترا بیمار ہنوز

مجھکو کسطرح یقین آئے تری باتون کا | کہ قسم کھانے پہ بھی غیرونسے ہی پیار ہنوز
ایک دن بھی تو نہ دیکھے کبھی جوہر اسکے | میان ہی مین رہی قاتل تری تلوار ہنوز
تجھسے برگشتہ نہین کوئی مسلمان اے بُت | سجدے کرجاتے ہین در پر ترے دیندار ہنوز
غیر دو دن ہی مین کیا پاگئے مقصد اپنا | کوچۂ یار مین ہم پھرتے ہین بیکار ہنوز
جان کیونکر نہ دین عشاق مثال منصور | شان حق جلوہ نما ہے بہ سر دار ہنوز

ہوش مین آگئے اچھی طرح سارے میخوار
تیرا میکش ہی نہ ساقی ہوا ہشیار ہنوز

ردیف سین مہملہ

اغیار جمع ہین ترے خنجر کے آس پاس | دو چار سر تو رکھدے مرے سر کے آس پاس
افشان نہین ہی اُس رخ انور کے آس پاس | جھرمٹ ہی چاند تارونکا جھومر کے آس پاس
یہ کون آگے گنج شہیدان بنا گیا | کشتونکا ڈھیر ہی کسی بے سر کے آس پاس
کیا کہ گیا طبیب جو مُنہ پھیر پھیر کر | احباب روتے ہین مرے بستر کے آس پاس
اب کسطرح سے اُنسے کہین اپنا دردِ دل | اغیار بیٹھے رہتے ہین دلبر کے آس پاس
آخر کبھی تو ہوگا نظارہ تمام عمر | پھرتا رہونگا مین بھی ترے در کے آس پاس
گھیرے ہوئے ہین روح کو اسطرح چارون نفس | جیسے کھلاڑی بیٹھے ہون چوسر کے آس پاس
لاکھون دل شکستہ ہین اُس سنگدل کے ساتھ | شیشونکا ڈھیر رہتا ہے پتھر کے آس پاس
محشر مین روک ٹوک نہین انکے واسطے | پہونچینگے مست چشمۂ کوثر کے آس پاس
کھو بیٹھے اپنی ہائے اسی جستجو مین عمر | رہنے کو گھر ملے کوئی اُس گھر کے آس پاس

پھر دیر بعد مرگ بھی میکش کی تیرے روح
پھرتی رہیگی شیشہ وساغر کے آس پاس

ردیف شین معجمہ

سوز ہجران سے لگی دل مین جگر مین آتش | اے بتو لگ گئی اللہ کے گھر مین آتش

سات پردون مین چھپو جاکے تو رخنے پڑجائین / دیکھنے والے وہ رہے کہتے ہین نظر مین آتش
صدقہ مرشد کا جسے چاہون ابھی دکھلادون / نظر آئی تھی جو موسیٰ کو شجر مین آتش
مین وہ ہون نادم افعال کہ پیش داور / نار غیرت سے لگے دامن تر مین آتش
کشور عشق مین جو پہونچا ہوا جلکر خاک / بجھ رہی ہے وہان ہر راہ گذر مین آتش

جسکا تن پھونک چکی ہے یہ مے آتش رنگ
اُسکو میکش نہ جلائیگی سفر مین آتش

ردیف صاد مہملہ

ہون وہ غنی کہ دلمین نہین جسکے جاے حرص / روز ازل ہی توڑ دئے مین نے پاے حرص
رہتے ہین جو کہ صبر و توکل کی آڑ مین / تا حشر وہ نہون گے کبھی مبتلاے حرص
باقی نہین ہے دلمین مرے کوئی آرزو / اب کیا مجال ہے جو یہان دخل پاے حرص
جو خواہشون کو چھوڑ قیامت پہ مرمٹے / انکو نہ بھائیگی کبھی کوئی اداے حرص
شاید سمیٹتے ہین قیامت کے بوریے / منعم بڑھا رہے ہین جو اتنی ولاے حرص

میکش کسیکی یہ نہین سنتے سواے مے
مستون کے پاس آکے نہ باتین بناے حرص

ردیف ضاد معجمہ

کچھ نہین خضر رہنما سے غرض / ہمکو ہے اپنے پیشوا سے غرض
ہمتو آزاد اُسکو سمجھین گے / جو نہ رکھتا ہو کچھ خدا سے غرض
تیرا بیمار ہون بجز تیرے / نہ دعا سے نہ ہے دوا سے غرض
لاکھ ہون باوفا جہان تو کیا / ہمکو ہے اپنے بیوفا سے غرض
ہوگیا ہون کچھ ایسا بے سروپا / نہ خبر سر کی ہے نہ پا سے غرض
جب یہ سمجھے کہ ہم ہی ہین سب کچھ / پھر بقا کی طلب فنا سے غرض

دخت رز کہتے ہین جسے میکش
ہے اُسی ایک دلربا سے غرض

ردیف طاے مہملہ

رخ پر ترے نمود ہوا اے نگار خط
کچھ اور ہی دکھائے گا اب تو بہار خط

کہتا ہے وہ جواب نہ دونگا مین قاصدا
کیون لیکے آرہا ہے یونہین بار بار خط

تحریرین کیا کیا پھر گئین آنکھو نکے سامنے
یاد آگیا کسی کا جو نے اختیار خط

خط آگیا تو خط کے نہ لکھنے کا کیا سبب
خطِ غبار ہی مین لکھے او نگلعذار خط

قاصد زبانی اور بھی کہدینا کچھ ضرور
ہوجائین پڑھ کے جب وہ مرا شرمسار خط

خط بھیجون کسطرح اُنھین یہ خوف ہے مجھے
ایسا نہو کہ پڑھ لے کوئی رازدار خط

دل کو قرار ہوتا جو اُسکے کسی طرح
لکھ لکھ کے بھیجتا نہ ترا بیقرار خط

قاصد یونہین اُلجھتا ہے خط کے جواب مین
لکھین سے گے مجکو وہ نہ کبھی زینہار خط

روندا ہے جسکے سبزۂ رخسار نے مجھے
بھیجے گا کب وہ اے مرے پروردگار خط

برہم نہ پڑھ کے ہوے کہین پیر میکدہ
میکش لکھو تو ہو کے لکھو ہوشیار خط

ردیف ظاے معجمہ

اُٹھنا ہی سر پہ چڑھ گیا جتنا کیا لحاظ
ابتو نہو گا ہمسے کبھی غیر کا لحاظ

اپنی اُتار کر جو بغل مین دبا چکے
پھر اُنکو کسکی شرم ہے کسکا رہا لحاظ

برہم کرینگی اب تری وعدہ خلافیان
جتنا کہ ہمسے ہو نا تھا وہ ہو چکا لحاظ

کیون پیش یار دق مجھے کرتا ہے ناصحا
کچھ بھی کسیکا ہے تجھے او بے حیا لحاظ

مجھکو جناب عشق نے بے شرم کردیا
کسکا رکھون مین اب نہ مجھے اے دل بتا لحاظ

آئین مکان مین آپ کے اب کس اُمید پر
مُنہ دیکھے کا بھی تو نہین تمکو رہا لحاظ

میکش شراب ناب اُڑاتا ہے برملا
ظالم نے سارا طاق پر اب رکھدیا لحاظ

ردیف عین مہملہ

تیرا ہر عضو ہے سراسر شمع
تیری محفل مین آے کیونکر شمع

سوز پروانہ نے نہ چین دیا | ہو گئی شب کو خاک جلکر شمع
جسنے مجھکو جلا کے مارا تھا | لیکے آیا وہ اب لحد پر شمع
ہو گئے ذبح لاکھون پروانے | بنگئی کیا الٰہی خنجر شمع
ہر گھڑی وہ گھڑی کو وصل کی شب | دیکھتے ہی رہے اُٹھا کر شمع
تم نہو جب تو کیون نہو اندھیر | خاک روشن کرے مرا گھر شمع
برملا کہ رہی ہے محفل مین | کسکا شکوہ ہے یہ زبان پر شمع
دل بغل مین چراغ ہے گھر مین | ایک اندر رہے ایک باہر شمع

قبر میکش پہ رکھتے ہین میخوار
منتین مان کر جلا کر شمع

ردیف غین معجمہ

جب بر سر مزار نہ میرے جلا چراغ | ہر داغ تن کفن مین مرے بنگیا چراغ
روشن ہو تیرے سامنے کیا مشعل فلک | شرمندہ روبرو ہے ترے نور کا چراغ
یہ ضد ہے مُنہ نہ دیکھے کہین عاشق حزین | آتے ہی میرے بزم سے اُٹھوا دیا چراغ
کیونکر نہ پھیلے رُبع عناصر کی روشنی | جلتا ہی بیت تن مین مرے چوکھا چراغ
مصباح ماہ دل کے مقابل ہو کس طرح | یہ دوسرا چراغ ہے وہ دوسرا چراغ
عاشق کی زیست ہے ترے مثل چراغ صبح | سُن لینا چند روز مین وہ بجھ گیا چراغ
مجھکو کیا وہ عشق نے آوارہ خانمان | میری طرح کسیکا نہین گل ہوا چراغ
مجھکو دکھا کے غیر کو دیتے ہو کیون فروغ | کالے کے سامنے بھی جلاتے ہو لیا چراغ

اب میکدے کا اللہ ہی حافظ ہے دوستو
میکش کی زندگی مین تو جلتا رہا چراغ

ردیف الفاء

برہم ہو کس لیے کرو گفتار صاف صاف | ملنا نہو تو ہمسے کہو یار صاف صاف
چاہین جو دیکھنا رخ دلدار صاف صاف | رکھین دلونکو فرو دیندار صاف صاف

اُنکی زبان کا وقت تکلم یہ حال ہے / چلتی ہو جسطرح کوئی تلوار صاف صاف
حیرت بڑھانے کو ترے حیران کے روبرو / آئینے سب لگئے در و دیوار صاف صاف
جسوقت وہ مجھے کہین ملتے ہین راہ مین / دیتے ہین گالیان سر بازار صاف صاف
وعدہ خلافیون نے بہت تنگ کر دیا / آنا نہو تو کیجئے انکار صاف صاف
نادم ہین چلکے داور محشر کے روبرو / ہمسے دئیے نہ جائینگے اظہار صاف صاف
خوبی وہ کون سی ہے جو اُس شوخ مین نہین / گفتار صاف صاف ہے رفتار صاف صاف

میکش شراب خواری سے کیا ملگیا تجھے
کچھ تو بتا ہمین ارے مکار صاف صاف

ردیف قاف

تمام عمر رہے ہم بھی آشنائے فراق / ملا نہ سود محبت مین کچھ سوائے فراق
عجب بلا مین پھنسا دیتی ہے بلائے فراق / خدا کرے کہ نہو کوئی مبتلائے فراق
بڑھی رہی جو اسی طرح اشتہائے فراق / تو میرا جسم بنے گا یہ سب غذائے فراق
ہزارون طے کیے روز فراق کے میدان / ہمارا دل ہے بیابان خضر رہنمائے فراق
فراق یار مین کیسی اُٹھائی ہے لذت / خدا کرے کہ یہ اب عمر بھر نہ جائے فراق
یہی ذریعۂ وصلت ہے اے دل مہجور / بڑھائے جا تو بڑھے جسقدر ولائے فراق
عجیب سیر طبیعت ہے جان جان اُسکی / نہ آنکھ شاہی پہ ڈالے ترا گدائے فراق
لعوق درد جگر درد دل تو سستی ہے / گران ہے عشق کی بازار مین دوائے فراق
ہجوم نوحہ گران ہے وہ خانۂ دل مین / صدا ہے ہر در و دیوار سے کہ ہائے فراق
الٰہی وہ بھی کوئی لوگ ہونگے عالم مین / کہ جنکو وصل میسر ہو اجبائے فراق
فراق یار کا خوگر ہون ایک مدت سے / اُسی مین راضی ہون جسمین کہ ہو رضائے فراق
جو ہجر یار کو بھی عین وصل جانتے ہین / نہونگے وہ کبھی عالم مین مبتلائے فراق
کبھی تو جیتین گے میدان عشق مین بازی / بڑھے ہی جاتے ہین ہم تو لیے لوائے فراق
مزا تو جب ہے کہ تو بھی کسی پہ عاشق ہو / مری طرح سے ستمگر تجھے رلائے فراق

یقین ہو پھوڑکے سرمرتا وہ بھی تیشے سے ۔ جو کوہکن سے کوئی سُنتا ماجراے فراق

شراب وصل سے ہردم ہین مست ہم میکش
مجال کیا جو یہان آکے مُنہ دکھاے فراق

ردیف کاف عربی

غضب مین آکے نہ تیر و کمان تراش کے پھینک ۔ قلم تراش سے آستخوان تراش کے پھینک
نہ شاخ گل سے مرا آشیان تراش کے پھینک ۔ جو پھینکنا ہو تو گل گلستان تراش کے پھینک
بہت ستایا ہو گردون نے مجھکو ۔ تیغ آہ ۔ بلند ہو ۔ ورق آسمان تراش کے پھینک
دل و جگر کے تو پُرزے اُڑائے تونے عشق ۔ خراش غم سے نہ اب پسلیان تراش کے پھینک
جو قتل کرکے بھی سیری نہین ہوئی قاتل ۔ تمام جسم کی اب ہڈیان تراش کے پھینک
نہ چھوڑ خلق مین زندہ کسیکو اے ظالم ۔ مٹے سے گردن پیر و جوان تراش کے پھینک
دکھا دون گر کسی یوسف کی شکل اے زاہد ۔ زنان مصر نمط اُنگلیان تراش کے پھینک
جو بام یار پہ ہے قصد سر سے چلنے کا ۔ تو پانون اپنے بسر نردبان تراش کے پھینک

تو اور حضرت میکش سے دو بدو ہو شیخ
زبان اپنی ارے بدزبان تراش کے پھینک

ردیف کاف فارسی

گل سے بھی خوشنما ہو ترا اے نگار رنگ ۔ پھیکے ہین تیرے سامنے جتنے ہین یار رنگ
ملتا نہین جہا مین کوئی تیرے رنگ کا ۔ پایا ہو کس بلا کا او رنگین عذار رنگ
دل سے نہ جائیگی کسی رنگین قبا کی یاد ۔ لائیگا اور کچھ دل پُراضطرار رنگ
گل کٹ گئے چمن کے ترا رنگ دیکھکر ۔ بدرنگ ہو گئے وہان جتنے تھے یار رنگ
عالم مین رنگ لائی ہے رنگینی یار کی ۔ بے رنگ ہو کے رکھتا ہے وہ ہشیار رنگ
کیا گل کھلاتی ہین تری رنگین بیانیان ۔ اک گفتگو مین جمتے ہین سو سو ہزار رنگ
یہ حال کر دیا کسی رنگین ادا نے ہاے ۔ چہرے کا اُڑ گیا ہے جو بے اختیار رنگ
رنگین لباس پہنے گا جسدم وہ سیمتن ۔ اُسوقت پھر دکھائیگا اپنی بہار رنگ

میکش ہے ایک رنگ فقط اپنا میکشی
کس کام کے وہ لوگ جو بدلین ہزار رنگ

ردیف لام

اگر پوچھا خدا نے کیا ہوا دل
کہونگا ایک بت نے لے لیا دل

کسی نے آکے دم مین لی لیا دل
سر بازار میرا لُٹ گیا دل

نہ چھوڑا دو جہان کے کام کا دل
حسینون نے ہمارا کھو دیا دل

مرا وہ ناز کا پالا ہوا دل
خدا جانے کہان کھویا گیا دل

غضب ہے لیکے پھر پلٹا رہے ہین
وہ کہتے ہین نہین یہ کام کا دل

تجھی کو وہ بھی مین دیتا۔ کرون کیا
نہین ہے پاس میرے دوسرا دل

یہی وحشت رہی گر کچھ دنون اور
خدا جانے کہان لیجائے گا دل

ستانے کو تمھارے اے حسینون
کہان سے اور مین لاؤن نیا دل

محبت اور بھی اک بُت سے کرتے
خدا دیتا جو ہمکو دوسرا دل

کبھی تھا نالہ کش راتون کو ہمدم
کہان ہے ابتو جلکر رہگیا دل

مسیحائی کرو اب تو خدارا
اداؤن پر تمھاری مرمٹا دل

دکھاؤن گا تماشے روز محشر
اگر پہلو مین اپنے پا گیا دل

قرار اک آن پہلو مین نہین ہے
غضب کا ہے یہ کافر چلبلا دل

مین ہون سو جان سے صدقے اپنے دل پر
مرا ہادی ہے میرا پیشوا دل

مرے دل کی لگی کو کون جانے
ہے انگارون پہ ہر دم لوٹتا دل

جہان مین کو بکو رُسوا نہ ہوتا
مرے قابو مین گر ہوتا مرا دل

مرے اک دل نے کیا کیا رنگ بدلے
صنوبر گہ مدور بنگیا دل

وہی میکش ہے یہ جسنے مریجان
شراب معرفت سے بھر لیا دل

جوش پر اپنا جو آئے دردِ دل
عرش اعظم کو ہلائے دردِ دل

دردِ دل بدلے خدائی کے ندون
اور ہی کچھ ہے بہائے دردِ دل

شکر ہے بارِ امانت کی طرح
حشر مین ہم ساتھ لائے دردِ دل

درد دل آئے تو پھر جائے کہان
دل ہی ہے مہمان سرائے دردِ دل

آئینگے محشر کو عاشق قبر سے
مُنہ سے کہتے ہائے ہائے دردِ دل

عاشقون پر خواب راحت ہے حرام
قبر مین آکر جگائے دردِ دل

جان دیتے ہین وہ اک اک ٹیس پر
بھا گئی جنکو ادائے دردِ دل

عرش اور فرش ایک کرنے کے لیے
پہونچا گردون پر لوائے دردِ دل

آتشِ دوزخ نہ چھیڑے گی اُسے
عمر بھر جسکو جلائے دردِ دل

کیا لکھاؤن نامۂ اعمال مین
کچھ نہین رکھتا سوائے دردِ دل

دورِ مے جاری رہے مینکش مدام
ہے یہی اپنی دوائے دردِ دل

ہو گئے ہین مبتلائے درد دل
کس سے پوچھین ہم دوائے درد دل

ایک عالم ہو تہ و بالا ابھی
گر کہین ہم ماجرائے درد دل

درد دل سُنے کی ہے وہ دلمین جگہ
بڑھتی جاتی ہے ولائے درد دل

تیرے بیمارِ محبت اے صنم
کچھ نہین رکھتے سوائے درد دل

دردِ دل فرقت مین تیری بڑھ چلا
عرش تک پہونچی صدائے درد دل

جو مریضِ عشق ہین اُنکے لیے
ہے نہین ممکن شفائے درد دل

کیا کرین سُنکر نے و چنگ و رباب
ہمتو سنتے ہین نوائے درد دل

دل مین یون رکھتے ہین ہم یادِ بتان
کچھ تو سامان ہو برائے درد دل

مردِ الفت وہ ہے راہِ عشق مین
دل ہی دل مین جو بڑھائے درد دل

کوئی پوچھو تو طبیبِ عشق سے
کچھ بھی رکھتا ہے دوائے درد دل

قاصد اُس سے یہ بھی کہہ دینا ضرور
اب کوئی کب تک چھپائے درد دل

دردِ دل جائیگا میرے دم کے ساتھ
قبر مین جاؤن تو جائے درد دل

تو ہی اے میکش خدا را کچھ بتا
کیا بلا ہے یہ بلائے درد دل

ردیف میم

ہجر مین جب اشک بھر لاتے ہین ہم
آب سے آتش کو بھڑکاتے ہین ہم

لیکے تصویر خیالی یار کی
ہر گھڑی یون دل کو بہلاتے ہین ہم

کیون نہ جان ہر تن پر اپنے ہو نثار
جبکہ ہر تن مین سے تجھے پاتے ہین ہم

کچھ تو اے صور قیامت چین دے
دو گھڑی کو اور سو جاتے ہین ہم

ثم وجہ اللہ نے آنکھین کھول دین
اب تو ہر جانب سے تجھے پاتے ہین ہم

جب وہ یکتائی پہ کرتے ہین گھمنڈ
آئنہ پیش نظر لاتے ہین ہم

موجزن اتنا نہو اے بحر اشک
دیکھ تو ظالم سے بہے جاتے ہین ہم

ہم جفاؤن کو سمجھتے ہین وفا
حرف شکوہ لب پہ کب لاتے ہین ہم

ہجر کی شب اپنے سونے کے لیے
گو کھرو کا فرش بچھواتے ہین ہم

ہائے کس بے مہر سے پالا پڑا
مفت کھو کر دل کو پچھتاتے ہین ہم

میکدے کی ہمکو ہے تعظیم فرض
سر کے بل میکش وہان جاتے ہین ہم

ردیف نون

گو بلا سے جل ہی جائین اے ستمگر دھوپ مین
لگ چکا کوچے مین تیرے اب تو بستر دھوپ مین

غسل کرکے کھولے گیسوے معنبر دھوپ مین
یار نے پھیلا دیا ہے مشک اذفر دھوپ مین

خندہ زن ہون اُسکے عاشق روز محشر دھوپ مین
جسطرح کھلتا ہے نیلوفر برابر دھوپ مین

اس ضعیفی مین بھی وہ اپنی نظر ہے دوستو
اب بھی گردون پر نظر آتے ہین اختر دھوپ مین

جھونکو دوزخ مین بھی گر مجکو تو کیا انکار ہے
یہ کہو جھلاتے ہو اب کس خطا پر دھوپ مین

خوف آتا ہے گل عارض کہین کمھلا نجائین
گھر سے باہر آئے ہو کیون بندہ پرور دھوپ مین

لا چکے ہین جو یہان پہلے ہی تاب نار عشق
مضطرب ہوتے ہین کب وہ روز محشر دھوپ مین

دوپہر مین بھی ترا عاشق نہین لیتا ہی چین
کرتا ہے کوچے مین تیرے لاکھون چکر دھوپ مین
خط وہ کیا لیتے اُترنے بھی نہ کوٹھے پر دیا
شام تک اڑتا رہا میرا کبوتر دھوپ مین

لڑکھڑاتا میکدے سے نکلا تھا گھر کیطرف
گر پڑا کمبخت **میکش** کھا کے ٹھوکر دھوپ مین

میری اُنکی کبھی بنی ہی نہین
عشق کرنا بھی دل لگی ہی نہین
کرنہ مایوس ہمکو اے ساقی
کیا صراحی مین کچھ بچی ہی نہین
ہان کمر مین تو باندھے پھرتے ہین
تیغ قاتل کبھی چلی ہی نہین
تمکو یون غیر دیکھین ہم تڑپین
جانجان کیا ہمارے جی ہی نہین
کیسے پنہان کرون یہ آتش عشق
قید بجلی کبھی ہوئی ہی نہین
دخت رز آپ چھوڑ دین زاہد
یہ کہو ہاتھ ابھی لگی ہی نہین
دل کو لگتی ہے جس گھڑی ناصح
سوجھتی کچھ بُری بھلی ہی نہین
پیٹ یون بھر گیا تو کیا ساقی
نیت اپنی ابھی بھری ہی نہین
نبض پر ہاتھ رکھ کے کہتے ہین وہ
جان اب اسمین کچھ رہی ہی نہین

محتسب پوچھے ہمسے گر **میکش**
صاف کہدینگے ہمنے پی ہی نہین ؎

ویران ہے وہ مکان ترا مسکن جہان نہین
برہم وہ بزم جسمین تری داستان نہین
ہر اک مکان ہی یار کا کچھ لا مکان نہین ؎
یہ سب نشان اُسی کے ہین وہ بے نشان نہین
کس وقت اُنکی یاد مین آنسو روان نہین
کب ملک دل سے اپنے روان کاروان نہین
شکوہ مین کسکا کس سے کرون کسکو کیا کہون
مین وہ ستم زدہ ہون کہ مُنہ مین زبان نہین
کچھ اور ہی ترقی یہ ہین داغہاے دل ؎
یہ وہ بہار ہی جہان دخل خزان نہین
کیونکر ہو کیسے آپ کے وعدونکا اعتبار
کس دن خدا کو دیتے ہو تم درمیان نہین
مصروف ایسی کچھ ہی کسی بت کی یاد مین
بیکار ایک دم کو بھی منہ مین زبان نہین
ای سیل اشک گر یہی جوش و خروش ہے
ہم کیا ہین یہ زمین نہین یہ آسمان نہین

خالی نہین ہے کوئی جگہ تجھسے جا نجان
یہ سب قصور آنکھ کا ہے تو کہان نہین

وہ دل ہی کب ہے جسمین کہ اُسکا ہوئے درد
وہ جان کب ہے جسمین وہ آرام جان نہین

لب پر کسی کا نام ہے اپنے دم طواف
بھولا خدا کے گھر مین بھی یادِ بتان نہین

بسمل ہین لاکھون اس نگہ نیم باز کے
کس کسکو چھوڑا تمنے یہان نیمجان نہین

بلبل تو خام عشق رہیگی یہ یاد رکھ
جبتک کہ ہمسے سیکھے گی طرزِ فغان نہین

کہدیتے کچھ اشارون سے احوال ملک عشق
اب کیا کرین کہ کوئی یہان رمزدان نہین

اک وہ ہین جنکے کہتے ہین وہ قصے روز و شب
اک ہم ہین جسکی سنتے کبھی داستان نہین

مجنون کو اور ہمکو سند ساتھ ہی ملے
کہتا ہے کون ہمنے دیا امتحان نہین

کیا کیا جلایا مجکو نہ سوزِ فراق نے
وہ ضبط ہی کہ آہون کا لب پر دھوان نہین

لے مین نکالے دیتا ہون سب کجروی تِری
آئے گا یون تو باز تو اے آسمان نہین

دو چار زخم تو لیچلو میلے مین حشر کے
میکش شراب کی وہان کوئی دکان نہین

تیرِ نظر چلاتے ہو چلمن کی آڑ مین ؟
زخمی مجھے بناتے ہو چلمن کی آڑ مین

سب دیکھ لیتی ہے نظرِ دوربین مری
آنکھین عبث چُراتے ہو چلمن کی آڑ مین

پردے مین بھی ہو صاعقہ کیطرح لوٹ پوٹ
کیون بجلیان گراتے ہو چلمن کی آڑ مین

ٹوٹین نہ کسطرح بھلا چلمن کی تیلیان
عاشق کا دل دُکھاتے ہو چلمن کی آڑ مین

دکھلاتے ہو جو یون لبِ ناخوردہ کی جھلک
دلکے دھوئین اُڑاتے ہو چلمن کی آڑ مین

میری نظر رُکے گی نہ چلمن سے آپ کی
ناحق بھی مُنہ چھپاتے ہو چلمن کی آڑ مین

وہ مردِ پاکباز ہے ملتا ہے برملا
میکش کو کیون بُلاتے ہو چلمن کی آڑ مین

لکھ کر خطوطِ دست کی تحریر ہاتھ مین
حق نے دیا نوشتۂ تقدیر ہاتھ مین

رکھ یون نہ دلکو او بت بے پیر ہاتھ مین
ہردم نئی یہ بدلے گا تاثیر ہاتھ مین

سیماب نفس پھُنک گیا گر نارِ عشق سے
کہدینگے پھر تو آ گئی اکسیر ہاتھ مین

قبضہ ہوا نہ دل پہ حسینون کے حشر تک
مرجانے پر بھی آیا نہ کشمیر ہاتھ مین

اتنی زبان درازی نہ کرتی جو شمع بزم
شب کو نہ لیتا کوئی بھی گلگیر ہاتھ مین

دست خدا ہی یہ دل نادان سمجھ کو پیر
بیعت کے وقت سے ہے جو پیر ہاتھ مین

آنکھین ملائین جس سے نہ پہلو مین چھوڑا دل
تزویر تیری آنکھون مین تسخیر ہاتھ مین

اپنی یہی دعا ہے شفاعت کے واسطے
محشر مین ہووے دامن شبیر ہاتھ مین

مجرم ہون غرق بحر گنہ ہون شہ امم
اب آپ کے ہے عزت و توقیر ہاتھ مین

روز ازل ہی دیکھتا تحریر بخت کو
آتا اگر نوشتۂ تقدیر ہاتھ مین

کیا خاک سر اٹھائے کسی بات پر کوئی
رکھتے ہین تیغ وہ دم تقریر ہاتھ مین

جا ہے بگاڑ جا ہے بنا شاہ ملک دل
ہے قصر تن کی سب تری تعمیر ہاتھ مین

راز خدا یہ خواب ہے گونگے کا واعظا
کب آئے تیرے گوہر تعبیر ہاتھ مین

اس کجروی کا تجھکو دکھا ئینگے ہم مزا
آیا جو تو کبھی فلک پیر ہاتھ مین

جانا جہان ہو جاؤ بگڑتے ہو کس لیے
پہچانتا ہون جسکی ہے تحریر ہاتھ مین

تقدیر جب بگڑتی ہے انسان کی دوستو
آتی نہین ہے پھر کوئی تدبیر ہاتھ مین

رسوائی و جنون کے سوا ملک عشق مین
آیا ہی کسکے منصب و جاگیر ہاتھ مین

کہتی ہے کہکشان جسے مخلوق ضعف سے
ہے یہ عصا لیے فلک پیر ہاتھ مین

میکش وہ لوگ اب بھی زمانے مین ہین کہین
ملک سخن کی جنکے تھی جاگیر ہاتھ مین

ادھر آنکھون سے دیکھون دل کتنے تیری لٹ مین لٹک رہے ہین
تجھے خبر کچھ بھی ہے ستمگر ہزارون اب سر پٹک رہے ہین

نہین پریشان ہین وقت گریہ یہ میرے دامان تر پر آنسو
مسافران عدم ہین بیچارے سارے رستا بھٹک رہے ہین

اڑی تھی خاک مزار کل کچھ ہماری اللہ رے بدگمانی
کہ آج تک بھی الٹ پلٹ کر وہ اپنا دامن جھٹک رہے ہین

اُٹھو نزاکت کو چھوڑو قاتل کو اب تو قبضے پہ ہاتھ ڈالو
ہزاروں دم توڑتے ہین جانباز سینون مین دم اٹک رہے ہین

وہ مست و مدہوش خواب مین شب دکھا گیا ہے نشیلی آنکھین
وُہی تو سُرخی کے ڈورے نظرون مین میری ابتک کھٹک رہے ہین

ہتیلی پر رکھ کے ماہ نو کو عبث یہ پیر فلک ہے نازان
ادھر تو دیکھے کہ اُنکے جھومر مین چاند کتنے لٹک رہے ہین

بہار آئی کدھر ہو میکش یہی تو ہے وقت میکشی کا
صبا ہے اٹکھیلیون سے چلتی چمن مین غنچے چٹک رہے ہین

جلوہ نما جسدن سے ہوئی ہے شکل تمھاری آنکھون مین
اور رہی کچھ بفضل خدا سے نور ہماری آنکھون مین

سُرمے کی تحریر غضب ہے پیاری پیاری آنکھون مین
خوب بھرا ہے کوٹ کے جادو یار تمھاری آنکھون مین

یہ تو کہو کس دشمن کی سوئے ہو لپٹ کر سینے سے
رُخسارون پر نیل پڑے ہین اور ہے خماری آنکھون مین

دو باتین بھی آنکھ ملا کر اُنسے نہونے پائی تھین
چلگئی ہے ہر دم مین کیا کیا چھری کٹاری آنکھون مین

جس عاشق سے آنکھ ملائی اُسیکو زخمی کر ڈالا
ظالم کیا بوندیکی تو رکھتا ہے کٹاری آنکھون مین

وہ تو ان آنکھون پہ تمھاری کرتا ہے اپنی جان نثار
ہائے غضب کچھ قدر نہین عاشق کی تمھاری آنکھون مین

تنہے وہان پر مزے اُڑائے بزم عدو مین پیکے شراب
ہمنے یہان پر بیٹھے بیٹھے رات گذاری آنکھون مین

دیکھو تو اس پُتلی خانے مین کیا کیا تماشے ہوتے ہین
کھڑی کھڑی اک دم کے لیے آؤ تو ہماری آنکھون مین

نشے مین آن آنکھون کا تصور ایسا بندھا ہے اے میکش
پھول رہی ہے چارونطرف نرگس کی کیاری آنکھون مین

دل ہوا تم پر فدا کیسے نہین کیونکر نہین
جان جاتی ہے ہماری آپ کو باور نہین

پھیرتے کس کس گلے پر آپ یہ خنجر نہین
زخمی تیغ ادا ہوتا کوئی جانبر نہین

جلوہ گر تجھسے زیادہ کوئی اے دلبر نہین
یہ مرا نور نہین یہ مطلع خاور نہین

ہوئیگا جبتک جُدا گردن سے میرا سر نہین
تیری دروازے سے سر کیگا کبھی بستر نہین

جب کہا مُنہ سے انا الحق عاشق جانباز نے
دار پر لٹکا دیا گردن پہ رکھا سر نہین

کب بناتے ہین جہانمین گھر ترے خانہ بدوش
دوش پر خانہ ہی اپنا اور کوئی گھر نہین

خاک کے پتلے ہین ہم کیونکر نہوئین خاکسار
پھر رہی ہو جسمین نخوت وہ ہمارا سر نہین

بندہ پرور یون نہ جانے دونگا مقتل سے کبھی
یا تو یہ خنجر نہین یا آج میرا سر نہین

گھر مین بیٹھے کہتے ہین ہی لامکان گھر یار کا
غور سی ڈھونڈین تو کوئی اُس سی خالی گھر نہین

غیر پر رہتی ہی ظالم تیری اُلفت کی نگاہ
ہان کرم کی اک نظر ہوتی کبھی ہمپر نہین

کرنے دے مخلوق کو سجدے اسی مین ہی نجات
آستان کعبہ ہے اے بُت یہ تیرا در نہین

کیون ڈرا جاتا ہے جانباز و نکا مجمع دیکھکر
اے صنم فولاد کا ہے موم کا خنجر نہین

دیکے خط کہنا اُنھین قاصد کہ پڑھ لیجے حضور
لکھے ہین دو حرف کچھ قصہ نہین دفتر نہین

بیٹھکر مسند پہ منعم خوگر راحت نہ بن
چلنا ہے اُس گھر جہان تکیہ نہین بستر نہین

کیون نہو ہر ایک عاشق تجھ پہ سوجانسے نثار
عالم امکان مین اب کوئی ترا ہمسر نہین

کتنی غفلت ہی کہ راحت جو ہین نادان قبر مین
یہ بر آغوش لحد ہے پہلوِ مادر نہین

نام بھی لیتا نہ مین تو عمر بھر ظالم ترا
کیا کرون مجبور ہون قابو مجھے دل پر نہین

تیرے کوچے مین فقط پھرتا ہون تیری دید کو
کچھ مین دیوانہ نہین کچھ پانوٴن مین چکر نہین

نے ترے اندھیر ہے کون و مکا نمین جانجان
کون سی محفل ہی وہ جسمین تو اے دلبر نہین

نو بنو تازہ بتازہ کھنچ کے آتی ہے شراب
ایک دم خالی کبھی رہتا مرا ساغر نہین

کرتا ہی لاکھون کو ظالم خون سی کیا بچ بچکے قتل
اُف رے چالاکی کہ دھبا بھی تو دامن پر نہین

بھول جا انکار کرنا وصل کے پیغام پر
سیکھ لے اقرار کرنا چھوڑ غارتگر نہین

کیون خمِ مے سر پہ رکھتا ہی تو میکش وقت مرگ
خلد مین تیرے لیے کیا بادۂ کوثر نہین

جو نکتہ دان ہین ہوتے ہین وہ نکتہ چین نہین
ہم قدر دان سخن کے ہین کچھ عیب بین نہین

کہنا ہوا جو کہدیا رُکتے کہین نہین
ہم صاف گو ہین دلمین خیان و چنین نہین

جب سے بغل مین وہ مرا بانکا حسین نہین
کچھ ایسا مضطرب ہون کہ راحت کہین نہین

کہتے ہو دلمین ہمتو کسی کے مکین نہین
صاحب یہ بات آپ کی کچھ دلنشین نہین

وعدہ وفا کروگے ستمجھے تو یقین نہین
ہان ہان تمھارے لب پہ ہے دل مین نہین نہین

جتنا ہو ناز آپ کو زیبا ہے اے صنم
مین خوب جانتا ہون کہ تم سا کہین نہین

مذہب ہمارا عشق ہے بندے ہین عشق کے
کافر صنم پرست ہین ہم اہل دین نہین

اقرار وصل سے تجھے طفلی کے دن سے گئے
کچھ حد بھی ہے رہیگی یہ کب تک نہین نہین

یہ کسکی دھن لگی ہے جو دھنتا ہے اپنا سر
کیون تجھکو چین اے دل اندوہگین نہین

وہ باوفا خدا نے دیا ہے مجھے صنم
ہے سیدھا سادا خو گرچین بر جبین نہین

دم دیکے اُٹھ گیا وہ ستمگر شب وصال
پوچھا کہان چلے لگا کہنے کہین نہین

اچھی نہین ہے ہمسے کدورت کی گفتگو
ہم سینہ صاف رکھتے ہین کچھ اہل کین نہین

آنکھون کے سامنے ہو مگر ہو چھپے ہوئے
تمسا جہان مین کوئی پردہ نشین نہین

خالی نہین ہے تجھسے کوئی پتلا خاک کا
وہ دل ہے کون سا کہ جہان تو مکین نہین

جھیلین گے سختیان شب فرقت کی بار بار
ہم جان دینے والے ہین راحت گزین نہین

جو دل مین اُنکے آتا ہے کر بیٹھتے ہین وہ
غالب ہے کمسنی نظر انجام بین نہین

غافل کبھی تو غور سے شکل بشر کو دیکھ
کچھ اور شکل ہے یہ فقط ماء و طین نہین

میکش بسر کرینگے وہین جاکے عمر بھر
جز میکدے کے اپنا ٹھکانا کہین نہین

دل مین گھبراتے ہو تو آجاؤ دلبر آنکھ مین
سیر عالم کی دکھاؤن گا بٹھا کر آنکھ مین

خاک در پہونچی ہے تیری جنکی اُڑکر آنکھ مین
وہ نہ ڈالینگے کبھی کحل الجواہر آنکھ مین

تو ہے اک نور خدا تشکل پیمبر آنکھ مین
جز ترے کوئی سمائے گا نہ دلبر آنکھ مین

جب کبھی آئے تم اے خورشید پیکر آنکھ مین
نیر اعظم چلا آیا سمٹ کر آنکھ مین

بیٹھے بیٹھے پھر ہمین اُس ترک کا آیا خیال
پھر کھٹکتے ہین ہماری تیغ و خنجر آنکھ مین

جب سے وہ آنکھو نہین آئے کھل گئے چودہ طبق
ہم سے اہل نظر اُنکو چھپا کر آنکھ مین

مردم دیدہ نکل جائینگے اے پردہ نشین
آپ آجائین لگائین اپنا بستر آنکھ مین

مال و زر پر آنکھ ڈالیگا نہ تیرا سیر چشم
ہین یہ سب لعل و جواہر اُسکے پتھر آنکھ مین

مر مٹے اُسپر تو جب کچھ قدر آنکھون مین ہوئی
ہمنے جا پائی ہے مثل سُرمہ پیکر آنکھ مین

بند کرکے آنکھین دیکھو اور ہی ہوتی ہے سیر
خود بخود کیا کیا چمک جاتے ہین اختر آنکھ مین

مار ڈالیگی ہزارون کو نگاہِ سرمہ سا
گھر سے نکلو گے اگر سُرمہ لگا کر آنکھ مین

کہتا ہے دل آج وہ خلوت سے نکلینگے ضرور
پھر رہے ہین سب مرے آثار محشر آنکھ مین

تونے آنکھون ہی سے اک عالم کو زخمی کر دیا
بھر رہے ہین تیرے ظالم تیر و نشتر آنکھ مین

آپ کی دونون جگہ ہین جس طرح جا ہین رہین
دلمین خلوت گاہ ہے جلوت کا ہے گھر آنکھ مین

قدر رونے کی غمِ شبیر مین کھلجاے گر
اشک کے قطرے ہین جتنے سب ہین گوہر آنکھ مین

آنکھ کے تل مین سما جاتے ہین سب ارض و سما
مین ابھی کونین کو رکھ لون اُٹھا کر آنکھ مین

ہے یقین تجھکو کہ راحت خوب ہی پائینگے وہ
ایک دو دن تو مری دیکھین وہ رہکر آنکھ مین

کیسا ہی ہشیار ہو مُردہ بنا دیتی ہے یہ
نیند جب آتی ہے اپنا لیکے لشکر آنکھ مین

جانبِ ہستی ہو نہ مائل کیا غرض عاشق ترے
وہ لگا بیٹھے ہین اک مدت سے بستر آنکھ مین

شب کو یاد آئی جو اُسکے چاند تارون کی قبا
رہگئے سو بار جگنو سے چمک کر آنکھ مین

خاک کی چٹکی جو حاصل ہوتی ہو در سے ترے
مین اُسے رکھ لیتا ہون سُرمہ بنا کر آنکھ مین

آنکھ لڑجاتی اگر اُس بت سے اے واعظ تری
ہیچ ہو جاتے یہ سب محراب و منبر آنکھ مین

دورِ مے اک بار ہمنے دیکھ پائے تھے کہین
آج تک پھرتے ہین وہ ہی دورِ ساغر آنکھ مین

دیکھے میکش کی کوئی آنکھون کو وقتِ میکشی
رنگ لاتی ہے عجب صہبائے احمر آنکھ مین

ڈسنے لگی دلون کو بھی اُڑ کر خدا کی شان
آتا دماغ زلفِ معنبر خدا کی شان

نکلا ہے بنکے وہ مرا دلبر خدا کی شان
کیا لوٹ پوٹ ہو رہی اُسپر خدا کی شان

ہے تیری شکل شکلِ پیمبر خدا کی شان
سر تا بپا ہے تو تو سراسر خدا کی شان

تکبیر اُنکے لب پہ جو ہوتی بوقتِ ذبح
دکھلاتا خون مرا تہِ خنجر خدا کی شان

سنگین دلون کو ہوتے ہین کیا سجدے چار سُو
بُت بھی خدائی کرتے ہین بنکر خدا کی شان

دو ٹانکے میرے زخم کے ہین اتنی جھتین ہ
اللہ رے دماغ رفوگر خدا کی شان

کبتک مناؤن گا یہ لڑکپن سے ہے آپ کا / بگڑینگے آپ روز ہی بنکر خدا کی شان
وہ بھی تھے دن کبھی کہ مقرب کسی کے تھے / لگتی ہین ابتو تہمتین ہمپہ خدا کی شان
طولِ شب فراق نے اُٹھوا ے یہ ستم / آنکھین دکھاتے ہین مجھے اختر خدا کی شان
طفلی مین ہمسے پیار تھا اُلفت ہمین سے تھی / بدلے ہین ابتو آپ کے تیور خدا کی شان
غیرونسے میل جول ہے میرے لیے مگر / کھنچتا ہے بات بات پہ خنجر خدا کی شان
کب یہ خبر تھی مار ہی ڈالے گا تند خو / تقدیر تیری ہاے کبوتر خدا کی شان
کافر بنایا دام مین لاکر ہزارون کو / یہ اینچ پینچ زلف فسونگر خدا کی شان
سوتے تھے جو بغل مین مری اب وہ دوستو / سائے سے میرے چلتے ہین بچکر خدا کی شان
کہتا تھا دل دو بوسے جو اُس لب کے ملگئے / تیرا مُنہ اور قند مکرر خدا کی شان
ایمان نہ لائین تجھپہ مسلمان توکیا کرین / تجھسے عیان ہے اے بُتِ کافر خدا کی شان

مستونکے جان نثار نہ میکش ہو کسطرح / دکھلا رہی ہے یہ مے اطہر خدا کی شان

اے بُت جو ترے رُخ کی ضیا دیکھ چکے ہین / ان آنکھون سے دیدارِ خدا دیکھ چکے ہین
بتلائین جو پوچھے کوئی کیا دیکھ چکے ہین / ظلمات مین ہم آبِ بقا دیکھ چکے ہین
جو تجھکو بتِ ہوش ربا دیکھ چکے ہین / وہ آج ہی سب کل کا مزا دیکھ چکے ہین
جو اُٹھ کے تمھین چلتا ہوا دیکھ چکے ہین / ہوتے ہوے وہ حشر بپا دیکھ چکے ہین
کیا سمجھے ہین سمجھاتے ہین جو حضرت ناصح / کیا میری وہ قسمت کا لکھا دیکھ چکے ہین
موسیٰ ہی سے صاحب ہے رو پوشی کا جھگڑا / سو بار تمھین ہم بخدا دیکھ چکے ہین
وہ سر کو جھکائے ہوئے رہتے ہین جہانمین / جو کوچۂ تسلیم و رضا دیکھ چکے ہین
جو دیکھنے کی چیز تھی ان آنکھون سے ہمنے / دکھلائی ہی دیتے ہین دکھا دیکھ چکے ہین
اے حضرت دل اب نہ ستاؤ ہمین دیکھو / ہم دل کے لگانے کا مزا دیکھ چکے ہین
کیون فرض نہ تعظیم ہو اس جسم کی ہمپر / ہم اسمین اُنھین جلوہ نما دیکھ چکے ہین
مرنے کیلیئے جاتے ہین وہ تیری گلی مین / جو وار مین دیدار ترا دیکھ چکے ہین

ہم قاف سے لے آئین پکڑ کر ابھی دم مین ؛
عنقا جہان رہتا ہے وہ جا دیکھ چکے ہین

آئے بھی قیامت تو نہ موت آئیگی اُنکو
جو مٹکے یہان ملکِ بقا دیکھ چکے ہین

سب سجدے کئے باز نہ آئینگے کبھی وہ
جو تجھ مین صنم شان خدا دیکھ چکے ہین

دو دن کے لیے ہمسے یہان مُنہ نہ چھپاؤ
ہم تمکو کہین جلوہ نُما دیکھ چکے ہین

اب ہمسے نہ چھوٹیگی کبھی میکشی **میکش** ؛
ہم دور کہین چلتا ہوا دیکھ چکے ہین

کیا تعجب ہے جو پیدا ہون سمندر دل مین
نار دوزخ کے بھرے بیٹھا ہون اخگر دل مین

دل جلا ہون مری تسکین ہو کیونکر دل مین ؛
آتشِ عشق نے سُلگائی ہے مجمر دل مین

رحم آتا ہی نہین او بُتِ کافر دل مین
بھر دیے کیا ترے اللہ نے پتھر دل مین

یون تو پاس آنے سے بھی میرے اُنھین نفرت ہے
نہین معلوم کہ آجاتے ہین کیونکر دل مین

ہاے افسوس کہ اس دل سے بہت غافل ہو
کون رہتا ہے نہین دیکھتے جھک کر دل مین

روز دل کو بھی دُکھاتے ہو ستم کرتے ہو
یہ بھی کہتے ہو کہ اللہ کا ہے گھر دل مین

دخل پا جاتے ہین کیا دل پہ حسینان جہان ؛
آنکھ ملتے ہی بنا لیتے ہین یہ گھر دل مین

نہ گیا تا بسحر ابرو و مژگان کا خیال ؛
رات بھر چُبھتے رہے خنجر و نشتر دل مین

گر تصور مین بھی لانے سے مرے آئے شرم
خود چلے آیا کرو آنکھ بچا کر دل مین

موجدِ آئینہ ہوتا نہ یقین تھا مجھکو
غور سے دیکھتا جو اپنے سکندر دل مین

کون سے پردہ نشین کی ہے الٰہی آمد
بچھگئین آنکھین مری فرش جو بچھکر دل مین

ایک دل بنگئے پو پڑتے ہی یہ چارون نفس
ہمکو مرشد نے کھلائی ہے وہ چوسر دل مین

دل کو تم سمجھے ہو کیا دل ہی مرا سب کچھ ہے
میرا اللہ بھی دل مین ہے پیمبر دل مین

دلمین وہ نکلے جسے ڈھونڈھتے ہین عالم مین
دیکھین غفلت کا اگر پردہ اُٹھا کر دل مین

کچھ تمنا ہی نہین ہمکو مے گلگون کی ؛ ؛
بھر چکے پہلے ہی ہم بادۂ کوثر دل مین

تمکو جو کہنا ہو کہلو سنئے مین حاضر ہون ؛
کیون بھرے بیٹھے ہو اب شکوؤن کے دفتر دل مین

صفحۂ دل پہ لکھونگا مین ثنائے رُخِ دوست
کھینچ دے تار نظر سے کھو مسطر دل مین

مین وہ میکش ہون مرا جسم ہے گل مینخانہ
خمِ مے سر مین دھرے ہین مرے ساغر دل مین

وہ لیکر تیغ جب اللہ اکبر بول اُٹھتے ہین
جو بسمل ہو چکے تھے پھر وہ بے سر بول اُٹھتے ہین

تلاشِ نامہ بر خط لکھ کے جب کچھ مجھکو ہوتی ہے
تو ہر اک آشیانے مین کبوتر بول اُٹھتے ہین

ہزارون منتون پر بھی یہان تو لب نہین ہلتے
نہین معلوم وہ غیرونسے کیونکر بول اُٹھتے ہین

جب اُنکی بزم سے مایوس ہو کر اُٹھ کے چلتا ہون
ادھر آؤ ادھر آؤ وہ ہنسکر بول اُٹھتے ہین

بجز تیرے نہ جان ڈالی کسی نے سنگ ریزونمین
تری اعجاز سے ہاتھون مین پتھر بول اُٹھتے ہین

غضب ہے وصل کی شب صبح صادق بھی نہین ہوتی
موذّن پہلے ہی اللہ اکبر بول اُٹھتے ہین

جنھین دعوی بہت کچھ ہو رہا تھا بیدہانی کا
خدا کا شکر ہے وہ دل کے اندر بول اُٹھتے ہین

طلب کرنا عبث ہے داد کا بزم سخندان مین
جو اچھا شعر ہوتا ہے سخنور بول اُٹھتے ہین

پہنتے ہو جو زیور جان ہی پڑ جاتی ہے اُنمین
تمھارے کانونمین یاقوت و گوہر بول اُٹھتے ہین

درِ میخانہ پر جاکے طلب ہو مے کی کیا میکش
سقاہُم ربُّہم پہلے ہی ساغر بول اُٹھتے ہین

اُٹھے جو مرے نالۂ شبگیر کی گردن
گڑ جائے زمین مین فلک پیر کی گردن

کیون جادۂ تسلیم کو چھوڑین ارے قاتل
سر دیکے جھکائین تری شمشیر کی گردن

ہُن تش تھی غضب کار دِ تقدیر مین یارو
سو بار کٹی طائرِ تدبیر کی گردن

جو ہر کس و ناکس کے جھکے سامنے آکر
ہوتی ہے وہی عزت و توقیر کی گردن

گر نغمہ سرائی کرون اُس گل کی ثنا مین
ہلجائے ہر اک بلبل تصویر کی گردن

کب مجھکو غم جان ہے مگر اتنا قلق ہے
جھکجائیگی ظالم تری شمشیر کی گردن

اے صلّ علیٰ حُسن گلو سوز کسیکا
رخ چودھوین کا چاند ہے تنویر کی گردن

وہ مائل صید افگنی ہوتے ہین سُنا ہے
کیا خاک بچے گی کسی نخچیر کی گردن

کیا تاب اسیرونسے کرے سرکشی تیرے
خود حلقے مین ہے حلقۂ زنجیر کی گردن

یہ غم تو قیامت مین اُٹھائیگا قیامت
سنّے جُرم کٹی حضرتِ شبیرؑ کی گردن

وہ شمع ہی ہے سر جو کٹا لیتی ہے سو بار — کٹتے بھی سُنی ہے کہین گلگیر کی گردن
تحریر تو پڑھتے مری کیا اُسمین لکھا تھا — قاصد کی قلم کیون دم تقریر کی گردن

اسوقت مین گر ہوتے ترے شعر یہ میکش
سودا کی ادھر ہلتی اُدھر میر کی گردن

ہین اُٹھتی دمبدم امواج صہبا چشم ساغر مین — اُبلتا ہے سے احمر کا دریا چشم ساغر مین
بھری شب کو جو صہبائے مُصفّا چشم ساغر مین — نظر آیا ہمین ساقی کا نقشا چشم ساغر مین
کہین کس سے کہ ہمنے دیکھا کیا کیا چشم ساغر مین — تماشا حیرت محمود کا تھا چشم ساغر مین
نمایان عکس ساقی ہے سراپا چشم ساغر مین — لو وہ دیکھو نظر آتا ہے طوبا چشم ساغر مین
نہوئے جبکہ صہبا سے مجلّے چشم ساغر مین — بھلا کہیے تو کیونکر ہوا وجالا چشم ساغر مین
شراب معرفت سے مست ہو جاے اگر واعظ — نظر آنے لگے عرش مُعلّا چشم ساغر مین
کسی نے تو تیا باندھا ہی ناحق اسپر اے ساقی — نظر آتا نہین مجھکو تو جالا چشم ساغر مین
ملا اک دو گھڑی کو آنکھ غافل کاسۂ دل سے — دکھائین گی تجھے آنکھین تماشا چشم ساغر مین
کہین یہ آتش الفت نہوئے سرد اے ساقی — پلا بھر کر مزاج زنجبیلا چشم ساغر مین
لڑی رہتی ہی ہردم دخت رز سے آنکھ ساغر کی — نہ کیونکر نشہ ہو کہیے دوبالا چشم ساغر مین
یقین ہی کچھ صراحی نے کہا ہی کا نمین اسکے — جو آنا خون غصّے سے بھر آیا چشم ساغر مین
ذرا نازک دماغی دخت رز کی دیکھو شیشے سے — بڑھا یا جب قدم چلنے کو رکھا چشم ساغر مین
یہ رونق دو جگہ میری ہی اکدم سے ہی اے میکش — سویدا ہون دل ساقی مین سُرما چشم ساغر مین

صبا گر ہند مین جانا تو کہنا ہوش صاحب سے
خبر بھی ہے کہ کیا میکش نے لکھا چشم ساغر مین

کسقدر نشہ زور تھین میرے بدن مین ہڈیان — کیا ہوا کیون گھُل گئین آ کر دکن مین ہڈیان
بعد سے پہونچین نہ پھر پھر کر وطن مین ہڈیان — دفن مجنون کی ہوئین آخر کو بن مین ہڈیان
کیون نہ روشن ہوئین جسم سیم تن مین ہڈیان — ہین سراپا نور کی اُسکے بدن مین ہڈیان
بعد مردن ہوتی بلبل کی نہ یون مٹی خراب — دفن ہو جاتین اگر صحن چمن مین ہڈیان

خاک سے میرے اُگی بعد فنا احسن نبات
بنگئین گلزار جتنی تھین کفن مین ہڈیان

دھوپ جب بستر پہ آئی مجھ نحیف و زار کے
ملگئین سب میری سورج کی کرن مین ہڈیان

خرمن جان پر گری ہے جیسے بجلی عشق کی
مثل شمع طور جلتی ہین بدن مین ہڈیان

ایک مشت استخوان باقی ہین تڑپتا ہے کیون
بندھنے والی ہین یہ دامان کفن مین ہڈیان

گر یونہین میکش شراب عشق پھونکے گی مجھے
خاک ہوجائینگی جتنی ہین بدن مین ہڈیان

وہ آئین کون سے اب رہگذر سے دیکھتے ہین
بپا پھر آج ہو محشر کدھر سے دیکھتے ہین

جو شے کہ دور خیال بشر سے دیکھتے ہین
تمھارے دیکھنے والے نظر سے دیکھتے ہین

ظہور نور عیان ہر بشر سے دیکھتے ہین
خدا کو ہم بخدا اس نظر سے دیکھتے ہین

نگاہ ملتے ہی چلجاتی ہے چھُری دلبر
ہمین تو آپ غضب کی نظر سے دیکھتے ہین

کریم ہین وہ مین کیونکر نہ جان دون اُن پر
وہ میرے عیب بدل کر ہنر سے دیکھتے ہین

تمھارے دیکھنے والے جو دیکھا کرتے ہین
خبر بھی ہے وہ تمھین کس نظر سے دیکھتے ہین

سمجھتے ہین وہ بجاے علی نبی تمکو
تمھارے فعل جو خیر البشر سے دیکھتے ہین

جو نکلی مُنہ سے تو آئی قبولیت لیکر
ہم ایسا ربط دعا کو اثر سے دیکھتے ہین

الٰہی خیر ہو ہر سو یہ شور ہوتا ہے
جب اُنکو تیغ لگائے کمر سے دیکھتے ہین

غرض نہین ہمین آئینۂ سکندر سے
ہم اپنی شکل کو دیوار و در سے دیکھتے ہین

وہ میٹھی میٹھی تمھاری ہے گفتگو اے یار
زیادہ اسمین حلاوت شکر سے دیکھتے ہین

خبر نہین کہ یہ میکش ہو کب سے مست شراب
اسے تو ایسا ہی ہم عمر بھر سے دیکھتے ہین

وہ دل کو لیگئے مدت ہوئی خبر بھی نہین
یہ اُسیہ قطرہ ہے سینے مین اب جگر بھی نہین

بتون کا شکوہ خدا سے نہ کرتے ہم جاکر
غضب تو یہ ہے یہان کوئی دادگر بھی نہین

ہین تنگ زیست سے فرقت مین اُنکی اے اللہ
ہمارے نام کی کیا موت تیرے گھر بھی نہین

خفا ہین نام سے اتنے جو دختِ رز کے شیخ
شراب خانے مین ہی کچھ میان کے گھر بھی نہین

ہمارے حال پہ جو کچھ کرم ہے ہے اُنکا
جو سُنتے ہو تو سُنو دل لگا کے قصۂ دل
کہون تو کیا کہون تمسکو عجیب حیرت ہے
ہم اُنکے حال سے واقف ہین جسقدر بس ہین
کچھ ایسے بے سروپا عشق مین ہوے تیرے
ملاتے جاتے ہو ہر روز ہمسکو مٹی مین
وہ پہلے ٹوٹ چکا اُنکے بار احسان سے
یہان سے نامے تو اکثر چلے ہی جاتے ہین
چھپائی سینے مین ہمنے وہ آہ آتش بار
بغیر مے کے گذر کسطرح سے ہو میکش

جو کم نہین ہے تو پہلے سے بیشتر بھی نہین
زیادہ طول نہین ہے تو مختصر بھی نہین
خدا نہین ہو تو صاحب مرے بشر بھی نہین
جو باخبر نہین یو رہے تو بیخبر بھی نہین
کہ پانوٗن سر ہے کدھر کچھ ہمین خبر بھی نہین
ستایا کرتے ہین عاشق کو اسقدر بھی نہین
مین نذر کیا کرون گردن پہ میری سر بھی نہین
وہان سے اُڑ کے کبھی آیا ایک پر بھی نہین
لبون تک آنے دیا اُڑ کے اک شرر بھی نہین
اُدھار ملتی نہین پاس اپنے زر بھی نہین

شراب خوار ہی مین کھوئی ہو عمر سب میکش
کہ تجھکو مرد خدا کچھ خدا کا ڈر بھی نہین

رہنے دو گو مگو ہی مین تم کیا ہو کیا نہین
خالی مکان ہے اتنا تکلف بجا نہین
اے دل نہ پھول دیکھ کے رنگت حسینون کی
مفلس وہ سیر چشم ہون کونین کو نہ لون
بہتر ہے جل ہی جائے جو یہ نخل آرزو
تیری نظر مین کچھ بھی نہین تجھ پہ مر مٹے
مجھسے یہان نہ چھپئے گا موسیٰ نہین ہون مین
دلمین تو یاد آپ کی لیتی ہے چٹکیان
زاہد خدا تجھے نظر آئے گا کسطرح
جو جان دے چکے ہین صنم تیرے عشق مین
ہمکو تو دیکھ ملگئے مٹی مین کس قدر

کہتا ہے کون آپ کو بُت ہو خدا نہین
لپٹو گلے سے اب تو کوئی دیکھتا نہین
یہ گل وہی ہین جنمین کہ بوے وفا نہین
جو بھیک مانگتا پھرے یہ وہ گدا نہین
کمبخت وہ شجر ہے کبھی جو پھلا نہین
اتنا ستم بھی او ستم آرا روا نہین
ایجان آشنا سے تو پردہ بجا نہین
کیونکر کہون کہ تمسے مجھے واسطا نہین
زنگ خودی ابھی ترے دل سے مٹا نہین
مٹ جاے کل جہان بھی تو اُنکو فنا نہین
ظالم یہ کیا ہوا تجھے پروا ذرا نہین

یہ کہیے جان بوجھ کے انجان بنگیا / کیا وہ ہمارے حال سے واقف ہوا نہین
کچھ اور زور شور سے ہو ظلم اے فلک / اچھی طرح نشان ہمارا مٹا نہین
کچھ تو سمجھ کے تجھکو دیا تھا او بے وفا / یون دل کسیکو مفت کوئی بانٹتا نہین
شکوہ بتون کا کس سے کرون جا کے حشر مین / ایسے نڈر ہین کچھ بھی تو خوفِ خدا نہین
کیونکر نہ اُٹھتے ناز ترے ہم اُٹھا چکے / وہ بوجھ جو کہ ارض و سما سے اُٹھا نہین
دیکھا جدھر کو زخمی ہی زخمی نظر پڑے / تیر نگاہِ یار سے کوئی بچا نہین
جو دلمین اُنکے آیا مرے دل نے کہدیا / حالِ درون کبھی کوئی اُنکا چھپا نہین
پہچان کر بھی سجدہ کرون جسکو کہتے ہین / چھانی جا خاک یہ تو مرا نقشِ پا نہین
پیدا ہون لاکھون لعل اسی جسمِ تیرہ مین / اچھی طرح سے خاک کوئی چھانتا نہین
ایجان مین ہر طرح سے محبت مین تنگ ہون / مرجاؤن کس طرح مری آتی قضا نہین
ایدل جہان مین وہ بھی کسی کام کے ہین لوگ / جنکو شراب عشق کا شیشہ ملا نہین
بیمار عشق ہون مین طبیبون کو کیا خبر / یہ ہی تو درد ہے وہ کہ جسکی دوا نہین

میکش شراب خوار رہون بد نام کیون نہون
کچھ متقی نہین ہون مین کچھ پارسا نہین

اُنکی اور اُنکی چال کی باتین / ہین قیامت کے حال کی باتین
پھر وہی لائے چال کی باتین / سنبھلو چھوڑو ملال کی باتین
دونا جھگڑا بڑھا دیا تمنے / نہ کہین انفصال کی باتین
سینہ بے کینہ ہو تو اچھا ہے / نہین اچھی ملال کی باتین
لے گئین جی نکال کر میرا / اک صنم خوش جمال کی باتین
چارہ گر زخم ہی بڑھے اپنے / جب کہین اندمال کی باتین
فال والون سے پوچھتے کیا ہو / اور ہین وجد و حال کی باتین
جانے کیا ہوتا جو وہ سُن لیتے / اپنے صورت سوال کی باتین
گفتگو ہے وہان اشارون مین / لال سمجھے گا لال کی باتین

دل مین تاثیر کر گئین کیا کیا / کسی اہل کمال کی باتین
اے پریوش کوئی نہین سنتا / تیرے غمگین نڈھال کی باتین
دل کو بیدار رکھ کمال کے ساتھ / چھوڑ خواب و خیال کی باتین
خانۂ دل مین جاکے ہمنے سنین / کسی نازک خیال کی باتین
صلحِ کل اختیار کر اے دل / چھوڑ جنگ و جدال کی باتین

جام جم کو بھلاتی ہین میکش
ترے جام سفال کی باتین

قہر کے ساتھ ناز خوب نہین / ایسا راز و نیاز خوب نہین
دیکھکر ہمکو غیر پر ہو لطف / یہ تو بندہ نواز خوب نہین
قلب ہو دوسری طرف جسمین / شیخ ایسی نماز خوب نہین
منتظر اُسکا ہو تو بہتر ہے / یون در دیدہ باز خوب نہین
راست بازی کا جسمین دھیان نہو / وہ نشیب و فراز خوب نہین
ہوئے جس سوز مین نہ عشق کا ساز / ایسا سوز و گداز خوب نہین
نردبانِ حقیقتِ حق ہے / کب یہ عشقِ مجاز خوب نہین
شترِ نفس بے مہار نہ چھوڑ / ایسی رسّی دراز خوب نہین

صاف اور دُرد کی نہ رکھ تمیز
میکش اب امتیاز خوب نہین

یہ کس نے کہدیا ہے وہ ستم ایجاد کرتے ہین / بساتے ہین وہان جس کو یہان برباد کرتے ہین
تری فرقت مین کیا کیا ہم نہ اے جلاد کرتے ہین / تڑپتے لوٹتے ہین رات دن فریاد کرتے ہین
نہین بے وجہ میری خاک وہ برباد کرتے ہین / یہان خاکا اُڑاتے ہین وہان بنیاد کرتے ہین
عجب ہی طرح شورِ الامان اُٹھتا ہے عالم مین / تمھارے دل جلے جسوقت مین فریاد کرتے ہین
فراموشیِ عالم عشق مین واجب سمجھتے ہین / کہ سب کچھ بھول جاتی ہین تو جب کچھ یاد کرتے ہین
سنائی دیتے ہین اُسوقت نغمے صوتِ سرمد کے / نفس کے تار پر جب ہم تمھاری یاد کرتے ہین

کیسکی یادگاری مین غضب جی چھوٹ جاتا ہی
کلیجہ تھام لیتے ہین جب اُن کو یاد کرتے ہین

مجھے وہ ذبح کرکے دور سے تکتے ہین پھر پھر کر
ذرا پوچھو تو کوئی اور کیا ارشاد کرتے ہین

بوقتِ ذبح آب تیغ بھی پورا نہین دیتے
کسی کے حال پر کب رحم یہ جلّاد کرتے ہین

دکن کے میکدے مین اسقدر بیہوش ہو میکش
خبر بھی ہے کہ تمکو ہند مین سب یاد کرتے ہین

ہو کر شگفتہ جب وہ گلشن مین بولتے ہین
بہرِ نثار غنچے گٹھری ٹٹولتے ہین

یہ نوک جھونک کوئی دیکھے بوقت کشتن
ہم سر جھکاتے ہین وہ خنجر کو تولتے ہین

کیا کشف ہو گئی ہے اِنپر حقیقتِ گُل
حیرت ہے بُت بھی ابتو توحید بولتے ہین

شیرین کلام ہو کر ظالم یہ تلخ باتین
مصری مین ای شکر لب کیا زہر گھولتے ہین

اللہ بچائے اِنسے بڈھب ہین عشق صاحب
کھاتے ہین مغز اُسکا جس سر کو رولتے ہین

مارا ہے ہمکو انکی اس تنگی دہن نے
سو ہچکیون مین مُنہ سے اک لفظ بولتے ہین

جسوقت دل لیا تھا جان بھی نکل گئی تھی
اب کیا رہا ہے باقی وہ کیا ٹٹولتے ہین

دربانِ میکدہ بھی رکھتے ہین اُنس اس سی
میکش کو دیکھتے ہی دروازہ کھولتے ہین

سیاہ کار جو کارِ سیاہ کرتے ہین
تجھے غفور سمجھکر گناہ کرتے ہین

ہم اپنی خود نہین حالت تباہ کرتے ہین
کوئی ستاتا ہے جب آہ آہ کرتے ہین

وہ سُوے غیر کرم کی نگاہ کرتے ہین
مجھے مٹاتے ہین مجھکو تباہ کرتے ہین

ہمارے درد سے یہ اُنکو لطف ملتا ہے
ہم آہ آہ تو وہ واہ واہ کرتے ہین

ہمین ہین عالمِ امکان کی منزلِ مقصود
طواف آکے یہان مہر ماہ کرتے ہین

کیے ہی جاتے ہین ہر روز وہ ستم یہ ستم
ہمین تو دیکھو کبھی ہم بھی آہ کرتے ہین

خدا کے سامنے کہدون جو لے چلے کوئی
گناہگار ہین بیشک گناہ کرتے ہین

وہ اور دوسرا احسان رکھتے ہین سر پر
کہ سر کو کاٹ کے نیچی نگاہ کرتے ہین

جو اچھے لوگ ہین خود کو بُرا سمجھتے ہین
جو ذی ہنر ہین وہ کب حبِ جاہ کرتے ہین

فلک پناہ نہ کیونکر ہو آستانۂ عشق — کہ سجدے آکے یہان بادشاہ کرتے ہین
سمجھنے والے ہی سمجھین گے میر الطف کلام — وگرنہ یون تو بہت واہ واہ کرتے ہین
ق
یہ آکے پوچھتے ہین مجھسے سب مرے احباب — وہ پھیر اب بھی یہان گاہ گاہ کرتے ہین
تو بول اُٹھتا ہون رو کر کہ اب نہین آتے — سفارشین تو بہت خیر خواہ کرتے ہین
وہ ہم نہین جو پھرین بیچتے کلام اپنا — اگرچہ قدر سخن بادشاہ کرتے ہین
خموش راہِ فنا مین ہو مثل نقش قدم — جو ٹلنے والے ہین ٹلنے کی راہ کرتے ہین
گرہ
وہ رعب حسن ہے اُنکا کہ پاس آتے نہین — نظارہ دور سے خورشید و ماہ کرتے ہین

غضب ہوا کہین میکش نظر نہین آتا
شراب خانے مین ہر سو نگاہ کرتے ہین

جو تیرے جی مین آئے سو لکھ لے حساب مین — نہلا دے خوب آج تو ساقی شراب مین
ہے عکس روے ساقی مہوش شراب مین — اک ماہتاب اور بھی ہے آفتاب مین
اللہ رے جوش بحر قدم گنج غیب سے — دریا سمٹ کے آگیا ہے اک حباب مین
تذ فضول بھی تو سمجھتا نہین کوئی — یہ تو کہو کہ آئین گے ہم کس حساب مین
گر فصل گل گئی تو نہ کانٹا ہو عندلیب — وہ ہی تو بو گلون کی ہے باقی گلاب مین
اے بحر حسن دلکو جلا کر نہ خاک کر — گوہر بھرے ہوئے ہین اسی اک حباب مین
اپنا یہین سے دوزخ و جنت کو ہے سلام — جا کر پھنسے گا کون عذاب و ثواب مین
مر مر کے کشتے زندۂ جاوید ہو گئے — آب حیات ہی ترے خنجر کی آب مین
پیری مین یاد آئین گے سب تمکو شیخ جی — جو جو مزے اُڑائے ہین عہدِ شباب مین
ق
ساغر کے ساتھ بوسہ دیا مین نے عرض کی — یہ کس حساب مین ہے تو یہ کس حساب مین
فرمایا ہنس کے ساقی مہوش نے ناز سے — تذ شراب مین وہ یہہ کار ثواب مین
بوسے لیے جو عالم رویا مین اُنکی رات — کہتے ہین اب سے پھر نہین آئینگے خواب مین

فتویٰ نہ میکشی کا تو میکش کسی سے پوچھ
بالکل حلال ہے مرے دلکی کتاب مین

زمین زمان مین نہ وہ بحر و بر مین چھپتے ہین
وہ میرے قلب مین میرے جگر مین چھپتے ہین

جو مرد ہین وہ دلون مین جگہ بناتے ہین
ہزار طرح سے قلبِ بشر مین چھپتے ہین

جہان مین انکے سوا اور بھی ہین شمس و قمر
وہ میرے سر مین نکلتے ہین سر مین چھپتے ہین

نکلنا چھپنا بھی اُنکا تو اک تماشا ہے
کہ ہو کے پیش نظر پھر نظر مین چھپتے ہین

سُنا ہے رندون کی بخشش کا وقت ہے میکش
یہ لوگ یون مرے دامان تر مین چھپتے ہین

ردیف الواو

یون دمِ ذبح نہ تڑپا ارے قاتل مجھکو
چلنے دے تیغ کو ہو جانے دے بسمل مجھکو

گھر سے جانا بھی لحد تک ہوا مشکل مجھکو
کیسی نیند آگئی ہے ہے سر منزل مجھکو

چاندنی ہے ترا سایہ مہِ کامل مجھکو
شمس کا عین نظر آنے لگا ظل مجھکو

نام لینے کو ترے کافی ہے اک تار نفس
حاجت سبحہ نہ ہے عقد انامل مجھکو

نیست اور ہست کا عقدہ ہی نہین کھلتا ہے
ڈوبا کس بحر مین لیجا کے مرا دل مجھکو

نیک اعمال کے طالب ہون فرشتے مجھسے
حق نے فرما دیا جب ظالم و جاہل مجھکو

سیر اور طیر ہے کونین کی جسمین حاصل
میرے خالق نے وہ نایاب دیا دل مجھکو

اسقدر زیست ہوئی تلخ تب ہجران مین
آب حیوان بھی تو ہے زہر ہلاہل مجھکو

مصحف روے علی کی ہے تلاوت جبسے
حل نظر آتا ہے ہر عقدۂ مشکل مجھکو

پڑ گئی میری جو کچھ چشم حقیقت سے نظر
کف معطی نظر آیا ید سائل مجھکو

اسلئے جھانکتا ہون خانۂ دل مین ہر دم
نظر آتی ہے کسی ماہ کی منزل مجھکو

ق

عرض کی مین نے کہ کیا مجھ مین نظر آتا ہے
سامنے رکھتے ہو کیون حور شمائل مجھکو

لگے فرمانے مجھے تیری صفائی ہے پسند
نظر آتا ہے کوئی میرا مقابل مجھکو

کھل گئین آنکھین نکیرین کی مرقد مین مرے
جانکر آئے تھے سوتا ہوا غافل مجھکو

قطرہ سان بحر عدم مین تھا مین اب صورت کیف
موج ہستی نے ہے پھینکا لب ساحل مجھکو

میکشی اپنی عبادت نہو کیون اے میکش
بھیجے میخانے مین جب مرشد کامل مجھکو

اک بُت کے تصور نے بسایا مرے دلکو | آباد کیا تو نے خدایا مرے دلکو
نارِ سقری کے بھی دُھوین اُڑتے ہین جس سے | اللہ نے وہ آگ بنایا مرے دلکو
دے مجھکو کبھی شربت دیدار مسیحا | سوزِ تپ ہجران نے گھُلایا مرے دلکو
شب مین پس دیوار تڑپا تو وہ بولے | یہ کس کے ہین نالے کہ ہلایا مرے دلکو
یارب رہین سرسبز مرے داغ محبت | ان پھولون نے گلزار بنایا مرے دلکو
اکبار جو ملجائین وہ مین اتنا تو پوچھون | لیجا کے کہان تمنے گنوایا مرے دلکو
اے سنگ دلو خوف کرو گھر ہے خدا کا | اچھا نہین گر تمنے دُکھایا مرے دلکو
کیا میرے ہی سینے مین بنائی گئی دوزخ | سر تا بقدم خوب جلایا مرے دلکو
جاگا تھا شب ہجر ابھی آنکھ لگی ہے | کیون صور قیامت نے ہلایا مرے دلکو
ہاتھون مین حسینون کے رہا کرتا الٰہی | مٹی کا کھلونا نہ بنایا مرے دلکو ؎

ممنون نہ کیون بعد فنا ہو ترا **آتش**
میخانے کی مٹی مین دبایا مرے دلکو ؎

کر چکے ہم تری زلفون کے حوالے دلکو | اب خدا ہی جو نکالے تو نکالے دلکو
یون مری طرح ترے کر کے حوالے دلکو | کوئی کمبخت جہنم مین نہ ڈالے دلکو
لاکھ پردون مین اگر کوئی چھپالے دلکو | چھین ہی لیتے ہین یہ چھیننے والے دلکو
یون ملا خاک مین او گیسوون والے دلکو | روند پائون مین مرے ناز کے پالے دلکو
اُٹھے کوچے سے ترے کر کے حوالے دلکو | ہم بڑی دیر سے بیٹھے تھے سنبھالے دلکو
یون کریگا نہ کوئی تیرے حوالے دلکو | دیدیا ہمنے تو بے دیکھے ہی بھالے دلکو
دیکھ پھر ہاتھ بڑھا اُس نگہ کافر کا | صدقے تیرے مرے اللہ بچالے دلکو
جان اک آن مین کر دینگے تصدق تجھپر | کب بچاتے ہین تری چاہنے والے دلکو
عشق مین اپنا تو چلتا نہین چارہ دلپر | اب کوئی کیسے تو کس طرح سنبھالے دلکو
دیکھنا تجھکو جو منظور ہو عکس رخ دوست | صیقل دیدہ سے آئینہ بنالے دلکو
دل مین پوشیدہ جو ہوتا نہ تو اے آئنہ رو | دیکھتے یون نہ ترے دیکھنے والے دلکو

آپ کو کچھ بھی جو آتی روشِ دلداری
دیتے اک ناز پہ ہم نازکے پالے دلکو

عذر دینے مین نہین کچھ بھی سنبھلکر لینا
مستعد ہم بھی ہین آ ہاتھ بڑھا لے دلکو

عشق مین تیرے تبہ ہوگئے اقلیم حواس
لوٹتے ہین سپہ غم کے رسالے دلکو

دیکھے اُس بت کو جو زاہد تو وضو ٹوٹ ہی جاے
شرط بدتا ہون اگر پھر وہ بچالے دلکو

ہم اُنھین دیکھتے ہی کھوئی گئے دل کسکا
جو نہ خود سنبھلے وہ کسطرح سنبھالے دلکو

کیون نہ سرشار ہو مسکیش کا مئے عشق سے دل
اسنے بھر بھر کے پلائے ہین پیالے دلکو

ردیف ہاے ہوز

کچھ فقط جان ہی نہین ہے اُسکے تن مین آئینہ
بنگئی پوشاک عنصر بھی بدن مین آئینہ

آئینے مین عکس دست گلبدن مین آئینہ
ہی چمن آئینے مین اور رہے چمن مین آئینہ

سامنے رکھکر نہ بیٹھو انجمن مین آئینہ
عیب جین ہی ایک ہی یہ اپنے فن مین آئینہ

ہے مرا وہ سیمتن یون سادہ پن مین آئینہ
جسطرح سے آئینہ ہے اسنے تن مین آئینہ

دیکھکر اپنا سا مُنہ لیکر فرشتے رہگئے
روے تابان تھا مرا میرے کفن مین آئینہ

دستِ رخشان کی جھلک سے اسپہ صیقل ہوگئی
بنگیا شانہ بھی زلفِ پُرشکن مین آئینہ

سجدہ کرتا ہے بتون کو کہدو اپنا مُنہ تو دیکھ
دیدہ ولا کر کوئی دستِ برہمن مین آئینہ

ہمنے دیکھا قلب کو جسوقت صورت دیکھ لی
کیا چھپا رکھا تھا خالق نے بدن مین آئینہ

قلب تیرہ پر اگر صیقل کرین روشن بنے
ہی ہر اک انسان کے پوشیدہ تن مین آئینہ

سُوجھتی ہین سب یہ باتین فرحت و راحت کیوقت
کون دیکھا کرتا ہے رنج و محن مین آئینہ

جب نظر پہونچی زنخدان پر تو منہ آیا نظر
بنگیا پانی ترے چاہِ ذقن مین آئینہ

صاف مضمون صاف بندش روزمرہ صاف صاف
کیون نہو میرا سخن ہر اک سخن مین آئینہ

جب ہوئے عنصر شکستہ روح بے گھر ہوگئی
چوکھٹا ٹوٹا رہا پھر کب وطن مین آئینہ

روح کو جسمِ مصفا و مکدر ایک سے ہے
ہے پری مین اور جسمِ کرگدن مین آئینہ

غیب سے سامان ہین یہ وہ آئینہ رو آئیگا
لایا ہے کوئی مری بیت الحزن مین آئینہ

سامنے اچھا برا جو آیا اسکو لے لیا
سب کو جا دیتا ہے اپنی انجمن مین آئینہ

مین اسی حیرت مین ہون کس چیز سے تشبیہ دون
دانت ہی ایک ایک ظالم کے دہن مین آئینہ

یون دل روشن ہمارا منہ تکے جب ہو سنگار
کام آئے اوران سے کے بانکپن مین آئینہ

کیون نہ اترائے بھلا روح مجلّی پا کے نفس
دیدیا خالق نے دست اہرمن مین آئینہ

وہ تن منقّش مجلّی تھا اتر کر حلق سے
بنگئی صہباے احمر صاف تن مین آئینہ

ردیف الیاء تحتانی

مدحت زبان پہ ہے کسی عالی مقام کی
خلد برین مین دھوم ہے میرے کلام کی

پوشیدہ دھن لگی رہی اک بت کے نام کی
تالو کو بھی خبر نہوئی اپنے کام کی

مرشد نے وہ بتائی ہے ہمکو نماز شیخ
حاجت نہین ہی جسمین سجود و قیام کی

اک روز رنگ لائیگی یہ خوب یاد رکھ
ایدل شراب خواری یہ تیری مدام کی

جو سر کہ جام جم کا تھا بانی مبانی آج
مٹی صبا اڑاتی ہے اس سر کے جام کی

تار نفس سمجھ نہ اسے اور کچھ ہے یہ
عنقا الجھتا ہے اسی ڈوری مین دام کی

ایدل نفس کے ہو نہ ہوا سے خیال رکھ
اچھی نہین ہے شاہ کو صحبت غلام کی

پامال بعد قتل کروگے مجھے ضرور
کہتی ہے شوخی آپ کے طرز خرام کی

پیر مغان سے سیکھ لو توحید میکشو
واجب ہی پیروی تمھین ایسے امام کی

غیرون کے گھر تو عید کئی بار ہو چکی
مدت یہان تو ختم نہ ہوگی صیام کی

بیڑا اٹھائے قتل پہ پھرتے تو ہو مرے
آؤ زبان بھی سرخ بنا لو حسام کی

ہم وہ ہین قتل ہو گئے کھنچتے ہی تیغ کے
رنگت بھی سرخ ہونے نہ پائی حسام کی

میکش جو دن تھے عمر کے بھٹی پہ کٹ گئے
کچھ بھی خبر ہوئی نہ کبھی صبح و شام کی

غضب ہی آڑ مین بیٹھا ہی وہ بت چھپکے چلمن کی
یہان خلق خدا اک منتظر ہی جسکے درشن کی

ہی اک شان التہاب آتش گل تیری جوبن کی
کہ جس سے ڈالیان پھولین درخت دشت ایمن کی

تمنا رکھتی ہی بلبل اگر کچھ سیر گلشن کی
تو پہلے ہمسے آکر سیکھ جائے طرز شیون کی

بہارین لوٹنے دے عاشقونکو خوب جوبن کی
خدا کیواسطے او بت اٹھا دے آڑ چلمن کی

دل صدچاک کی چارہ گری کیا ہو رفوگر سے
نہین ہی دخل رشتے کا نہ گنجایش ہی سوزن کی

وہ جولانی رگونمین بھر گئی سوز نہانی سے
کہ جیسے آگ جلنے سے کلین جلتی ہین آہن کی

الٰہی دیکھئے ہمکو یہ دن ہوتا ہی کب حاصل
لیے جاتی ہین وہ روتے ہوئے میت کو دشمن کی

نکل اہی طائر جان چھاڑ پراس خاک تیرہ سے
یہان کیون پھنس گیا آکر خبر بھی ہے نشیمن کی

تری الفت نے جھنڈے پر چڑھایا ایسا او کافر
کہ نظرون سے گرین سب ملتین شیخ و برہمن کی

انھین کب چین آئے گا نشان میرا مٹانیسے
اڑا دینگے نہ جبتک ٹھوکرونمین خاک مدفن کی

یقین ہی حضرت دل ہو تمھین دعوی خدائی کا
جگہ دو دن کو ملجائے جو اس کوچے مین مسکن کی

اسی باعث ہوئی اہل ہنر مفقود نظرون سے
نہ دیکھی قدر عالم مین انھون نے جب کسی فن کی

نہ کہتے رب ارنی جا کے ہرگز طور پر موسے
تجلی دیکھ پاتے گر تمھاری روے روشن کی

بغل مین یار تھا اور خلق مین ڈھونڈھا کئی ہمو
کہ ہم تا زیست نا واقف رہی جنبش سے گردن کی

کہین سے کانونمین آتی ہی میرے مست کرنیکو
صدا اے آشنا ہے یہ نہین آواز ارگن کی

گل و بلبل کا قصہ سننا ہی منظور اگر گلچین ہو
دعائین مانگ اللہ سے زبان کھلجای سوسن کی

علاج درد دل ہوگا ہمارا اس مسیحا سے
کبھی کھائی ہو جسنے چوٹ دلبر اسکی چتون کی

در میخانہ علوی یہ چل غمگین ہے کیون میکش
مزا ہے میکشی کا آج کل آمد ہے ساون کی

اترتے ہین ہردم یہ خوان کیسے کیسے
یہان آگئے میہمان کیسے کیسے

عدم کیسی بستی بسی ہے الٰہی
چلے جاتے ہین کاروان کیسے کیسے

خموشی مین اب میرے تالو سے لگ کر
مزے لے رہی ہے زبان کیسے کیسے

یہ کس یوسف جان کی ہے تن مین آمد
چلے آتے ہین کاروان کیسے کیسے

ہوئے عشق مین تیرے اپنے پرائے
عدو بنگئے مہربان کیسے کیسے

فدا کرتا ہے تجھپہ جان ایک عالم
مرے جاتے ہین نوجوان کیسے کیسے

مجھے آزماتے ہو کیا پہلے صاحب — نہین ہو چکے امتحان کیسے کیسے
کوئی دل بدست اور کوئی سر بکف ہے — ہین نذر آپ کے ارمغان کیسے کیسے
نہ چھوڑا کوئی حضرتِ عشق تم نے — تہ کر دیے خاندان کیسے کیسے
جگر اپنے پہلو مین ہے اب نہ دل ہے — مکین ہو گئے بے مکان کیسے کیسے

کوئی رازدان ہو تو کچھ بولین میکشؔ
ہین سینے مین رازِ نہان کیسے کیسے

آپ تھے انجم و خورشید و قمر سے پہلے — آپ کی شکل بنی خلقِ بشر سے پہلے
دستِ قدرت نے مجھے جان کے مداحِ رسول — بھر دیا مُنہ مرا دندان کے گہر سے پہلے
معجزے پہلے بھی نبیون سے ہوئے تھے لیکن — ٹپکا نکلا نہ کسی کی بھی کمر سے پہلے
آپ جب میری شفاعت پہ ہلائینگے لب — ناز عیبون پہ مجھے ہوگا ہنر سے پہلے
یہ بھی اک جلوہ ہے کہتے ہین جسے نورِ بصر — آپ تو نورِ بصیرت تھے بصر سے پہلے
آپ کے معجزے سے سبز ہوا سوختہ نخل — کب جلا جھاڑ پھلا کوئی ثمر سے پہلے

مین تو میکشؔ ہون دمِ مرگ نہ پی جاؤن شراب
جامِ کوثر مجھے دیدیجے سفر سے پہلے

کب ہمین بنتی ہے تیرا آستان چھوڑے ہوے — ہین ترے در پر پڑے سارا جہان چھوڑے ہوے
آمد و شد کی نفس کی کچھ نہین تن کو خبر — میزبان بیٹھا ہے اپنا میہمان چھوڑے ہوئے
کوئی یہ کہدے کہ کیا خنجر ترا گھس جائیگا — وہ چلا جاتا ہے مجھکو نیمجان چھوڑے ہوئے
یا الٰہی کیا عدم کوئی تماشا گاہ ہے — جاتے ہین عالم کو جو پیر و جوان چھوڑے ہوے
وہ مجھے نظرون مین بھی لاتا نہین ہے وای حیف — پھرتا ہون جسکے لئے مین جان و مان چھوڑے ہوئے
آج تو جا پہونچون خلوت مین بلا سے سر بکف — اک طرف بیٹھے ہین کو پاسبان چھوڑے ہوے
کیسا بدقسمت ہون دیکھو تو سگانِ یار بھی — سونگھکر جاتے ہین میری ہڈیان چھوڑے ہوئے
چل نفس کے ساتھ گر جانا ہے بامِ یار تک — پھر تیا لگتا نہین یہ نردبان چھوڑے ہوئے
کیا یہ موجِ آب سمجھی ہین سرابِ دشت کو — جاتی ہین جنگل کو دریا مچھلیان چھوڑے ہوئے

اُس مسیحا سے کہو تیرے مریضِ ہجر کو — ایک مدت ہو گئی ہی آب و نان چھوڑے ہوئے
جمع کرتے ہو حریصو کیون یہ اپنا مال و زر — ایک دن جاؤگی آخر سب یہان چھوڑے ہوئے
یا الٰہی اب یہ کیسی بیکلی ہے قلب مین — ابتو اک مدت ہوئی یادِ بتان چھوڑے ہوئے
چین دے بہر خدا اتنا تو کہین جوش جنون — کیا بہت دن ہو گئے ہین بیڑیان چھوڑے ہوئے
کل جو کہلاتے تھے شاہِ ہفت کشور خلق مین — بے نشان ہین آج وہ نام و نشان چھوڑے ہوئے
اہل عالم سے یہ کہدو اب نہ ٹھہرینگے یہان — دن بہت گذرے ہین اپنا مکان چھوڑے ہوئے
ایک مین باقی ہون میخانے مین سب سرشار ہین — مجھکو جاتا ہی کہان پیرِ مغان چھوڑے ہوئے
کون بازی لے گیا یہ وہ ہے میدانِ اجل — چل دیا رستم یہان تیر و کمان چھوڑے ہوئے
چلتی ہی بادِ خزان وہ رنگ وہ رونق کہان — بلبلین جاتی ہین پیاری بوستان چھوڑے ہوئے

ساتھ لیجائینگے میخانے کو میکش قبر مین
ہم نہ جائینگے شراب ارغوان چھوڑے ہوئے

شکل دکھلاتا نہین وہ بتِ عیار مجھے — جیسے سمجھے ہوئے ہی طالبِ دیدار مجھے
چارہ گر بھی تو لگے مُنہ کو چھپانے افسوس — جانِ جان ہاے سمجھکر ترا بیمار مجھے
دار پر اسلیے چڑھتا ہون انا الحق کہکر — حق نظر آتا ہے واللہ سرِ دار مجھے
کان مین کہتا ہی ہر دم کوئی من حبل ورید — گو برہمن ہون نہین حاجت زنار مجھے
چھپکے بیٹھا ہی مری آنکھو مین اک پردہ نشین — دل کے آئینے مین دکھلاتا ہی دیدار مجھے
ایک ہی جام سے سب دھو گئے داغِ عصیان — واہ رے پیرِ مغان کردیا سرشار مجھے
درہم داغِ جگر دیکھین تو آنکھین کھلجائین — کہدو مفلس ہی نہ سمجھا کرین زردار مجھے
رند مشرب ہون مین مذہب ہی مرا صلحِ کُل — دوست کیون رکھے نہ ہر کافر و دیندار مجھے
دیکھا ہنگامۂ ہستی مین عدم سے آکر — تجھسا اب تک نہ ملا کوئی طرحدار مجھے
اپنی بیتابیِ دل کس سے کہون واے نصیب — کوئی ملتا ہی نہین مونس و غمخوار مجھے
لن ترانی جو کہا کرتا تھا اک مدت سے — ملگیا آج وہ ہی بر سرِ بازار مجھے
وہ شرابی ہون کہ قسامِ ازل نے میکش — شیخ کو کعبہ دیا خانۂ خمار مجھے

تڑپنے پر بھی وہ سُنتے نہین آہ و فغان میری
شب فرقت مین آجاتی ہی ہر دم لب پہ جان میری

روانی پر جو آجائے کبھی طبع روان میری
تو ہو دُرِّ مضامین سی زبان گوہر فشان میری

ترے عاشق کا چرچا ہو گیا مشہور عالم مین
جگہ وہ کون ہی جس جا نہین ہی داستان میری

جفائین وہ کئی جائین اُٹھاؤنہین سر آنکھون پر
شکایت آئی گر لب تک تو کٹ جائی زبان میری

جلاتی بعد مردن بھی ہی برقِ حسن مدفن مین
لحد مین آج تک جلتی ہین دیکھو ہڈیان میری

بڑھاپے مین تری تحریص سی جاؤن نہ کعبی کو
جوانی ہو گئی سب زاہدا صرف بُتان میری

لو پھر جوش جنون کھینچے لیے جاتا ہے صحرا کو
کدھر دربان محبس ہین کدھر ہین بیڑیان میری

ہزارون ذبح ہوتی ہین تمھاری دست نازک سی
تڑپتی کالبد مین رہ گئی اک ہاے جان میری

گرا نظرون سے چاہے جتنا لیکن تیرا بندہ ہون
نہین گو قدر تیری بزم مین ای جان جان میری

چمن تاراج کر ڈالا ہے ای بادِ خزان تو نے
ہوئی ہی میری آہِ گرم برق آشیان میری

کنارہ بحر ہستی کا خدا جانے کہان ہوگا
کہان ٹھہرے گی جا کر کشتی عمر روان میری

قیامت آئی تک مین خاک ہو جاؤنگا جل بھنکر
سلگ اُٹھین لحد مین لپٹے لپٹے ہڈیان میری

لبون پر آگیا دم اب تو آ طفل تماشائی
تماشا کرتی ہین آنکھونکی دونون پُتلیان میری

دمِ مردن ہو میکش ہاتھ مین جامِ مئِ گلگون
نظر کے سامنے ہو صورتِ پیرِ مغان میری

ہی سوز دل سی مری جسم و جان مین آگ لگی
مکین تو جل ہی چکا تھا مکان مین آگ لگی

یہ سوز عشق سی ساری جہان مین آگ لگی
کہ آہ سرد سے کون و مکان مین آگ لگی

دُھوین اُڑا دئے گردون کی آہ سوزان نے
شرر زمین سے اُڑا آسمان مین آگ لگی

نہین جو آتش اُلفت سے جان و تن خالی
کدھر سے آکی یہ اس خاکدان مین آگ لگی

یہ اُڑتے ہین مری مُنہ سے دم سخن شعلے
زبان کو پھونک دیا اور دہان مین آگ لگی

وہ شعلہ بار مری جسم مین ہی آتش عشق
کہ جلکے سب رگ و پے اُستخوان مین آگ لگی

مژہ پہ لختِ جگر کب ہین اشک کے ہمراہ
یہ پُتلی خانہ کی ہے سائبان مین آگ لگی

ہجوم آہ و فغان سے یہ لب پہ ہے روشن
دُھوان اُٹھا ہی کہین کاروان مین آگ لگی

جو دیکھتا ہے مجھے کہتا ہے یہی میکش
کہان سے ہاے یہ اس نوجوانی مین آگ لگی

دل سے مرے مہرویون کی اُلفت نہین جاتی — مجبور کچھ ایسا ہون کہ عادت نہین جاتی
مفلس ہوے لیکن نہ گئی دل سے محبت — گھر لٹنے پہ بھی یہ کہین دولت نہین جاتی
فریاد مین کرتا ہون تو دھمکاتا ہے مجھکو — محشر مین بھی ظالم کی شرارت نہین جاتی
تصویر بنا دیتا ہے اللہ رے تصور — جب آنکھ مین آئی کوئی صورت نہین جاتی
غمگین نہو آخر وہ ملینگے کبھی اے دل — بیکار کسی کی بھی مشقت نہین جاتی
اب اور کہان جاؤن کوئی کچھ تو بتاؤ — صحرا مین بھی یارو مری وحشت نہین جاتی
جائین تو بھلا آپ مرے پاس سے اُٹھکر — جان دیکھون تو کیونکر دم رخصت نہین جاتی

پھر پہونچا ہے میخانے مین میکش پس توبہ
کیا ہو گیا کمبخت کی عادت نہین جاتی

دل کو برباد کیے دیتی ہی الفت تیری — اب تو اک دم کو نہین جاتی محبت تیری
کیا بنایا تجھے صنّاع ازل کے صدقے — یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری
ایکدن یون بھی تو پوچھا نہ مسیحا نے مرے — کیا مرض ہی تجھے کیون زرد ہی رنگت تیری
عمر بھر مین تجھے کیا یاد نہین کچھ تو بتا — کوئی بھی نکلی ہے اے دل کبھی حسرت تیری
یہ نہ معلوم تھا پہلے مجھے اے شعلہ رو — وصل کی شب بھی رلائیگی شرارت تیری
اپنی تو آج سے ہے موجود قیامت واعظ — حشر کو ہان فقط اک ہو گی قیامت تیری
مثل مفلس جو پریشان ہے دل وارفتہ — کچھ تو بتلا کہ کدھر لُٹ گئی دولت تیری
خوب نعمت دی مجھے واہ شہ کشور عشق — رکھے آباد خداوند ریاست تیری
شکل آبادی اُسی دن سی ہی ملک تن مین — دل مین گھر کر گئی جس دن سے محبت تیری
پہونچے اب منزل مقصود کو دم مین اے دل — کس لیے پست ہوئی جاتی ہے ہمت تیری
کوچۂ یار سے جو آیا یہی کہتا ہے — وہ چلے آتے ہین جا کھل گئی قسمت تیری
سونپا اللہ کو اے دل تجھے ہو کر مجبور — ہو چکی ہمسے جو ہونی تھی حفاظت تیری

رند مشرب ہی وہان کام نہین میکش کا
زاہدا تجھکو مبارک رہے جنّت تیری

رونق فزا ہے اُنکی تصویر آئینے کی
کیا جاگ اُٹھی ہی دیکھو تقدیر آئینے کی

اعجاز وہ پریوش تیرے کلام مین ہے
بول اُٹھی تیرے آگے تصویر آئینے کی

مرآۃ دلمین آئے شب کو وہ خواب مین حیف
سویا مین اور جاگی تقدیر آئینے کی

کسکا دل مصفا دیکھا ہے خواب مین جو
خواہش ہے اُنکو وقت تعبیر آئینے کی

عکس اُنکا آئینے مین آئے نہ آئے دل مین
قسمت ہمارے دل کی تقدیر آئینے کی

جیسی ہو شکل ویسی ہی آئنہ دکھائے
پھر کہیے اسمین کیا ہے تقصیر آئینے کی

آئینہ خانۂ دل اکدن تو دیکھ غافل
ہے اسمین کیسی کیسی تعمیر آئینے کی

بازار مین سکندر بکتے ہین ابتو لاکھون
ہان اُن دنون مین ہوگی توقیر آئینے کی

تیغ ادا جو دیکھی آئینے مین کسی کی
پھرنے لگی گلو پر شمشیر آئینے کی

مرآۃ دلمین میرے ہے شکل آئنہ رو
آئینے مین بنی ہے تصویر آئینے کی

کونین اسمین روشن اور اُسمین ایک صورت
کیا میرے دل کے آگے توقیر آئینے کی

مرآۃ دل کی باتین سُن گوش ہوش سے تو
یہ کان سن سکین کب تقریر آئینے کی

روح القدس سے میکش گر فیض پائے شاعر
ہوتی ہے جب زمین یہ جاگیر آئینے کی

بشر ہے وہی جسمین نخوت نہین ہے
وہی دل ہے جسمین کدورت نہین ہے

خزانے جو قارون کے پاؤن لٹا دون
غنی دل ہے گو پاس دولت نہین ہے

زر حسن دو دن کا ہے اے حسینون
ہمیشہ تو رہتی یہ دولت نہین ہے

عجب لطف ہے عشق بازی مین ناصح
مصیبت بھی ہے اور مصیبت نہین ہے

کرو قتل اب نیم بسمل نہ چھوڑو
تڑپنے کی واللہ طاقت نہین ہے

بتون کے حوالے کیا دین و ایمان
وہ عاشق ہون کچھ جسکی ملت نہین ہے

پسے جاتے ہین لاکھون حسرت بھرے دل
سنبھل کر چلو کچھ قیامت نہین ہے

وہ آئے مرے گھر تو کس وقت آئے — کہ اُٹھنے کی بھی مجھ مین طاقت نہین ہے
پئے وصل جب پیش کرتا ہون عرضی — یہی حکم ہوتا ہے فرصت نہین ہے

تعجب مین ہو نام کسکا ہے میکش
تو کیا کچھ یہان اُسکی شہرت نہین ہے

بُت پرستی ہو گئی کیا حق نما میرے لیے — بنگئی شکلِ صنم شکلِ خدا میرے لیے
چارہ گر کرتے ہین کیون فکرِ دوا میری لیے — ہر نفس موجود ہے آبِ بقا میرے لیے
زندگی بھر تو نہ کوئی لب ہلا میرے لیے — بعد مردن اُٹھتے ہین دستِ دعا میرے لیے
خود کو جب گم کرتا ہون اک خود بخود ملتی ہے راہ — بیخودی بنتی ہے خضرِ رہنما میرے لیے
بیقراری کھینچ لائی ابتو در تک آپ کے — کیجئے تجویز جو چاہے سزا میرے لیے
بیحجابانہ نہ لپٹے وصل کی شب مین بھی وہ — وای قسمت ہو گئی مانع حیا میرے لیے
جان دو دن مرنیسے پہلے کیون نہ تجھپر جان جان — یہ حیاتِ جاودانی ہے فنا میرے لیے
آتی ہے ہر شئے سے اب انی اناللہ کی صدا — بنگئی مخلوق بھی ساری خدا میرے لیے
دو قدم چلنا ہے مشکل مجھ نحیف و زار کو — کہدوے آئے میانہ اک قضا میرے لیے

ہین وہ میکش ہون نہ ہونے دون کبھی میخانہ بند
رہتا ہے ہر وقت دروازہ کھلا میری لیے

نہ مجھسے پوچھو تم انسان کو کیا ہے — کوئی شکلِ بشر مین آگیا ہے
کہون کیا شغل تنہائی مین کیا ہے — تمھاری یاد ہے لب پر بکا ہے
وہ بُت پیشِ نظر جلوہ نما ہے — قیامت ہے خدا کا سامنا ہے
نہین اب تجھسا کوئی دوسرا ہے — صنم صورت تری شکلِ خدا ہے
عجب سانچے مین وہ ظالم ڈھلا ہے — سراپا نور کا پُتلا بنا ہے
وہ بُت خود میرے دل مین آگیا ہے — خدا کے گھر مین بتخانہ بنا ہے
جفا کا تمنے جو شیوہ لیا ہے — ڈرو صاحب ہمارا بھی خدا ہے
ہون مشتِ خاک میری بود کیا ہے — مجھے سر پر لیے پھرتی ہوا ہے

میرے سینے مین اک ماتم بپا ہے ۔ ابھی دل آکے کوئی لے گیا ہے
مجھے دعوے ہو کیون اپنے سخن پر ۔ یہ مجھ مین اور کوئی بولتا ہے
وہی تو احسن تقویم ہون مین ۔ فرشتون نے جسے سجدہ کیا ہے
کہا اُسنے جفا کرتے ہو مجھپر ۔ کہا یہ دل کے دینے کی سزا ہے
سر تسلیم خم رکھتا ہون ہر دم ۔ ہون راضی اُسمین جو تیری رضا ہے
کسی کی خانۂ تن مین ہے آمد ۔ مرے گھر مین تماشا ہو رہا ہے
نہین گر دل ہمارا آپ کے پاس ۔ بھلا کھولو تو اس مٹھی مین کیا ہے
کھڑے ہین منتظر مشتاق دیدار ۔ ترے کوچے مین اک محشر بپا ہے
شفا پائین یہان بیمار فرقت ۔ ترا کوچہ نہین دار الشفا ہے
ستاتا کیون ہے دل کو بے مروّت ۔ ارے کافر اسی مین تو خدا ہے
گئی کب وصل کی شب بیقراری ۔ ہمارے درد پہلو مین سوا ہے
کہون کس سے کیا پامال کس نے ۔ وہ دیکھو وہ ستمگر جا رہا ہے
ترے بیمار مین اب کیا ہے باقی ۔ غم فرقت کلیجہ کھا گیا ہے
کبھی انصاف سے کہتے نہین ہو ۔ تمھارا شکوہ یہ صاحب بجا ہے
تصرف مین ہے طفلان حسین کے ۔ ہمارا دل کھلونا بنگیا ہے
سرائے دہر مین کیا چین پائین ۔ ہمیشہ کھیلتی سر پر قضا ہے
نہین تقصیر اسمین آپ کی کچھ ۔ دل اپنے ہاتھون ہمنے کھو دیا ہے
نہین کہتا ہون مین اک حرف منہ سے ۔ وہی جو بولتا ہے بولتا ہے
یہان مدت ہوئی قالب کو چھوڑے ۔ قضا کیا ڈھونڈھتی ہی مجھ مین کیا ہے
تری الفت مین جو صدمے اُٹھائے ۔ ہمارا ہی کلیجہ جانتا ہے

یہی میکش ہے کل جسکی تھی شہرت
یہ جو میخانے کے در پر پڑا ہے

آج کچھ نکلے ہین ارمان بڑی مشکل سے ۔ وہ ہوئی ہین مرے مہمان بڑی مشکل سے

بزم تک اُنکی گذر ہو گا یقین ہے مجھکو | کچھ نکالی تو ہے پہچان بڑی مشکل سے
ضعف ہجران سی تو اب مرنے کی طاقت بھی نہین | لب تک آئے گی مری جان بڑی مشکل سے
ولہین جو حسرت و حرمان تھی گئے موت کے ساتھ | گھر سے نکلے مرے مہمان بڑی مشکل سے
جیتے جی اب تو نچھوڑونگا کبھی اے قاتل | ہاتھ آیا ترا دامان بڑی مشکل سے
حضرت دل یہ رہِ عشق ہے کچھ کھیل نہین | ہاتھ آتا ہی یہ میدان بڑی مشکل سے
عید قربان مین گلا اُنسے کٹا کر چھوڑا | ہم کسیکے ہوئے قربان بڑی مشکل سے
شیخ صاحب یہ کچھ آسان نہین جمعیتِ دل | جمع ہوتا ہے پریشان بڑی مشکل سے
پھر دی چھوڑیگا اک عمر مین یہ دیوِ نفس | راہ پر آئے گا شیطان بڑی مشکل سے
لوٹ کر لے ہی چلی تھی وہ نگاہِ کافر | حق نے رکھا مرا ایمان بڑی مشکل سے
نہین آسان کسی علم کا حاصل ہونا | تربیت پاتا ہے انسان بڑی مشکل سے
مصحفِ رُخ کے لیے چشم بصیرت ہی ضرور | یہ پڑھا جاتا ہے قرآن بڑی مشکل سے
اس غزل کی وہ زمین ہے کہ عیاذاً باللہ | گھٹنیون چلتا ہی انسان بڑی مشکل سے

ہر کوئی پی لے یہ وہ مے نہین میکش کر غور
ملتا ہے بادۂ عرفان بڑی مشکل سے

ہمین سی چھپتے ہو صاحب یہ کیا عادت تمھاری ہے | نظر آتے ہو سب کو برملا یہ پردہ داری ہی
بھلا کچھ تو بتا پوشیدہ کسکی یادگاری ہے | دل ناشاد کیا تجھکو ہوا کیون بیقراری ہی
وہ بُت پہلو مین ہی موجود دلکو بیقراری ہی | خدایا وصل مین اب پھر یہ کیسی اضطراری ہی
ملانا خاک مین اپنے کو عجز اور انکساری ہی | سمجھنا خود کو کمتر خاک سی یہ خاکساری ہی
دیے دیتا ہون پہلو چیر کر دم بھر ذرا ٹھہرو | طلب کرتی ہو دل تم جان کسکو تمسی پیاری ہی
ملا یار شتۂ زنار مین نے نحن اقرب سے | برہمن حق نما ہون یہ مری زنّار داری ہی
اُٹھاؤ گے نہ ہرگز نفع صاحب ملک غیر و نسی | لکھے دیتا ہون آگے اسمین اب مرضی تمھاری ہی
جہان سی جاتا ہو نہین اور اپنے گھر وہ جاتے ہین | کوئی کہدو ذرا ٹھہرین یہ مجھپر وقت بھاری ہی
ہٹی ہین گھر کی جانے پر وہ اور جان تن سی جانے پر | مین اس حیرت مین ہون دیکھون تو پہلے کسکی باری ہی

مجھے عادت سے اپنی پہلے ہی آگاہ کرنا تھا
ہوئے برگشتہ ملکر یہ بھی کوئی رسم یاری ہی

بنی جاتی ہین کیا مومن کہین اب جا کے کعبے کو
بتو در پر تمہارے ہمنے اک مدت گذاری ہی

مجھے جس وجہ عذر جا نہ ہی تھا وہ نہین آتے
قضا یہ تو بتا اب تجھکو کسکی انتظاری ہی

ہزارون حجتین کرتی ہین وہ تو ایک بوسے پر
دیا دل بے طلب پہلے ہی یہ ہمت ہماری ہی

کسی صورت جیا نہین جسکا ممکن ہی نہین چارہ
ستمگر تیری تیغ ناز کا وہ زخم کاری ہی

ابھی بزم عدو سے اُنکو ہم جا کر اُٹھا لائین
ہمارا دل تن تنہا وہان لاکھون پہ بھاری ہی

مگر تے کیون ہو گھر جا کر عدو کے آئنہ دیکھو
پریشان بال ہین چہرے پہ آنکھون مین خماری ہی

چلی ہو بن سنور کر ہوش مین آؤ ادھر آؤ
گئے گھر غیر کے کل آج تو بندے کی باری ہی

ہمین میکش وہ ہین کر دیتے ہین جو خم کے خم خالی
دکن کے میکدون مین آج کل شہرت ہماری ہی

روان ہر دم جو یون عمر روان ہی
یہ کس جانب روانہ کاروان ہی

نہین گر بانشان وہ بے نشان ہی
تو یہ کیا ہے جو یہ سب کچھ عیان ہی

ہی جبتک دم مین دم قالب مین جان ہی
تمہارا نام ہے اور یہ زبان ہی

مکان اُس یار کا گو لامکان ہے
مگر آباد اُس سے کل جہان ہی

مریض عشق کو راحت کہان ہے
جگر مین درد ہے لب پر فغان ہی

نہین کچھ بھی وہان جس جا نہین تو
وہین سب کچھ ہی ایجان تو جہان ہی

برا حب مجازی کو نہ سمجھو
حقیقی راہ کی یہہ نردبان ہی

جدا اک آن اب تجھسے نہین ہم
وہین ہی دل ہمارا تو جہان ہی

تغافل اسقدر او بے مروت
خبر بھی ہے کہ کوئی نیمجان ہی

وہی ہے آنکھ جس نے تجھکو دیکھا
وہی ہے دل جو تیرا رازدان ہی

جسے تو ڈھونڈھتا پھرتا ہے غافل
وہی تو یہ رگ و پے مین نہان ہی

گذرتی ہے جو مجھپر کچھ تو سنیے
مرا قصہ تمہاری داستان ہی

صدا کانون مین آتی ہے جرس کی
الٰہی کس جگہ یہ کاروان ہی

ہمارے بعد کچھ بھی ہو ہمین کیا
مثل سچ ہے کہ جی ہے تو جہان ہی

مرین کیونکر نہ ہم اُس بُت پہ زاہد
یہ شوخی حور و غلمان مین کہان ہی

جلایا جسنے طور اور دشت ایمن
مرے سینے مین وہ آتش نہان ہی

ترے بیمار کی حالت بُری ہے
خبر لے کوئی دم کا میہمان ہی

خدا رکھے مرے داغون کا گلشن
یہ خانہ باغ محفوظِ خزان ہی

مٹاتے کیون ہو تربت کو کسی کی
تمھارے بے نشان کا اک نشان ہی

وہ میکش ہون شرابِ معرفت کا
مرے سینے مین اک قلزم نہان ہے

دل پہ پھر فوج علم کے پرے آکر ٹوٹے
تیر غمزون کے چلے عشوونکے لشکر ٹوٹے

بے کئے قتل گیا چھوڑ کے مقتل مین مجھے
یا الٰہی مرے سفاک کا خنجر ٹوٹے

عرصۂ حشر مین بھی آیا جو دیوانہ ترا
لڑکے ہاتھون مین لیے سیکڑون پتھر ٹوٹے

کھویا سب لطف جراحت مرا ٹانکے دیکر
کیون نہ اُسوقت ترے ہاتھ رفوگر ٹوٹے

وصف کیا لکھون دہن اور کمر کا اُسکی
یہ وہ مضمون ہی جہان کلک سخنور ٹوٹے

آمد و رفت نفس ہوتی ہے اب قطع مری
خوف کیونکر نہو جب کشتی کا لنگر ٹوٹے

رونق میکدہ سب اُٹھ گئی میکش کے ساتھ
رہگئے چند پڑے شیشہ و ساغر ٹوٹے

کسطرح ساقی ترے مست کو اب کل آئے
دیکھ وہ اُٹھی گھٹا جھومکے بادل آئے

چھاگئی سر پہ دُھوان دھار گھٹا آہونکی
میری سینے مین جو پنہان تھے وہ بادل آئے

ذبح جسطرح سے جی چاہے مجھے کر دیکھو
شرط بدتا ہون جو پیشانی پہ بھی بل آئے

تجھ مین وہ ناز وہ شوخی ہی قیامت کی صنم
حشر تک بھی تو نہ یہ حور کو چھل بل آئے

قبر کی تیرگی دیکھی نہین ہمنے پس دفن
ساتھ ہی گھر سے فرشتے لیئے مشعل آئے

شب کو پہلو مین تھا اک مغبچۂ بادہ فروش
دم بدم کہتا تھا ہان پھر کوئی بوتل آئے

ہم بھی کیا یاد کرینگے تجھے ای جوشِ جنون
خواب مین بھی تو نہ اپنے کبھی جنگل آئے

وصل کی شب بھی اُنھین آتا رہا مجھسے حجاب
روبرو آئے تو مُنہ پر لیے آنچل آئے

نہین میخانے سے نکلے کبھی خالی میکش
جب ادھر آئے لیے ہاتھ مین بوتل آئے

کیون پھرین عالم مین در در دیکھنے کیواسطے
آپ ہون جب دل کے اندر دیکھنے کیواسطے

اُنکا رخ اللہ اکبر دیکھنے کے واسطے
بنگیا شکل پیمبر دیکھنے کیواسطے

لون نہ مرآتِ سکندر دیکھنے کیواسطے
دل ہے آئینے سے بڑھکر دیکھنے کیواسطے

ہین فلک پر ماہ و اختر دیکھنے کیواسطے
اور انسان ہین زمین پر دیکھنے کیواسطے

کچھ نہ تھا مقصد مرا اس عالم ایجاد مین
تجھکو آیا ہون یہان پر دیکھنے کیواسطے

کب کھلینگے اسکے جوہر یہ تو کہہ ای تند خو
یا یونہین باندھا ہے خنجر دیکھنے کیواسطے

حشر کہتے ہین جسے وہ کیا ہے تجھکو جان جان
آئیگی مخلوق ملکر دیکھنے کیواسطے

عمر بھر باتین کرین لیکن بڑا افسوس ہے
تڑپین موسے سے پیمبر دیکھنے کیواسطے

جو گدا ہین تیرے در کی یار اُنکی آنکھ مین
سنگ ریزے ہین جواہر دیکھنے کیواسطے

کچھ نہین دونون جہان مین جز متاعِ دید یار
عرش تک پہونچے پیمبر دیکھنے کیواسطے

فاتحہ پڑھنے جو میری قبر پر آئے وہ شوخ
خلد سے آوُن اُترکر دیکھنے کیواسطے

آپ کو دیکھا نہ تو کیا خاک دیکھا خلق مین
آپ ہی ہین بندہ پرور دیکھنے کیواسطے

فتنۂ محشر بھی گر اُٹھے نہین اُٹھینگے وہ
بیٹھے ہین جو تیرے در پر دیکھنے کیواسطے

سجدے کر زاہد ان آنکھونسے خدا کو دیکھکر
آدمی آیا یہان پر دیکھنے کیواسطے

قبر کی بھی اب نہین کچھ مجھکو تنہائی کا غم
پاس ہے تصویر دلبر دیکھنے کیواسطے

زلف کہتے ہین جسے عشاق وہ کچھ اور ہے
گو ہے یہ زلفِ معنبر دیکھنے کیواسطے

آنکھ دی اللہ تو ہر شے مین ہے دیدار دوست
ذرّہ ذرّہ ہے مُنوّر دیکھنے کیواسطے

کھول آنکھین دیکھ ہے مسجد بھی اک ہُو کا مکان
ہین فقط محراب و منبر دیکھنے کیواسطے

کسکا عاشق ہے جو یہ پیر فلک اک عمر سے
کرتا ہے عالم مین چکّر دیکھنے کیواسطے

میکدے ہی مین پڑھو دو فرض ای میکش کبھی
گو نہین محراب و منبر دیکھنے کیواسطے

اسطرح تیر یار ہین دل مین گڑے ہوئے ۔ خاتم پہ جس طرح ہون نگینے جڑے ہوئے
طفلی مین کب تھین آپ مین اتنی شرارتین ۔ اُتنے ہی شوخ ہوگئے جتنے بڑے ہوئے
گھر کس کے جائینگے جو وہ کرتی ہین یون سنگار ۔ کسکے اٰلہی ہین یہ مقدر لڑے ہوئے
کن منتون سے کام نکالا شب وصال ۔ ہم نرم ہوگئے وہ اگر کچھ کڑے ہوئے
ہواب تو سینہ صاف کہین ہمسے جنگجو ۔ اک عمر ہوگئی ہے تجھے ظالم لڑے ہوئے
دل مین خدا کو چھوڑ کے کعبے کو چلدیا ۔ زاہد ہین عقل پر تری پتھر پڑے ہوئے
میکش کی نارِ عشق بجھا اب تو ساقیا ۔ اک عمر ہوگئی ترے در پر پڑے ہوئے

میکش ہئین گے خلد مین چلکر مئے طہور
کوثر پہ ہونگے مستونکے جھنڈے گڑے ہوئے

تیری اگر کرم کی نظر جانِ جان رہی ۔ پھر غم ہی کیا ہے ہمسے جو برہم جہان رہے
فرقت مین ہم اگرچہ یہان نیمجان رہے ۔ وہ تو بتائین رات کہان تھے کہان رہے
آہون کے ساتھ اور بھی اک کاروان رہے ۔ نالون کا قافلہ دلِ نالان روان رہے
تم ہمسے روٹھکر جو گئے تھے تو کیا ہوا ۔ آنکھون مین جلوہ گر رہے دلمین نہان رہے
جنکے نشان بلند تھے کل اس زمین پر آج ۔ ڈھونڈھو تو نام کو بھی نہ باقی نشان رہے
مختار ہر طرح ہو مکرتے ہو کس لیے ۔ مین خوب جانتا ہون صنم تم جہان رہے
یہ تو کہو کہ ظلم کی بھی کچھ ہے انتہا ۔ کب تک مری زبان پہ روان الامان رہے
کمبخت کو نہ چین پڑا ساتھ چلدیا ۔ دل بھی وہین رہا وہ جہان میہمان رہے

میکش کے فاتحے کو بس مرگ مغبچو
چھوٹا سا اک چبوترہ زیرِ دُکان رہے

دل مین نہ دیا تھا اُنھین کچھ یونہین ہنسی سے ۔ وہ چھینے لیے جاتے ہین بیدادگری سے
بوسہ جو لیا مین نے تو کہنے لگے ہنسکر ۔ بدنام نہ کرنا کہین کہنا نہ کسی سے
ہم بھی تو ہین صاحب نگہِ ناز کے بسمل ۔ مرجائینگے گر آنکھ ملاؤگے کسی سے
باتین نہ بناتے کبھی یون حضرتِ ناصح ۔ آگاہ جو ہو جاتے مرے دل کی لگی سے

سچ ہے کہ بُری وقت مین ہی کون کسیکا
مرتا ہے کوئی کوئی تو کہدے یہ کسی سے

وہ آئین تو اِی وحشت دل تنگ نہ کرنا
ایسا نہو گھبرائین مری جامہ دری سے

جو طالب مولا ہین بجز دید رُخ دوست
عقبی سے غرض اُنکو نہ دنیاے دنی سے

جان دیتا ہی دل جنبش ابرو پہ کسیکی
کمبخت کو الفت ہی کٹاری سے چھُری سے

جو مست مئے عشق ہین میکش اُنھین اصلا
کچھ کام کسی کی نہ بھلی سے نہ بُری سے

ہم نہین چاہتے کچھ شوکت و حشمت دلکی
مفت لُٹتی ہی تو لُٹ جانے دو دولت دلکی

تجھسے قاصد جو وہ پوچھین مری حالت دلکی
کہنا آپ آئین تو جاتی رہے کلفت دلکی

دل مین سو بار یہ آیا کہ نکر عشق بُتان
کیا کرون ہاے کہ جاتی نہین عادت دلکی

جسکا دل لیتے ہین مٹی مین ملا دیتے ہین
ان حسینون سے نہین ہوتی حفاظت دلکی

خانۂ تن مین نہین گھر مین تو نکے بھی نہین
میرے اللہ کہان ہوگی سکونت دلکی

آپکس ہن یہ بیچین ہے کیون لیتے ہین
سخت مشکل ہے مریجان حفاظت دلکی

فکر یہ ہے کہ پسِ مرگ کہان جاؤن گا
قبر مین بھی جو نہ جائیگی یہ وحشت دلکی

رنگ پہلے بھی بہت بدلے تھے دل نے لیکن
یون دگرگون نہوئی تھی کبھی حالت دلکی

کیا سُنے میری فرشتون کی نہین لیتا سلام
خوب رویون نے بگاڑی ہی یہ عادت دلکی

قصر دل جسکا تری راہ مین ڈھٹا او بُت
عرش اعظم یہ بنی اُسکی عمارت دلکی

اب کسی کو نہین دینے کے قسم کھا بیٹھے
ہم نہ بدلینگے اگر بدلے گی خصلت دلکی

دل کبھی دوگے کسیکو تو دکھا دونگا تمھین
بُری ہوتی ہے مریجان محبت دلکی

خلق مین دلکی صفائی بھی عجب صیقل ہے
آئینہ بنتا ہے مٹتے ہی کدورت دلکی

واے تقدیر کہ دل کس سے لگایا ہمنے
ہے لحاظ آنکھ کا جسکو نہ مُرّوت دلکی

مجھسے گر ملنا نہین صاف تو ہولین آکر
مفت بیکار بڑھاتے ہین کدورت دلکی

حسن دو دن کا ہی تڑپاتے ہو کیون عاشق کو
گلے لگجاؤ نکلجانے دو حسرت دلکی

بے نشان کا بھی نشان ڈھونڈھ ہی لایا جاکر
لامکان بن گیا اللہ رے ہمت دلکی

جنکے دل ہاتھ سے جاتی رہی الفت مین مدام
دل ہی دلمین کیا کرتے ہین شکایت دلکی

قلب کو مست مۓ عشق بتان رکھ میکش
سوچ لے خوب کہ یہ ہی ہے عبادت دلکی

تیر نظر کسیکے جگر مین اُتر گئے
ہم دیکھتے ہی رہ گئے وہ کام کر گئے

مرنے سے پہلے راہ مین تیری جو مر گئے
وہ ہی تو عشق بازی مین کچھ کام کر گئے

خلوت سرا تک آپ کی ممکن نہین گذر
ہان کچھ اگر گئے بھی تو اہل نظر گئے

جب شوق قتل تھا ہمین کوچے مین یار کے
سو بار ہم ہتیلی پہ لے لے کے سر گئے

ہم وہ ہین تمکو جان بھی دی دل بھی دیدیا
تم وہ ہو وعدے وصل کی کر کے مکر گئے

مستان بادہ نوش سے کہدینا اے صبا
میکش تھا جنکا نام وہ بھٹی پہ مر گئے

پوچھو یہ نکتہ مرد کامل سے
راہ کیون دلکو ہوتی ہے دل سے

انکو لائے عدو کی محفل سے
جان دیکر ہزار مشکل سے

کہتا ہے کیا سُنین تو بسمل سے
کیون نکلتے ہین لوگ قاتل سے

یہ صدا آتی ہے تہ دل سے
مُنہ نہ پھیرینگے تیغ قاتل سے

کچھ تو تسکین ہوتی مجنون کو
جھانک لیتی جو لیلی محمل سے

کہدو لیلی سے روح مجنونکی
لڑ رہی ہین نگاہین محمل سے

اہل دل لاکھون دلربا بنتے
ربط رکھتے جو کچھ مرے دل سے

مجھسے رخصت جو مانگتے ہین حضور
جاؤ۔۔ کہدون مین کون ہے دل سے

دل کو دل سے ملائیے صاحب
یون نہ ملیے گا اوپری دل سے

کس نے بیچین کر دیا انکو؟
سر پٹکتی ہین موج ہین ساحل سے

کیون اکھڑے ہوئے ہین یہ لب جو
کہتے ہین کیا حباب ساحل سے

دل کو نا آشنا کہون کیونکر
آشنا ہے ہر ایک منزل سے

دل کو کیون سنگ دل سی الفت ہی
اسکے ٹکڑے کرون گا مین سل سے

سنگدل سے ملائینگے دل کو
شیشے کو ہم لڑائینگے سل سے

جسکے حامل نہ تھے ملک وہ بوجھ
حق نے اُٹھوایا ایک جاہل سے

جلوہ گر مجھ مین اور ہی کچھ ہے
گو بنا ہون مین آب اور گل سے

ہم پہ کیون مرتی ہے کسی گل نے
یہ نہ پوچھا کبھی عنادل سے

میرے قاتل کا عکس قتل کے بعد
ہے عیان میری آنکھ کے تل سے

نیّرِ حُسن جب ترا چمکا
اُٹھ گئی شمع بھی تو محفل سے

ق

کیا مزا پایا عشق گل کر کے
مین نے جب پوچھا یہ عنادل سے

بھر کے اک آہ سرد کہنے لگی
اسکی پوچھو مزے مرے دل سے

ہم اسیرون کے تونے اے جلّاد
پانون کیون باندھے ہین سلاسل سے

آگ لگجائیگی گلستان مین
کی جو اک آہ بھی تہِ دل سے

آج مقتل مین امتحان ہوگا
ہم بھی حاضر ہین جان سے دل سے

ٹکڑے ٹکڑے اگر اُڑا دے وہ
مُنہ نہ پھیرینگے تیغ قاتل سے

بال باندھے اسیر ہین اُسکے
پانون چھوٹا تو کیا سلاسل سے

ذبح کرنا بھی ہو اگر منظور
مُنہ نہ پھیرینگے تیغ قاتل سے

مین وہ میکش ہون بعد مُردن بھی
خم سے بنتے ہین مری گل سے

ہماری اور بھی تھی شراب باقی ہے
ابھی تو ساقی مہوش حساب باقی ہے

مزے سے صرف کرینگے اسی کو رمضان مین
ہمارے پاس بہت کچھ شراب باقی ہے

ستاتا کیون ہے کسی دلجلے کو اے فصّاد
رگون مین میرے کہان خون ناب باقی ہے

ابھی سے مُنہ کو چھپانے لگے ہو کیون صاحب
ابھی تو نام خدا آب و تاب باقی ہے

بغل مین بیٹھے ہین وہ صبر کر دلِ مضطر
ہوا ہے کیا تجھے کیون اضطراب باقی ہے

کہان کا حشر کدھر کے گناہ حضرتِ دل
مزے اُڑائینگے جبتک شباب باقی ہے

ابھی سے توبہ کا دل مین خیال توبہ کرو
ابھی تو شیشے مین میکش شراب باقی ہے

خوش آئے بے ترے کب سیر لالہ زار مجھے
خزان کا رنگ دکھانے لگی بہار مجھے

ہو جھوٹے وعدون پہ کیا اُسکے اعتبار مجھے
شب وصال بھی دکھلایا انتظار مجھے

کہین ڈبوئیگی کیا چشم اشکبار مجھے
رُلا نہ اتنا بھی بیوجہ زار زار مجھے

عجیب رنگ دکھاتا ہے انتظار مجھے
پکارتی ہے قضا آکے بار بار مجھے

ستم نہ کیجئے اتنا نہین یہ ہجر کی شب
شب وصال رُلاتے ہو زار زار مجھے

جنون مین صبر نہ آئیگا دشت گردی سے
ہے لذّت خلش زخم نوک خار مجھے

یہ بدگمانی مرے پر بھی ہے کہ سوتا ہون
پکار دیکھین وہ آکر لب مزار مجھے

نکال لیتا مین اسکو بتون کے قبضے سے
الٰہی کیون نہ دیا دل پر اختیار مجھے

نہ ایک قطرہ بھی مین چھوڑتا کہین میکش
غضب تو یہ ہے کہ ملتی نہین اُدھار مجھے

ادا رکھتی ہے کج ادائی تمھاری
کرے کوئی کیونکر برائی تمھاری

کوئی کس طرح ہو طرفدار میرا
زمانہ تمھارا خدائی تمھاری

لیا مین نے بوسہ تو بولے بگڑ کر
ہٹو دیکھ لی پارسائی تمھاری

وہان تک کبھی غیرا ہو حضرت دل
نہین ہونے دینگے رسائی تمھاری

نہ یہ چال پہلے تھی کبک دری مین
کہین طرز اُس نے اُڑائی تمھاری

نکل آؤنگا توڑ کر سنگ مرقد
اگر قبر مین یاد آئی تمھاری

کبھی بھول ہی کر چلے آؤ صاحب
ستم ڈھا رہی ہے جدائی تمھاری

فدا دل نہ کیونکر ہو صانع نے ایجان
عجب بانکی صورت بنائی تمھاری

ہوئی خوب مشہور اب تو جہان مین
ہماری وفا بیوفائی تمھاری

وہ میکش کی بخشش ہوئی شیخ صاحب
دھری رہگئی پارسائی تمھاری

اُٹھائین نہ کیونکر جفائین تمھاری
ہمین بھا گئی ہین ادائین تمھاری

نہ ڈھائین ستم گر ادائین تمھاری
کبھی ہم نہ لین پھر بلائین تمھاری

مری آنکھ سے دیکھ لیتا جو تمکو
خدا لینے لگتا بلائین تمھاری

یہ دل مین ہے تمکو کہین ہم چھپالین
کسی کو نہ صورت دکھائین تمھاری

کبھی یہ نہ منہ سے کہا او ستمگر
چلو حسرتین سب مٹائین تمھاری

خبر بھی ہے تمکو تصور مین لا کر
کوئی لیگیا ہے بلائین تمھاری

ذرا یاد کیجے لڑکپن کی باتین
لیا کرتے تھے ہم بلائین تمھاری

کوئی بگڑے پر ہم ہو اپنی بلا سے
ادھر آؤ زلفین بنائین تمھاری

یونہین بک رہے ہو تم ای حضرت دل
وہ سنتے ہین کب التجائین تمھاری

غضب ہے کہ لب پر نہ لائین شکایت
کہان تک کہو اب اٹھائین تمھاری

کوئی کان مین کہتا ہے وقت مردن
چلو حق نے بخشین خطائین تمھاری

کہے دیتا ہون حضرت نفس سنبھلو
بہت بڑھ چلین اشتہائین تمھاری

زبان کاٹ لینا کہے دیتے ہین ہم
شکایت جو پھر لب پہ لائین تمھاری

مرو جاؤ نکلو چلو حضرت دل
ہم اب خیر کب تک منائین تمھاری

طبیبو بس اب میری بالین سے اٹھ جاؤ
ہوئین بے اثر سب دوائین تمھاری

وہ کہتے ہین کیا دوگے بزم عدو مین
اگر بات کچھ ہم بڑھائین تمھاری

خدا رکھے **میکش** تمھین میکدی مین
ہین کیا عاشقانہ صدائین تمھاری

ہے ترقی یہ بیکلی دل کی
نہین بجھتی لگی ہوئی دل کی

یہ نہ معلوم تھا ہمین پہلے
یون رلائیگی دل لگی دل کی

دل کے ہاتھون سے ہو گئے برباد
ہمکو لے ڈوبی دوستی دل کی

بے جلے نار عشق کے صلا
نہین جانے کی تیرگی دل کی

دل کو تسکین ہو مرے کیونکر
ہے طبیعت ہی چلبلی دل کی

وہ شگفتہ ہوا ہے غنچۂ دل
گن لو ایک ایک پنکھڑی دل کی

شب وعدہ اٹھا نہ انکا حجاب
دل ہی مین ہائے رہگئی دل کی

نظر آئے گی شکل اک گل کی ... کھلنے تو دو ذرا کلی دل کی
سیر کو نہین اسمین کرتا ہون ... کتنی واسع ہے یہ گلی دل کی
دلمین اب میرے کیا رہا باقی ... ساری دولت ہی لٹ گئی دل کی

مے عشق بتان نہ پی میکش
آگ اب حد سے بڑھ گئی دلکی

کہتے ہین وہ خون دل شیدا نکرینگے ... دلمین کبھی آئین گے تو جا نکرینگے
اقرار یہی ہے تمھین رسوا نکرینگے ... جب ہمکو ستاؤ گے تو کیا کیا نکرینگے
ہم دلمین خیال قد زیبا نکرینگے ... طوبیٰ کے بھی سائے کی تمنا نکرینگے
رسوائی کے چرچے بھی ہمارے ہون مگر وہ ... بدنامی عشاق کی پروا نکرینگے
جاؤ گے کہان یہ تو کہو ہمسے بگڑ کر ... کیا منہ سے نہ بولو گے تو دیکھا نکرینگے
آزار منش وہ ہین کہ فردوس مین جا کر ... حورون سے بھی ملنے کی تمنا نکرینگے
اک بوسے کے لیتے ہی یہ کہنے لگے صاحب ... ہم پاس ترے اب کبھی آیا نکرینگے
کل آپ ہی فرماتے تھے کھا بیٹھے قسم ہم ... اب تیرے سوا غیر کی پروا نکرینگے
کر لیجئے جو آپ سے ہو ہم بھی ہین حاضر ... کیا کیا نہ کیا آپ نے کیا کیا نکرینگے
کچھ مانگتی ہے پھر نگہ شوخ تمھاری ... تمنے تو کہا تھا کہ تقاضا نکرینگے
کیا وجہ جو اب منہ کو چھپاتے ہو شب وصل ... اقرار تو یہ ہی تھا کہ پردا نکرینگے
گو ہجر کے داغون ہی سے گلزار ہو سینہ ... خواہش تری اب او چمن آرا نکرینگے
غیر و نسے جو ملتے ہین وہ اچھی نہین یہ بات ... دل میرا دکھائین گے کچھ اچھا نکرینگے

سب چھوڑ کے ہم آئے ہین میخانے مین میکش
دنیا تو گئی اب غم عقبےٰ نکرینگے

بنا ہون آب و گل سے ہے مری تعمیر مٹی کی ... مگر دیکھو تو کیا احسن ہے یہ تصویر مٹی کی
نہین ہوتی ترے کشتے کی کچھ تدبیر مٹی کی ... تو ہی اب فکر کر چل او بت بے پیر مٹی کی
فقط آدم ہی کو سجدہ نہین کچھ ہو چکا پہلے ... فرشتے پوجتے ہین اب بھی یہ تصویر مٹی کی

نفخت فیہ سے معمور ہین کیا خاک کے پتلے
خدا کی شان ہی جاگ اُٹھی ہی تقدیر مٹی کی

سمجھکر کیمیا خاکِ قدم لیجاتے ہین لاکھون
تری رفتار نے اے سیمتن اکسیر مٹی کی

شبِ معراج جسمِ پاکِ حضرت عرش پر پہونچا
خدا کی گھر مین حد سے بڑھ گئی توقیر مٹی کی

جوانی مین وہ طفلِ فتنہ گر سفّاک نکلے گا
ابھی پھرتا ہے ڈالے ڈاب مین شمشیر مٹی کی

منور اور ہی کچھ شی ہی ہر دم جسم تیرہ مین
نہین ہے خاک کے پتلے مین یہ تنویر مٹی کی

ذرا دیکھو تو کس درجہ ہین محکم حرف پیشانی
مٹانے سے نہین مٹتی ہے یہ تحریر مٹی کی

صراحی کے گلے پر ہی نہین یہ نقش زنجیرہ
نہ چل نکلے کہین یون ڈالی ہی زنجیر مٹی کی

ترے میکش کا لاشہ قبر سے ویسا ہی نکلیگا
قیامت تک نہین ہونے کی کچھ تغئیر مٹی کی

نیمچے سے وہ ہمین ذبح جو پورا کرتے
نیمجانی کا نہ ہم حشر مین دعوے کرتے

اکتفا پہلے ہی جو دل پہ نہ کر لیتے وہ
جان دیدیتا اگر کچھ بھی اشارا کرتے

صاف ملجاتا اگر اُس لبِ نازک سے جواب
اور جاتے کہین کھیرا اور ٹھکانا کرتے

خوف طوفان جو نہوتا تو شبِ ہجران مین
اسقدر روتے روان آنکھ سے دریا کرتے

لیکا چوری کا جو ہوتا نہ نظر کو انکی
دل کو ہم اپنے حسینون مین اُچھالا کرتے

مجھپر احسان جو یہ رکھتے ہو بجا ہی سچ ہی
ملتے غیرون ہی سے تو کون سا اچھا کرتے

ہوتا مقدور اگر ہمکو بھی کچھ اے میکش
در پہ میخانے کی مے مفت لُٹایا کرتے

دل کا بنتا ہے جو زلفِ پُر شکن مین گھر بنے
غم نہین ہمکو اگر کالے کے پھن مین گھر بنے

ہمصفیران عدم آباد سے پوچھے کوئی
آشیان کن شاخ پر ہین کس چمن مین گھر بنے

گشتۂ گیسوے مشکین کا عجب کیا بعدِ قتل
بنکے بو ہر نافۂ مشکِ ختن مین گھر بنے

ہم اسیرِ دن کے یہی کہتے ہوے کٹتے ہین دن
اب چھُٹے کنجِ قفس سی اب چمن مین گھر بنے

ہو کے آوارہ وطن نکلا ہون تیری عشق مین
سب بگاڑ آیا ہون جتنے تھے وطن مین گھر بنے

مین وہ ایذا دوست ہون رکھنی کو کرمِ عشق کی
صورتِ ایوبؑ ہین میرے بدن مین گھر بنے

یہ خبر کب تھی کہ اُس دکھنی صنم کی عشق مین
یون چھُٹے ہندوستان اور یون دکن مین گھر بنے

وہ شرابِ عشق پی میکش کہ جس سے بعد مرگ
خلد مین باغ رسول ذو المنن مین گھر بنے

جب وہ جانبازون کی منہ مقتل مین تکتی رہگئے
کچھ تڑپ کر مرگئے اور کچھ سسکتے رہگئے

وہ اُٹھے پہلو سے جب ہم مُنہ کو تکتے رہگئے
اشک کے قطرے کچھ آنکھون سے ٹپکتے رہگئے

تیرے دیوانے نے طی کی ایکدم مین راہِ عشق
قیس اور فرہاد بھی پیچھے بھٹکتے رہگئے

جب اُٹھالائے اُسے ہم بزم سے اغیار کی
غیر کس حسرت سے اُسکے مُنہ کو تکتے رہگئے

راہ لی رندون نے اپنی اُٹھ کی بزمِ وعظ سے
حضرتِ واعظ فقط تنہا ہی بکتے رہگئے

چہچہے تھے بُلبُلونکے کل جہان پر اب وہان
سوکھی شاخون پر فقط پتے کھڑکتے رہگئے

جنسے لطفِ میکشی تھا اُٹھ گئے میکش وہ لوگ
میکدے مین ہم اکیلے سر ٹپکتے رہگئے

ای گل جو رنگ و بو کہ ترے پیرہن مین ہی
نسرین مین نسترن مین نہ ایسی سمن مین ہے

ملک عدم سے لایا ہون اسکو خرید کر
عُریانی کا لباس جو میرے بدن مین ہے

وہ بانکپن ہے یار تری سیدھی چال مین
کبک دری مین ہے نہ یہ شوخی ہرن مین ہے

تارِ کفن جو تن پہ تھے سب برق بنگئے
خرمن وہ آگ کا پس مُردن بدن مین ہے

زندہ ہے تا بحشر مگر نام عاشقان
فرہاد کوہ مین ہے نہ اب قیس بن مین ہے

آغازِ سبزہ ہے تو پشیمان ہو کس لیے
ایجان یہ نبات نبات الحسن مین ہے

آنے تک آپ کے نہ جیا مین تو اسلیے
مُنہ شرم سے چھپا ہوا میرا کفن مین ہے

کس مُنہ سے لن ترانی سُنائی کلیم کو
ابتو کلام ہمکو تمھارے دہن مین ہے

گر بادہ نوش ہند کے پوچھین تو اے صبا
کہدینا یہ ضرور کہ میکش دکن مین ہے

تیرے شیدا ہین نہین غیر کو ہم دیکھین گے
سر جھکا دینگے جہان تیرے قدم دیکھین گے

عشق مین تیرے صنم رنج و الم دیکھین گے
جو نہ دیکھا تھا کبھی آج وہ ہم دیکھین گے

کیا غضب چال ہی ہوتی ہے قیامت برپا
جو کڑی بھولین سے گے آہو جو یہ رم دیکھین گے
جمع رکھتے ہین ترے عشق مین سرمایۂ داغ
دیکھین چلتا ہوا کس دم یہ ورم دیکھین گے
قتل کرنے کو جو وہ کھاکے قسم نکلے ہین
ہم بھی موجود ہین اب اُن کی قسم دیکھین گے
چشم ساقی سی ہی سرشار یہان جام دماغ
آنکھ اُٹھا کر نہ سوِ ساغر جم دیکھین گے

صاف ہوجائیگی میکش تری بخشش دم حشر
آنکھ اُٹھا کر جو ادھر شاہ اُمم دیکھین گے

بغل مین جب سے اپنی وہ صنم ہے
نہ فکر دین نہ کچھ دُنیا کا غم ہے
جھک جاتے ہین اس سے نقش عالم
شعاعِ خور بھی اک زرّین قلم ہے
ترے مستون کے میخانے مین ساقی
سرون پر جھومتا ابرِ کرم ہے
کہون کیون اُسکو حادث جسکے رُخ پر
دما دم موجزن نورِ قدم ہے
ملین غیرون سے وہ ہم راہ دیکھین
ستم ہے یہ ستم ہے یہ ستم ہے
ہمارا خانۂ دل کر نہ تاراج
ارے ظالم یہی بیت الحرم ہے
لگا مُنہ سے کھُلین اسرار عالم
مرا جام سفالین جام جم ہے
وہی میکش ہون مین جسکی نظر مین
سفالِ راہ ہر اک جام جم ہے

وہ میکش آتا ہے محشر مین ساقی
پھریرے اُڑتے ہین نیلا علم ہے

کیون نہ ہون علوی مضامین ڈھنگ ہین سب میر کے
شعر ہین میرے مرقعے نظم کی تصویر کے
سیم و زر رکھتے نہین خواہان نہین اکسیر کے
خاکسارون مین ہین ہم بھی اک بُت بے پیر کے
حوصلے یون پست ہین سب اب مری تدبیر کے
کٹ چکے ہین پر ازل مین طائر تقدیر کے
خاک طالب ہونگے اب ہم منصب و جاگیر کے
پرزے کر ڈالے لباس عزت و توقیر کے
موت کے دن آئے شاید عاشقِ دلگیر کے
آنکھ دکھلاتے ہین کچھ جوہر تری شمشیر کے
میان سے باہر نکالو دیکھ لو دو چار ہاتھ
بے چلے جوہر نہین کھُلتے کسی شمشیر کے
یون بلائین لیکے بولی روح میری بعد ذبح
صدقے ہاتھون کے ترے قربان اس شمشیر کے

دون فضیلت کسکو دونون ایک ہی ہین عکس وشخص
صدقے صورت کے تری صدقے تری تصویر کے

اک خدنگِ ناز کی تو تاب لانا ہے محال
زخم کھائے ہین بہت آسان تیغ و تیر کے

آج کل عالم مین یہ اُس سیمتن کی قدر ہے
خاکِ پا ملتی نہین بدلے مین بھی اکسیر کے

کیا کوئی آیا ہے پیغام اجل جو پاس سے
تکتے ہین صورت مری حلقے مری زنجیر کے

پھر جنون نے آکے پابند سلاسل کر دیا
عرش تک پہونچین گے پھر نالے مری زنجیر کے

جو لکھا قسمت مین ہے کرتے ہین وہ ہی میری ساتھ
حرف پڑھ لیتے ہین وہ پہلے خطِ تقدیر کے

جان شیرین کے لیے تیشہ زنی کرتا ہون مین
ایک دم مین سو بہا دیتا ہون چشمے شیر کے

مجھکو وادئی ضلالت سے دکھائی راہ راست
دوستو احسان ہین مجھپر یہ میرے پیر کے

نقش اپنی شکل پر ہمکو کیا نقاش نے
خاک کے پُتلے یہ سب خاکے ہین اک تصویر کے

گر خیالِ آبرو ہوتا تو عاشق ہوتے کیون
ہان ہمین قابل ہین صاحب ذلّت و تحقیر کے

فرج کیا پڑھکر کیا یہ تو بتاتا جا مجھے
کان تک پہونچے نہین نعرے تری تکبیر کے

اُلٹے پڑتے ہین جو خود پیکان تیرونسے ترے
اسطرح جاگے مقدر کون سے نخچیر کے

خالِ رُخ ہم گیسو تمھارے خوشنما ہین سب مگر
مرغ دانا کے لیے یہ دام ہین تزویر کے

وائے قسمت مین نے کیا لکھا تھا وہ کیا پڑھ گئے
میرے دشمن بنگئے فقرے مری تحریر کے

کہیے تو کیونکر مین دعوائے زباندانی کرون
جبکہ سب بے ربط ہون جملے مری تقریر کے

حال دل تمسے کہا تو قطع کرتے ہو زبان
یہ بھی کوئی ڈھنگ ہین ایجان جان تعزیر کے

دم نکلتے ہی ترے میکش کے ساقی استخوان
اینٹ پتھر بنگئے میخانے کی تعمیر کے

چھپے ہو مجھ مین تم ہوتی جو یہ مجھکو خبر پہلے
تمھاری جستجو مین مین نہ پھرتا در بدر پہلے

نظارہ کرتے ہین تجھسے تری روئے منوّر کا
بٹھا لیتے ہین آنکھون مین تجھے اہل نظر پہلے

ہزارون گو ہوے ہین اب تمھاری چاہنے والے
ہمین عاشق ہوئے تھے یاد کرلو آپ پر پہلے

کہین ایسا نہو کرڈالا ہو قتل اُسکو ظالم نے
چلا آتا تھا نامہ دیکے میرا نامہ بر پہلے

ہمین آئے تو لاکھون قافلے پیچھے چلے آئے
کوئی کرتا نہ تھا اس ملک ہستی کا سفر پہلے

الٰہی کیا ہوا اب مین اگر اک آہ کرتا تھا
نکل آتے تھے وہ گھر سی کلیجہ تھام کر پہلے

بجائے مرہم کافور ہوتی ہے نمک پاشی
مری زخمونکے دشمن تھے نہ ایسے چارہ گر پہلے

سنا تھا ہمنے تو دیدار ہوئے گا قیامت کو
کھڑا ہے بام پر محشر ہی سے وہ فتنہ گر پہلے

بُلانے پر بھی اب سوجتین ہین کیا ہوا صاحب
چلے آتے تھے اکثر بے بلائے میری گھر پہلے

بنا رکھا ہے اب جسکا نشانہ ایک عالم کو
ہمین نے کھائے ہین صاحب وہ تیر نظر پہلے

کہان جائیگا میکش یہ تو کہدے منہ سلے ساقی
تری بھٹی پہ آیا ہے لٹا کر اپنا گھر پہلے

دی داد جب سخن کی نہ اہل کمال نے
نہلا دیا مجھے عرق انفعال نے

جلوہ دکھایا جب سخن خوش جمال نے
برقع اُٹھا دیا ہے عروس خیال نے

فکر سخن نے مجھکو سراپا گھلا دیا
ناقص بنا دیا مجھے میرے کمال نے

پہونچین عروج پر مری نازک خیالیان
بخشا ہے اوج یہ کسی علوی خیال نے

الجھن نہو وہ شعر ہین سلجھے ہوے مرے
ٹوکا کبھی نہین کسی نازک خیال نے

ہم غمزدون کی او چمن آرا خبر نہین
سینے مین گل کھلائے ہین غم کے نہال نے

تیور اسد کے رکھتی ہے وہ چشم خشمگین
چیتون کے ڈھنگ سیکھ لیے ہین غزال نے

ہنستے ہی کھیلتے کٹے دن اپنی زیست کے
پائی نہ دل مین جا کبھی رنج و ملال نے

ڈھونڈھو نہین جام جم کو جو میکش نہین غرض
مجھکو نہال کر دیا جام سفال نے

تجھکو او بت وہ ادا صلّ علےٰ آتی ہے
جسکے جلوے سے نظر شان خدا آتی ہے

باغ جنت سے جو عالم مین صبا آتی ہے
میری تربت پہ بھی دو پھول چڑھا آتی ہے

شب کو یہ اور نئی سر پہ بلا آتی ہے
نیند آتی ہے نہ فرقت مین قضا آتی ہے

کون کہتا ہے اُسے مہر و وفا آتی ہے
ظلم آتا ہے ستمگر کو جفا آتی ہے

جب کبھی گور غریبان سے ہوا آتی ہے
خاکسارون کی ترے خاک اُڑا آتی ہے

اب نہین مرتے نہین مرتے وہ
تجھ پہ جو مر چکے کب اُنکو قضا آتی ہے

مر چکا ہین تو بہت دن ہوئے مدت گذری
پوچھو تو کسکو یہان سے لینے قضا آتی ہے

دل کے لینے مین تو ممتاز ہو تم جانتے ہین
درد فرقت کی بھی کچھ تمکو دوا آتی ہے

ہے روان آٹھ پہر محمل لیلے سے قدم
گوش اگر وا ہون تو آواز درا آتی ہے

جبسے اُس شوخ کا برسات مین چھوٹا ہی ساتھ
دم ہی گھٹ جاتا ہی جسوقت گھٹا آتی ہے

بیوفا کہنے پہ میرے وہ بگڑ کر بولے
وہ حسین کون سے ہین جنکو وفا آتی ہے

اُنسے دو پھول کی امید ہو کیونکر جنکو
ہاتھ اُٹھاتے مرے مرقد پہ حیا آتی ہے

مر کے بھی چھوٹنا مشکل ہے بہت عاشق سی
تیرے کوچے مین تو جنّت کی ہوا آتی ہے

مضطرب حد سے سوا ہون مین اثر ہو کیونکر
آہ بنجاتی ہے لب پر جو دعا آتی ہے

ہم گدا ہین ترے در کے تو غنی عالم کا ہے
عجز آتا ہے ہمین تجھکو غنا آتی ہے

شیوۂ فقر و فنا ہر کس و ناکس کا نہین
جیتے مرتے ہین جب بوے بقا آتی ہے

آتش عشق بھی کیا چیز ہے اللہ اللہ
جتنا دل جلتا ہے اُتنی ہی جلا آتی ہے

رنگ خود بینی تو کھو صیقل دل کرتا ہے
صاف جبتک نہو آئینہ جلا آتی ہے

مُنہ پہ کہدیتا ہون آزاد منش اتنا ہون
پاس بھی میرے نہین بوے ریا آتی ہے

ضبط کا پاس یہان تک ہے کہ ابتک لب پر
نالہ آتا ہے نہ فریاد و بکا آتی ہے

ہوش کھو دیتے ہو ہر آن نئی شان سی تم
تمکو ہر ایک ادا ہوش رُبا آتی ہے

دل ترا کوہ ندا ہے تجھے کچھ ہوش بھی ہے
ہوش گم کر کے تو سن کیسی ندا آتی ہے

زردی رُخ اُڑی لیکر تن کاہیدہ کو
اسکو بھی کیا کشش کاہ رُبا آتی ہے

سُنکے بوسے کی طلب کہتے ہین مجھسے ہنسکر
مانگتے شرم بھی کچھ مرد خدا آتی ہے

دور مے میری لحد سے نہ اُٹھے اے مستو
قبر میکش سے یہ دن رات صدا آتی ہے

تم ہی عالم مین ہو کونین کی مکنت والے
پست ہین سامنے سب آپ کے رفعت والے

سیم و زر رکھتے ہین کب عشق کی دولت والے
ہین غنی سب سے ترے بار امانت والے

کیا سبب روتے ہین کیون میری عیادت والے
کیون اُٹھے جاتے ہین بالین سے حکمت والے

جاتے ہین سیدھے جہنم کو رعونت والے ڈوبتے چاہِ ضلالت مین ہین غفلت والے
خلق مین یہی تو ہین شوکت و حشمت والے کیون نہ مغرور رہون پھر حسن کی دولت والے
جان اک بات پہ دیدیتے ہین غیرت والے بڑے ہوتے ہین مریجان محبت والے
راہ مین ڈھونڈھتے راحت رہی راحت والے پہونچے وہ منزل مقصود کو ہمت والے
سات پردون مین بھی چھپ جاؤگی جاکر جو کہین دیکھ ہی لین گے مگر چشم بصیرت والے
اور ہی باتون پہ دیدیتے ہین دل صاحب دل ظاہری شکل پہ مرتے نہین سیرت والے
چاہنے والے ترے لاکھ ہون لیکن او بُت ہمسے کم نکلین گے عالم مین محبت والے
دل کے مشتاق ہو تم لیجئے یہ چیز ہے کیا جان دیدیتے ہین ایجان محبت والے
سجدہ کس کسکو کرون پانون پڑون کس کس کے ہوگئے خلق مین لاکھون تری صورت والے
آیا ہون مین عدم آباد سے ہوکر مشتاق مجھسے صورت نہ چھپا او نئی صورت والے
اندھا کرلیتے ہین خود زنگ حسد سے دل کو صاف سینہ نہین رکھتے ہین کدورت والے
سوزش قلب نے پھونکے ہین جگر کے ٹکڑے بے خطا سب جلگئے دوزخ مین تو جنت والے
نہین معلوم نظر آگیا کیا اُس بُت مین سجدے کرنے لگے ظالم کو شریعت والے
حُسن اخلاق سے چُپ رہتے ہین لیکن ہر بات تاڑ جاتے ہین اُسی وقت فراست والے
ہمنے سر کاٹ کے جا رکھا قدم پر اُسکے رہگئے ہاتھ ہی ملتے ہوئے حسرت والے
مغفرت خود یہی محشر مین پکار اُٹھے گی بھیجدو خلد مین جتنے ہین ندامت والے
چار دن کا ہے فقط سب یہ زرِ حسن و شباب ہمسے آنکھین نہ بدل او نئی دولت والے
دفن جب عاشق بیکس ہوا مرقد پہ دہین حسرتین بیٹھ گئین سب بنکے زیارت والے
جُزو کو دیکھتے ہی کُل پہ نظر کرتے ہین معرفت رکھتے ہین ہر شی کی حقیقت والے
اپنے مین آپ ہی جل جلکے مرے جاتے ہین زندگی خاک بسر کرتے ہین کلفت والے
جان کو جان نہ سمجھے رہے جانباز ہی ہم اُنپہ مرمٹتے نہ یون ہوتے جو راحت والے
جتنی رسوائی ہو بہتر ہے نہین ڈرتے ہم دل ہی کیون دیتے تمھین ہوتے جو غیرت والے
حق تھا منصور نے جو مُنہ سے کہا تھا واللہ مفت دشمن ہوئے ناحق مین شریعت والے

آپ کے عشق مین ہوتا نہ جو یون حال تباہ
آنکھین دکھلاتے مجھے چشم مروت والے

دل کو باطن مین تو رکھتے ہین سلامت لیکن
وضع بگڑی ہوئی رکھتے ہین ملامت والے

نقل کو اصل بنا کر وہ دکھا دیتے ہین
چھوڑتے کب ہین شریعت کو حقیقت والے

انسے چھوٹون تو کرون غیر کی بھی کچھ شکوے
میرے پہلو ہی مین رہتے ہین عداوت والے

نقش پا پورا زمین پر نہ جما وقت خرام
یہ نئی چال ہے اللہ رے نزاکت والے

مین تو مایوس ہون وہ بت نہ ملیگا مجھسے
تجھ مین سب قدرتین ہین اے مری قدرت والے

فضل حق سے وہ ملے علوی مضامین مجھکو
تکتے رہجائین جنھین طبع کی جودت والے

ہمکو ہو جام نہ صراحی سے غرض کیا میکش
یار کی مست نگاہو نکے ہین ہم متوالے

دل مین اپنے الفت شبیر و شبر لیچلے
آخرت کا ہم یہی توشہ بنا کر لیچلے

شیخ صاحب عصمت محراب و منبر لیچلے
ہم فقط اُس بُت کی صورت دلمین رکھکر لیچلے

نامۂ اعمال جب سب پیش داور لیچلے
کشتگان خنجر تسلیم بھی سر لیچلے

عالم ہستی سے کیا ہم لوگ آکر لیچلے
لوث عصیان سے ملوث دامن تر لیچلے

وقت مردن گو نہ ہم کچھ رکھ کے سر پر لیچلے
ہان مگر اک شکل آنکھون مین چھپا کر لیچلے

جا ہے راہ کعبہ ہو جا ہے ہو راہ بتکدہ
جائینگے ہم اُسطرف جس سمت رہبر لیچلے

قتل کرنے کو ہمارے جب وہ راضی ہو گئے
لکھ کے اپنے ہاتھ سے ہم اپنا محضر لیچلے

گو ضعیف و ناتوان ہون سر کے بل چلنے لگون
بیخودی مجھکو اگر پھر سوے دلبر لیچلے

نزد کوثر حکم جب مستون کو رہنے کا ہوا
سب سے پہلے ہم اُٹھا کر اپنا بستر لیچلے

سُنتے ہین اُسوقت آیا رحم اُس جلاد کو
جب مرے احباب لاشے کو اُٹھا کر لیچلے

تیرا آئینہ یہین رکھا رہا اور ہم وہان
دلکو آئینہ بنا کر اے سکندر لیچلے

آبرو رہجاے خوف سخت جانی ہے مجھے
قتل کو میرے وہ اک چھوٹا سا خنجر لیچلے

داغہاے جسم سے سینہ ہے اب رشک جنان
ہم یہان سے قبر مین جنت بنا کر لیچلے

تیری رحمت کے بھروسے پر ہین جو عالم سے وہ
یا ندامت سے لے چلے یا دیدۂ تر لیچلے

خاتمہ بالخیر میکش کا ترے ہوتا ہے اب
دیکھ وہ حور و ملائک جام کوثر لیچلے

هراک شے مین جلوه نمائی ہے تیری
بتو مین بھی شان خدائی ہے تیری

یہ سب عہد پوشیدہ تھے پہلے تجھ مین
هراک بند مین اب خدائی ہے تیری

عنایت کین ساتون صفات اپنی مجھکو
خدایا یہ سب کبریائی ہے تیری

نہ کیونکر خودی کو خدا سمجھین اب ہم
خودی ہی مین تو خود نمائی ہے تیری

چھٹی اسلیے ہمسے دولت جہان کی
کہ شاہی سے بہتر گدائی ہے تیری

کسی مست علوی نے میکش کو تیرے
شراب محبت پلائی ہے تیری

اُسنے تو چٹکیون ہی مین اکثر اُڑا دئیے
احسان کیا جو عاشقون کے سر اُڑا دئیے

بیچین اتنا بھی تو نہ بن کچھ تو چین دے
کیون میرے ہوش اے دل مضطر اُڑا دئیے

پنبہ سمجھ کے ہمنے بھی حلاج کی طرح
عنصر ہی چارون جسم کے دھنکر اُڑا دئیے

کیا سے اُڑی دماغ کو کھلتے ہی زلف یار
ڈبے تھے مشک کے کہ ہوا پر اُڑا دئیے

ٹکڑے دل و جگر کے اُڑائے ہین عشق نے
ہان یہ خبر نہین ہے مجھے کیونکر اُڑا دئیے

زندہ نہ آیا بچ کے مرا مرغ نامہ بر
ظالم نے نوچ نوچ کے سب پر اُڑا دئیے

اللہ رے شوق پہلے ہی اُنکے جواب سے
دیدیکے نامے ہمنے کبوتر اُڑا دئیے

ہمنے کتاب عقل کے لیتے ہی درس عشق
جتنے ورق تھے سارے ہوا پر اُڑا دئیے

دیکھا حواس رکھ کے اُسے ہمنے طور پر
جس صاعقہ نے ہوش پیمبر اُڑا دئیے

یہ کسکی برق حسن کی ضو تھی کہ پھونک کر
سرمہ بنا کے طور کے پتھر اُڑا دئیے

برباد گھر مرا ہوا اُنھین کچھ بھی غم نہین
ایسے گھروندے لاکھ ہوا پر اُڑا دئیے

تیرے خرام ناز نے او بے نیاز خلق
لاکھون غبار مار کے ٹھوکر اُڑا دئیے

میکش خدا کے واسطے چھوڑو شراب کو
اس میکشی مین سیکڑون نے گھر اُڑا دئیے

طالب مولا وہی ہین جو ہین خواہان یار کے
دوزخ و جنت نہ لین جز دولت دیدار کے

شہر مین چرچے ہوئے ہین وہ جمال یار کے
کافر و دیندار سب ہین منتظر دیدار کے

مرنے سے ڈرتے نہین طالب جو ہین دیدار کے
گھر بنا لیتے ہین وہ پہلے ہی نیچے دار کے

ماخلق اللہ باطلو سمجھین تو باطل ہے کہان
جھگڑے اُٹھ جائین ابھی سب کافر و دیندار کے

بُت سی کیون سر پھوڑتا ہی برہمن خود کو دیکھ
نحن اقرب کہتا ہے نیچے کوئی زنّار کے

وہ برہمن ہون کہ جسکا بُت ہی ہمشکل خدا
اک خدائی ہی نہان نیچے مرے زنّار کے

حشر مین ایجان تجھکو منہ دکھانیکے لیے
ہمنے مُنہ پر زخم کھائے ہین تری تلوار کے

سایۂ قصر جنان اُنکو نہ خوش آئے کبھی
عمر گذری جنکی سائے مین تری دیوار کے

پر بُریدہ آج ہم کنج قفس مین ہین تو کیا
آشیان ابتک شجر پر ہے کسی گلزار کے

جان و دل دینے پہ بھی نظرون مین وہ لاتا نہین
کسطرح سے اب جگہ پاؤنمین دلمین یار کے

تابش دوزخ سی ترسان ہون نہ تیرے دل جلے
لوٹینگے مثل سمندر جلکے اندر نار کے

لگ گئی آنکھون سے جو اسطرح ساونکی جھڑی
کھل گئے ہین کیا دہانے چشم دریابار کے

عاشق صورت نہین سیرت پہ جان دیتے ہین ہم
مرتے ہین باتون ہی پر مارے ہوئے گفتار کے

ہمکو پھر اب آزمالین جسطرح چاہین حضور
عذر جان دینے مین کیا نوکر ہی ہین سرکار کے

حج کعبہ کی تمنا ہوئے میکش کس طرح
گرد دن بھر پھرتے ہین ہم خانۂ خمّار کے

پھیر لین مفلس سی مُنہ بندی بنین زردار کے
اہل دنیا عبد ہین سب درہم و دینار کے

کہدو اُنسے آئین بگڑی طور ہین بیمار کے
نسخے لکھتے ہین اطبا شربت دیدار کے

دل پھنسا قبضے مین جاکر اک بُت طرار کے
بیٹھ جاؤن گھر مین کیونکر اب مین ہمت ہار کے

آئین کیونکر لب پہ نالے بلبل بیمار کے
بنگئے مہر خموشی آبلے منقار کے

منتظر بیٹھا ہون مین بھیجین وہ تیر ناز کو
دل دون پیکانکو جگر صدقے مین دون سوفار کے

ذوالفقار نظم مین کیونکر نہوئے کاٹ چھانٹ
دونون مصرعے شعر کے فقرے ہین اک تلوار کے

چھپ نہین سکتا کبھی کھوٹا کھرا درم سخن ہٰ
صاف کھلجاتے ہین جوہر سامنے معیار کے

سخت جانی پر مجھے اپنی نہ کیونکر ناز ہو
کہدو قاتل سے کہ سنتا جائے انکی بھی ذرا

دانت کھٹے کر دئے قاتل تری تلوار کے
زخم کیا کہتے ہین منہ کھولے تری تلوار کے

چلتے چلتے پھر لگا ٹھوکر مجھے دے گالیان
صدقے اس رفتار کے قربان اس گفتار کے

خیمۂ گل لد چکا باد خزان چلنے لگی
کہدو بلبل سے کہ لوٹے بسترون پر خار کے

ہم مین ہی جس بو سے ہین ہم مست گر ہو یہ خبر
پھاڑ لین پیٹ اپنے سب جنگلی ہرن تاتار کے

شکر ہے میکش کی بھی مٹی ٹھکانے لگ گئی
سائے مین تربت بنی میخانے کی دیوار کے

نہ بن مجنون خبر لے دلمین کیا ہی اور کیا دل ہی
تھی لیلی جسکا اک غمزہ یہ اُس لیلی کا محمل ہی

نہ کیونکر ناز ہو دل پر مرا وہ آئنہ دل ہے
وہ بُت اسکے مقابل ہی یہ اُس بت کے مقابل ہی

نہین ہم ہداہ اعما جو ہو کھٹکا ہمین کل کا
جسے دیدار کہتے ہین وہ ہمکو آج حاصل ہی

خبر بھی ہے کوئی رہتا ہی تیرے خانۂ تن مین
ہر اک دم آتا جاتا ہی مگر تو اُس سے غافل ہی

جسے کہتے ہین سب جان جہان دیکھا ہی ہمنے بھی
یہی ہین خال و خط اُسکے یہی شکل و شمائل ہی

تمہو آتے ہوئے دلمین مرے کیون شرم آتی ہی
خدا کا عرش سب کہتے ہین جسکو یہ وہ منزل ہی

کبھی اک عمر تک ہم بھی اُسی دریا مین پیرے ہین
کہ یہ سب بحر ہستی جسکا اک ادنے سا ساحل ہی

کبھی تو سیر کر گم ہو کے اُس گلزار معنی کی
جہان قمری کی کو کو ہے نہ آواز عنادل ہی

سمجھکر مے کا شیشہ لے لیا بار امانت کو
یہ میکش کسقدر غافل ہی دیکھو کتنا جاہل ہی

ہماری حالت دل گو کہ گو پھر پیش قاتل ہے
چھپا لینے کے لائق ہی نہ کہدینے کے قابل ہی

یہین صدقے اپنے دل پر میرا خضر رہنما دل ہی
وہین لیجاتا ہی مجھکو جہان اُس بُت کی محفل ہی

وہ دل کے اُسطرف ہین ہم ادھر ہین بیچ مین دل ہی
ہمارے اور ہمارے یار کی یہ حد فاصل ہی

چمن مین گل کھلے ہین چار سو شور عنادل ہی
قفس مین بند ہین ہم اور پاؤن مین سلاسل ہی

جو پامال خرام ناز ہے میرا ہی وہ دل ہے
رہ الفت مین سچ ہے یار مٹ جانا بھی مشکل ہی

دل روشن کو میری دیکھتے کیا ہین وہ لیجاتین
یہ آئینہ تو اُنکے سامنے رکھنے کے قابل ہی

دم کشتن نہین معلوم کیا کچھ کھل گیا ان پر
ادھر قاتل پشیمان ہے اُدھر حیران بسمل ہے

ابھی گھبراتے ہو کیون حضرت دل راہ الفت مین
ابھی تو دو قدم گھر سے چلے ہو دور منزل ہے

ہمارے نقش ہستی کا جما تھا جب کہین خاکا
کہا تھا عشق نے یہ تو مٹا دینے کے قابل ہے

تمھارا عاشق گمنام گو ہے ہر طرح ناقص
مگر اتنا کہے دیتے ہین مٹ جانے مین کامل ہے

جتا دیتے ہین وہ پہلے ہی خود تیر دو پیکانکو
جگر سیدھی طرف پہلو مین ہے بائین طرف دل ہے

کوئی مرجائے یا مٹ جائے رحم آتا نہین تجھکو
تری پہلو مین ظالم دل ہے یا پتھر ہے یا سل ہے

کسی کونے مین اسکو بھی پڑا رہنے دے اے ساقی
یہ میکش بھی شراب شوق کے کشتون مین شامل ہے

نہین چمکتی ہے یہ آن بان سے بجلی
لڑا یا کرتی ہے آنکھین جہان سے بجلی

کوئی ہے اور علیحدہ جہان سے بجلی
کہ جس سے چمکی ہے یہ آسمان سے بجلی

تمھارے دل جلے اک سوختہ رسن کیطرح
اُتار لائین ابھی آسمان سے بجلی

کسیکی دید مین پتھراتی ہین جو یہ آنکھین
تو پھر چمکتی ہے اک اور شان سے بجلی

وہ مرغ سوختہ قسمت ہون پھونکنے کو مرے
نکل پڑیگی مرے آشیان سے بجلی

ہون برق عشق کا پھونکا کہین پناہ نہین
چھپون مکان مین تو نکلے مکان سے بجلی

جو لامکان مین بھی ہو آشیان جلائے ضرور
یہ لاگ رکھتی ہے مجھ بے نشان سے بجلی

فلک کو سر پہ اُٹھائے نہ اسطرح پھرتی
نہ فیض پاتی جو اُس آستان سے بجلی

ہے جسکی شان سنا برق وہ برق ہے اور
یہ نکلی اور کسی آسمان سے بجلی

ہے میکدے مین بھی وہ صاعقہ زبان میکش
کہ کوند جاتی ہے جسکے بیان سے بجلی

فخر جہان ہے تو بھی تری بارگاہ بھی
مثل گدا ہین در پہ ترے بادشاہ بھی

خود اپنے ہاتھ سے کرو ہمکو تباہ بھی
یہ کیا غضب ہے کرنے نہ دو آہ آہ بھی

اُٹھوا رہے ہین بزم سے مجھکو جو یون حضور
کوئی مرا قصور بھی کوئی گناہ بھی

کسنے کہا ہے برا مین نے غیر کو
لائین بلا کے وہ کوئی اس کا گواہ بھی

یاد بتان ہے اسمین کبھی کیف وجد وحال
دل میرا بتکدہ بھی ہے اور خانقاہ بھی

سجدے کئے بتون کو سمجھکر خدا کی شان
آنے دیا نہ دل مین کبھی اشتباہ بھی

عشقِ بتان مین شیخ نے چھوڑی تو ہی نماز
غم ہے نہ بھول جاے کہین لا آلہ بھی

نکلا ہے آج دھوم سے دیوانہ آپ کا
لشکر جنون کے ساتھ ہین غم کی سیاہ بھی

زیر کفن لحد مین وہی ہے اُدھیڑ بن
اللہ عشق سے کہین ہوگی پناہ بھی

حق پر تمھین ہو جاؤ بگڑتے ہو کس لئے
جھوٹا ہون مین بھی اور یہ میرے گواہ بھی

مجھکو تباہ کرتے ہو لیکن یہ سوچ لو
دیکھا نہ جائیگا مرا حال تباہ بھی

محشر مین موج زن جو ہوئی سیل مغفرت
مین بھی بہا چلا گیا میرے گناہ بھی

ہے ہے غضب کہ ہم گرین نظرونسے یار کی
غیرون کے ساتھ بڑھتی رہی رسم وراہ بھی

دوش بتان پہ ساقی ہی میکش کی تیری لاش
آتے ہین بولتے ہوئے بُت لا آلہ بھی

کیا عاشقون کو مذہب وملت سے کام ہے
اپنا نبی تو عشق علیہ السلام ہے

راہِ فنا مین کب طلب ننگ ونام ہے
مٹجانیوالون کو ترے مٹنے سے کام ہے

پلوا دے آب تیغ برہنہ حسام ہے
ظالم خبر بھی ہے کہ کوئی تشنہ کام ہے

سجدے کرو بتون کو جو سمجھے ہو عین حق
ہان یہ تو سچ ہی غیر کو سجدہ حرام ہے

اُسکو جو قید مذہب وملت نہین نہ ہو
جو راہ عشق جانتا ہے وہ امام ہے

ہے کام بندگی سے تو کچھ پیش وپس نہ سوچ
وہ ہی جو مقتدی ہے وہی تو امام ہے

اُس بے نیاز سے کوئی کہدے یہ جا کے آج
مرجانیوالے کا ترے قصہ تمام ہے

کیا شہسوار روندے ہین رہوار نفس نے
اللہ بچاے اس سے عجب بدلگام ہے

وہ مین ہی ہون کہ جسکے لیے روک ٹوک ہے
غیرونکے واسطے تو وہان اذن عام ہے

کیونکر نہ مانین کہیے حسینون کی بات کو
انکا کلام ہمکو خدا کا کلام ہے

ہردم کوئی حسین ہے ترے پاس جلوہ گر
دم کا شمار رکھ یہی وصل دوام ہے

اسکو شراب پینے پہ کیونکر نہ ناز ہو
میکش بھی ایک پیر مغانکا غلام ہے

ہمتو نازان ہی تھے ہرناز پہ مٹجانے کے
اُسنے بھی ڈھنگ نکالی نئے ترپانے کے

ناصحا بھولون مزے کسطرح میخانے کے
دور پھرتے ہین مری آنکھون مین پیمانے کے

رہرو کعبہ کوئی ہین کوئی بت خانے کے
ہم کہین جانیکے قابل نہ کہین آنے کے

تو اگر چاہے تو ہوجاے بھلا باتون مین
اجکل ڈھنگ برے ہین ترے دیوانے کے

سوزش عشق کو جانے وہی جو عاشق ہو
کوئی پروانے سی پوچھے مزے جلجانے کے

دل لگی کی نئی صورت ہی نہین شکلون مین
مفت در پر نہین بیٹھا ہون مین تنجانے کے

روند کر لاشہ مرا پانؤن مین کہتا ہی وہ شوخ
ابتو ارمان مٹی دل سی ترے مٹجانے کے

تجھکو ملتا ہے تو آمل کوئی دم اور ہین ہم
وہان جاتی ہین جہان سی نہین پھر آنے کے

پوچھتے کیا ہو کہان رہتے ہو کیا مذہب ہی
ساکن میکدہ عابد ہین صنم خانے کے

بعد مردن نہ خبر لی کبھی اے طائر جان
ملگئے خاک مین تنکے ترے کاشانے کے

آتش شمع نے اک آن مین کہین خاک سیاہ
صنعتین کیا کیا پرونیز نہ تھین پروانے کے

عنصری آگ سے جلنے کے نہین یہ تنکے
برق کیون گرد ہوئی ہی مرے کاشانے کے

ذرہ عشق کے خواہان ہین ہراک خاص و عام
جو غنی بھی ہین وہ محتاج ہین اس دانے کے

ختم ہو جلد الٰہی کہین یہ ماہ صیام
قفل ہین منہ پہ لگے شیشہ و پیمانے کے

رہتا ہے مجھکو حسینون کا تصور ہر دم
کھنچتے ہین نقشے مرے دلمین پریخانے کے

جائین کعبے کو بھلا کیسے تو کیونکر میکش
ہمکو فرصت ہی نہین طوف سے میخانے کے

عشق مین لخت جگر مجھسے جلائے توسہی
یون پھرے گھر مین کوئی آگ لگائے توسہی

غیر یون میری طرح جان لڑائے توسہی
مین بھی دیکھون وہ ترے ناز اُٹھائے توسہی

تمپہ مرتا ہون مین کیونکر نہو پھر غیر کا رشک
جان دیدون گا کوئی آنکھ ملائے توسہی

اپنے یوسف پہ زلیخا بھی بہت نازان ہی
میرے یوسف کے مقابل بھلا لائے توسہی

عشق کا آپ کے دعوی نہین ہمکو لیکن
اتنا بھی سنکے ذرا کوئی دکھائے توسہی

خوف ہے دیکھئے کسطرح سے رخصت ہونگی
ہم بھی اس عالم ایجاد مین آئے توسہی

یون کسی کو جو ہے دعوائے مسیحائی تو ہو — تیرے کشتونکو بھلا دیکھین جلائے تو سہی
غم نہین جان کا جانباز بڑے ہوتے ہین — سر جھکا دینگے کوئی ہاتھ اُٹھائے تو سہی
عبدیت مجھ مین کہان تک ہی کہان تک ہی خدا — منقسم کرکے کوئی اسکو بتائے تو سہی
لوگ کہتے ہین نہین کوئی کسیکا بنتا — ہمتو بنجائین کوئی اپنا بنائے تو سہی
ذوق وجدان نہ حاصل ہو کوئی بات ہی یہ — جیتے جی جان کوئی سے پہلے جلائے تو سہی
آگ دوزخ کی بجھا دیگا قدم اُس بت کا — میرے اس دلکی لگی دیکھون بجھائے تو سہی
جسطرح سے ہمنے تمھین خود مین چھپا رکھا ہے — اسطرح اور کوئی غیر چھپائے تو سہی
یون تو سب کہتے ہین کیا رکھا ہے اُسمین لیکن — اُسکی صورت کا کوئی ڈھونڈ ھکر لائے تو سہی
دیکھین پھر کسطرح دوزخ کی نہو آنچ حرام — عشق مین پہلے کوئی دل کو جلائے تو سہی
سر کے بل ہمتو چلے جائین ابھی عذر ہی کیا — اپنی محفل مین وہ عیار بلائے تو سہی

بے دئے جان نہین ٹلنے کے ہرگز میکش
میکدے سے کوئی اب ہمکو اُٹھائے تو سہی

جہان مین کیا کہین کیا کیا ہم ای نگار بنے — کبھی تو پنبہ بنے اور کبھی شرار بنے
ہزار طرح سے ہم اُنکے جان نثار بنے — وہ بھول کر بھی نہ اکدن ہمارے یار بنے
بتون سے کسطرح ای میرے کردگار بنے — کہ یہ تو سر سے ہین پا تک ستم شعار بنے
الٰہی ہمکو بنایا تھا نفس واحد سے — یہ کیا ہوا کہ یہ خود کسطرح سے چار بنے
بشر وہی ہے کہ برداشت ہو ہر اک شی کی — جہان مین چاہیے انسان کو بُردبار بنے
نگاہ یار سے کوئی بچا نہ عالم مین — اُٹھائی آنکھ جدھر سیکڑون شکار بنے
چڑھی ہے سر پہ زمانیکی ہو کے بے پردہ — یہ دخت رز سے کہو کچھ تو پردہ دار بنے
تمھاری یاد مین رو کر دہ آبرو پائی — کہ بہکے اشکون کے موتی گلے کا ہار بنے
سمجھتا کیون نہین زاہد تو نحن اقرب کو — کہ وہ تو آٹھ پہر ہین گلے کا ہار بنے
کھنیچے ہین ادہر بھی نقشے تمھاری صورت پر — ہو تم تو ایک ہی تمسے اگر ہزار بنے
ہر ایک سر نظر آتا ہے صورت منصر — الٰہی کیا تن خاکی بھی نخل دار بنے

ہماری خاک نہ کیون سر چڑھے زمانے کے ۔ تمھارے پاؤن مین بس کے جب غبار بنے
جہان مین سنبھلا ہون مین لاکھ ٹھوکرین کھا کر ۔ مثل یہ سچ ہے کہ گر گر ہی سب سوار بنے
کھلا یہ عقدہ شراب فنا کے پینے سے ۔ کہ جتنے مست ہوے اتنے ہوشیار بنے
عتاب عین عنایت ہی غم نہین اسکا ۔ نظر مین آپ کی گو ہم ذلیل و خوار بنے
جلا ہون عشق کی آتش مین آرزو ہی مری ۔ کہ بعد مرگ بھی مدفن درون نار بنے
جہان چھپوگے وہین سے نکال لاؤن گا ۔ اکھاڑ دونگا جو لوہے کا بھی حصار بنے
بنے وہ متقی جسکو طلب ہو جنت کی ۔ جو مغفرت کوئی چاہے گناہگار بنے

جو دم بھی نکلے تو بھٹی یہ نکلے ای میکش
کہ میکدے کے مقابل ترا مزار بنے

تضمین بر غزل جلال لکھنوی

کٹ گئی فرقت کی شب اب کیون یہ رونا ہمسے ہے ۔ بے خطا ہین ہم تو یہ کا ہیکا شکوا ہمسے ہے
ہی خطا اُس شوخ کی پھر کیسا جھگڑا ہمسے ہے ۔ دل کو ہر دم پرسش جرم تمنا ہمسے ہے
خون دلبر نے کیا ہے اور دعوی ہمسے ہے

حضرت عشق آپ کا اب نام زندہ ہمسے ہے ۔ دھوم ہی گردون پہ اور عالم مین چرچا ہمسے ہے
سچ اگر پوچھو تو سب یہ شور و غوغا ہمسے ہے ۔ نالون کا اظہار ہی الفت کا شہرا ہمسے ہے
آہین کہتی ہین تمھارا بول بالا ہمسے ہے

یہ غلط فہمی ہماری تھی کہ یہ اپنا ہے دل ۔ سچ مثل ہی یہ کہ سب مطلب کے ہین کسکا ہی دل
ای تری قدرت کہ دو ہی دن مین کیا بدلا ہی دل ۔ دل جو ہین اُنسے طلب کرتا ہون خود کہتا ہی دل
کچھ بتاؤ تو تمھین کیا کام ایسا ہمسے ہے

ہی سراسر جھوٹ جو کچھ منہ سے وہ فرمائینگے ۔ یہ بھی اک طرز ستم ہی ہم بھی جھیلے جائینگے
پہلے کب آئی تھے وہ جواب مرے گھر آئینگے ۔ کہتے ہین ہم اور تیری آرزو بر لائینگے
وائے نادانی اگر اسکی تمنّا ہمسے ہے

مرغ بسمل کو تڑپنے دیتے ہین جلاد بھی
واہ رے انصاف کرتے ہو ستم ایجاد بھی
دل ہی دلمین اپنے کچھ کرلیتا ہی فریاد بھی
چٹکیان لینے کی دلسے مانگتے ہو داد بھی
پھر جو اُف کر بیٹھتا ہی اسکا شکوا ہمسے ہے

اک خدائی کو دغا دی دم مین وہ آتا تھا کیا
میری ہی صورت سے میرا سارا عقدہ کھلگیا
فتنہ گر چالاک اُڑتے جانور پہچانتا
مین ہوا خلوت طلب جب بہر عرض مدعا
ہنسکے بولے لکھ کے دو جو تمکو کہنا ہمسے ہی

شکر تو کرتا نہین آئے ہین دن تیرے بھلے
عمر بھر ہوتے رہینگے ایسے قصے فیصلے
یہ بھی جانے کیا سبب تھا جو یہان وہ آگئے
وصل مین ایدل نہ کر پیش اسکو آگے یار کی
پھر کبھی رُک جائیگا جو تجھسے جھگڑا ہمسے ہی

یاد آتا ہی مجھے یہ قول میکش کا جلال
بچ کے خود نظرون مین اپنی ہو نہین کیا ہلکا جلال
ایکدن آخر پڑے ہی گا کبھی مرنا جلال
موت اگر آتی شب فرقت تو بہتر تھا جلال
آج ہی اُسکو وفا کرتے جو وعدا ہمسے ہے

تضمین بر غزل شوق نیموی

اب مفت کی یہ باتین بنانا نہین اچھا
کوچے مین پریزادونکے جانا نہین اچھا
ہم جانتے ہین ہمسے بہانا نہین اچھا
دل شوق حسینون سے لگانا نہین اچھا
ہوجاؤگے بدنام زمانا نہین اچھا

کب کہتا ہو نہین اسکو ذرا غور سے سُن لو
غیرون کو مریجان نہ اب دل مین جگہ دو
دن گذرے لڑکپن کے سمجھدار ہو سمجھو
ہم صاف کہے دیتے ہین مانو کہ نہ مانو
دل عاشق بیکس کا دُکھانا نہین اچھا

ہو تم شہر انگیز شرارت نہ مچاؤ
یون صاعقہ کی طرح سے اُٹھکر تو نہ جاؤ
گھر آپ کا ہے عیش کرو چین اُڑاؤ
رہتے ہو جو دل مین تو جگر کو نہ جلاؤ
ہمسایہ کے گھر آگ لگانا نہین اچھا

اس چرخ سے یہ کہدو کوئی اب بھی سنبھلجاے ۔ بس مُنہ نہ دکھائے مجھے اب آگے سے ٹلجاے
ہم صیف زبان ہین کہین صیفی نہ یہ چلجاے ۔ منہ سے نہ کہین آہ جہان سوز نکلجاے
جلتا ہو جو آپ اُسکو جلانا نہین اچھا

کیون آنکھین بدلتے ہو کہو کیا تھی شکایت ۔ ہم ایسے نہین ہمسے نہین ہوگی شکایت
جان دینے پہ طیار ہین پھر کیسی شکایت ۔ دل کوئی چُرائے تو نہین اسکی شکایت
آنکھین مگر ایجان چُرانا نہین اچھا

یہ میری طرف سے کوئی اُس شوخ سے کہدے ۔ کیون رُخ کو چھپائے ہوئے ہو سامنے بیٹھے
محفل مین کہین تاڑ نہ لین تاڑنیوالے ۔ کھلجائینگے راز آپ کی اس شرم و حیا سے
مُنہ مجھسے سر بزم چھپانا نہین اچھا

گر کوئی مجاور کو مری قبر پہ بٹھلاے ۔ ہین کشتۂ کسی شعلۂ رُخ کا ہون یہ سمجھاے
کہدے یہ اُسے شمع جلانے جو کوئی آے ۔ دیکھو نہ کہین دل کی لگی اور بھڑک جاے
بالین لحد شمع جلانا نہین اچھا

مختار ہو ہر ایک سے تم دل کو لگاؤ ۔ ہر ایک طرح یار رہ و رسم بڑھاؤ
دم دیکے ہمین جھوٹی تو باتین نہ بناؤ ۔ ہم خوب سمجھتے ہین جہان جاتے ہو جاؤ
ہر روز مگر راہ بتانا نہین اچھا

یون گھر سے نہ نکلا کرو بن ٹھنکے ہر اک آن ۔ ہین لاکھون نظر باز اسی کوچے مین انسان
تکتے ہین کھڑے راہ بہت دیدۂ حیران ۔ پڑجاؤ گے جھگڑے مین کہی دیتے ہین ایجان
ہر ایک کی آنکھون مین سمانا نہین اچھا

اے حضرت دل گر وہ کبھی میری یہان آئین ۔ کچھ میری سفارش کے لیے آپ نہ فرمائین
کمسن ہین وہ ایسا نہو ان باتونسے گھبرائین ۔ نازک ہین عجب کیا کہ وہ دل تھام کے رہجائین
حال شب غم اُنکو سُنانا نہین اچھا

مرنے پہ بھی میکش کے نہین اُٹھے ہین وہ ہاتھ ۔ کیا خوب بہانہ ہے کہ ہاتھ آئے ہین وہ ہاتھ
کس ناز سے ہاتھون مین لئے بیٹھے ہین وہ ہاتھ ۔ دامن کبھی جھٹکتے ہین کبھی ملتے ہین وہ ہاتھ

ای شوق ابھی ہوش مین آنا نہین اچھا

تضمین بر غزل داغ دہلوی

عدو کی گلی سے نکلتے ہوئے — قیامت کی چالین بدلتے ہوئے
جو آئے ادھر کو ٹہلتے ہوئے — وہ دل سے لیکے چپکے سے چلتے ہوئے
یہان رہ گئے ہاتھ ملتے ہوئے

کہونگا خدارا مرے گھر چلو — لو بس ابتو یہ حجتین چھوڑ دو
اُنھین روک ہی لونگا جو ہو سو ہو — الٰہی وہ نکلے تو ہین سیر کو
نکل آئین مجھ تک ٹہلتے ہوئے

یہ بیجا ہے سارا غرور آپ کا — کسیکا بھی حسن دو روزہ رہا
ستم اتنا بھی تو نہین ہے روا — نہ اترائیے دیر لگتی ہے کیا
زمانے کو کروٹ بدلتے ہوئے

نہ غم کھا ہوا گرچہ برنا سے پیر — ترے حضرتِ عشق ہین دستگیر
نہ اتنا ہو مایوس سینہ نہ چیر — محبت مین ناکامیون سے اخیر
بہت کام دیکھے نکلتے ہوئے

بس اب وقت ہے اب نہ چالین چلو — مزا تو دکھا دون ذرا غیر کو
کرو تم نہ تکلیف بیٹھے رہو — گلا کاٹ لون مین ہی خنجر تو دو
تمھین دیر ہوگی سنبھلتے ہوئے

قیامت ہے خود وہ جو تشریف لائے — کہین اور کچھ بات اب بڑھ نہ جائے
غضب کی نظر ہے خدا ہی بچائے — مرے جذب دل پر نہ الزام آئے
وہ آتے ہین آنکھین بدلتے ہوئے

غلط ہے یہ سب قول قاصد ترا — کبھی آیا بھی وہ یہان بے وفا
یونہین مانین دل تو نہین مانتا — کرین وعدے پر وعدے وہ ہمکو کیا

یہ چھلکے یہ فقرے ہین چلتے ہوئے

رہے جاگتے ہی کے خوگر نہ سوئے
بچھا کر لحد مین بھی بستر نہ سوئے

غرض پھنک گیا صور محشر نہ سوئے
عدم مین بھی ہم نیند بھر کر نہ سوئے

گئے حشر مین آنکھین ملتے ہوئے

کہا اُنسے میکش کے کھولو تو ہاتھ
یہ جو ساتھ ہے اسکا چھوڑو تو ہاتھ

ادھر آؤ اُٹھو بڑھاؤ تو ہاتھ
ذرا داغ کے دل پہ رکھو تو ہاتھ

بہت تمنے دیکھے ہین جلتے ہوئے

متفرقات

غزل در مدح تاج الاولیاء حضرت نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز

ہے میرے قلب مین الفت نظام الدین چشتی کی
ملی مجکو یہی دولت نظام الدین چشتی کی

ہزارون فیض اقدس سے ہوئے ہین عارف کامل
جہان مین کیون نہو شہرت نظام الدین چشتی کی

ملی جسکو غنی وہ ہو گیا سارے زمانے سے
عجب ہے فقر کی نعمت نظام الدین چشتی کی

اگرچہ لاکھون خادم ہین مگر اک ہے لاثانی
ہے کثرت مین بھی وحدت نظام الدین چشتی کی

ہوا پار اُسکا بیڑا اور سیدھی راہ چل نکلا
جسے ہاتھ آگئی ملت نظام الدین چشتی کی

گناہون کا ہو کیا غم جب وہ محبوب الٰہی ہون
ہمین کافی ہے اک رحمت نظام الدین چشتی کی

جلائے اپنے دلکو خوب میکش عشق حضرت مین
وہان کام آئیگی الفت نظام الدین چشتی کی

جو کچھ تھا میرا مقصد خواجۂ اجمیر کو سونپا
معین دین احمد خواجۂ اجمیر کو سونپا

یہ رخت جان و دل میرا نہین گرچہ امانت ہے
امیر ملک سرمد خواجۂ اجمیر کو سونپا

ملا ہے مجھکو جو کچھ رنگ گلزار محبت سے
گل باغ محمد خواجۂ اجمیر کو سونپا

مین تھا آوارۂ وادی غفلت پیر نے میرے
مجھے کرکے مقید خواجۂ اجمیر کو سونپا

وہ ہین سلطان ہند اور مین بھی ہون اک بردۂ ہندی
تن خاک مہند خواجۂ اجمیر کو سونپا

مجھے جو کچھ ملا ہے خاندان چشت اقدس سے / اُنھین کے جدِّ امجد خواجۂ اجمیر کو سونپا

وہ اب مختار ہین وہ جانین میکش کے مقدر کو
جو کچھ ہو نیک یا بد خواجۂ اجمیر کو سونپا

پیا ہے جسنے پیمانہ علاء الدین صابر کا / ہوا وہ دل سے دیوانہ علاء الدین صابر کا
چلو اے عاشقانِ حق شرابِ عشق پینے کو / کھُلا ہے آج میخانہ علاء الدین صابر کا
ہزارون مستعد ہین در پہ اُسکے جان دینے کو / غضب ہے طرز جانانہ علاء الدین صابر کا
چلو اے حور غلمان چھوڑ کر جنّت کو کلیر مین / دکھلاؤن جلوخانہ علاء الدین صابر کا
عیان لٹتے ہین سب لال و جواہر گنج مخفی کے / ہے وہ دربار شاہانہ علاء الدین صابر کا

شرابِ معرفت سے مست ہون کس درجہ اے میکش
مجھے کہتے ہین مستانہ علاء الدین صابر کا

واقف سرِّ نبی مخدوم صابر کلیری ؎ / شان مولا و علی مخدوم صابر کلیری
سر کو تیرے آستان پر کر دیا جسنے نثار / کھل گئے رازِ خفی مخدوم صابر کلیری
جو گیا در پر ترے خالی نہین آتا کوئی / ملتی ہے نعمت بڑی مخدوم صابر کلیری
آپ کے روے منوّر کی تجلّی دیکھکر / غش ہین سب جن و پری مخدوم صابر کلیری
جسنے آنکھون مین لگائی تیری خاکِ آستان / آنکھ اُسکی کھل گئی مخدوم صابر کلیری
ہووے کیا خوفِ گنہ اُسکا تو بیڑا پار ہے / جسپہ رحمت ہو تری مخدوم صابر کلیری
روح میری باغ جنت مین نہ جائیگی کبھی / چھوڑ کر تربت تری مخدوم صابر کلیری

کیون نہو میکش کو مستی جب ازل مین پی چکا
وہ مئے الفت تری مخدوم صابر کلیری

سلام

سلامی اشک غم پیہم مری آنکھون سے ڈھلتے ہین / صدف سے بس یہی موتی لڑی بنکر نکلتے ہین
مضامین خود بخود کیا نور کی سانچے مین ڈھلتے ہین / نکلتے ہین جو شعر اپنے پری بنکر نکلتے ہین
چھپا رکھون نہ کیون داغ غم شبیر سینے مین / یہ وہ درہم ہین جو بازار مین محشر کے چلتے ہین

بہا ہے کربلا مین جس جگہ خون امامِ دین
ملائک جن و انس اُس خاک کو آنکھوں سے ملتے ہین

اُٹھائی پیاس کی تکلیف گوشہ گیر رفیقون نے
وہان پہونچے جہان کوثر کی فوارے اُچھلتے ہین

نہ آیا شامیون کو رحم کچھ عابد کی حالت پر
غضب ہے ناتوان ایسے کہین پیدل بھی چلتے ہین

ہے جنکے دل مین بُوئے حُبِ اہلبیت اطہر کی
وُہی باغ جنان مین پھولتے ہین اور پھلتے ہین

بیٹین گے خلد مین چلکر وہان میکش بہ اطہر
غلامانِ علیؑ کے جس جگہ پر دور چلتے ہین

سہرا

مطلعِ نور خدا ہے ترے سر کا سہرا
کیون نہو تجھ پہ فدا شمس و قمر کا سہرا

کیون نہ مہتاب کے چہرے پہ ہوائی چھوٹے
چاند سے مُنہ پہ بندھا ہی ترے زر کا سہرا

موتی برساتا ہی یہ کرتا ہے وہ پھول نثار
اک گہر کا ہے تو اک ہے گُل تر کا سہرا

تیری شادی کی خبر سُنتے ہی حُوران بہشت
باغ فردوس سے لائین گُل تر کا سہرا

تجھ مین وہ جو ہر ذاتی ہین ترے سر پر سے
صدقے کر ڈالون ابھی لعل و گہر کا سہرا

دیکھ لیتے ہین تماشا ہے رُخ نوشہ کو
آکے جسوقت صبا دیتی ہے سر کا سہرا

اسکی لڑیون مین لڑی ہین جو نگاہین اکثر
کچھ ہے مقیش کا کچھ تار نظر کا سہرا

روے نوشہ سے نہ کیون صبح سعادت ہو عیان
ہے شعاع رُخ خورشید سحر کا سہرا

لمعۂ حسن کا مقنعہ ہے ترے عارض پر
ہے شعاع رُخ انور ترے سر کا سہرا

تجھکو امداد علیؑ کی رہے قربان علی
سر پہ تا حشر رہے ظلِّ پدر کا سہرا

لخت دل اسکے مضامین پہ نہ کیونکر ہون نثار
ہے یہ میکش مرے منظور نظر کا سہرا

در مدح حضرت میرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

زیبا ہے جو کرو تم اب ناز میرزائی
ہین آپ کی ادا مین انداز میرزائی

ہر سوز مین اب اُسکے لاکھون ہین ساز پیدا
اکدم کو ہو گیا جو دمساز میرزائی

میرے ہی دوست مجھکو خود آکے مار ڈالین — منہ سے اگر کہون مین کچھ راز میرزائی
مُردہ دلون کو زندہ باتون ہی مین بنایا — ادنیٰ سا ایک تھا یہ اعجاز میرزائی
کر جاتے زندگی کو اک بات پر تصدق — سُنتے جو خضر آکر آواز میرزائی
اب بھی مین سُن رہا ہون داؤد کے ترانے — کانون مین بھر رہی ہے آواز میرزائی
باطن مین کبریائی تھی سر سے پا تک اُنکے — ظاہر مین جلوہ گر تھے انداز میرزائی
وقتِ وصال آنکھین اک سمت لڑ رہی تھین — پیشِ نظر تھا کوئی با ناز میرزائی
اُنگلی اُٹھا کے خود بھی کرتے تھے یہ اشارہ — وہ لینے آئے دیکھا اعزاز میرزائی
سامانِ عیشِ دُنیا اکدن نظر نہ آیا — جز فقر کے نہ دیکھا کچھ ساز میرزائی

جسنے پلائی میکش تجھکو مئے مصفا
اُسکے بھی کچھ بیان کر انداز میرزائی

تو عبدِ حق نما ہے ہے تجھسے حق نمائی — ظاہر مین بندگی ہے باطن مین کبریائی
ظاہر نہ کیون ہون تجھسے اخلاقِ مصطفائی — اک جا بہم ہوئی ہے جب بندگی خدائی
بوئے علیؑ ہے تجھ مین خوئے نبیؐ ہے تجھ مین — تو فخرِ چشتیان ہے اللہ رے رسائی
تو وہ ہے پاک باطن جیسے کہ تھے ابو ذرؓ — پنہان ہوئی ہے تیری رندی مین پارسائی
وہ بحر یہ دو عالم ڈوبے ہوئے ہین جسمین — حاصل ہے اُسکی تجھکو گھر بیٹھے آشنائی
میری نظر سے دیکھے اللہ جو تجھکو آکر — واللہ صدقے کر دے صورت پہ سب خدائی
یہ توڑ جوڑ تیرے اللہ رے تیری حکمت — خود ہی شکستہ کر کے دیتا ہے مومیائی
شانِ بقا ہے تجھ مین سب کچھ چھپا ہے تجھ مین — مولائی و خدائی میری و میرزائی
علوی نفس وہی ہین کچھ حد سے بڑھ گئے ہین — حاصل ہوئی ہے جنکو اس در کی جبہ سائی
میری خبر لو مولا کوئی نہین ہے میرا — اس نفس دون کی مجھپر ہے اندنون چڑھائی

میکش کی یہ دعا ہے جبتک زمین سما ہے
ہو اتباع مجھسے اور تمسے رہنمائی

واقفِ سرِ خدا ہے میرزا سردار بیگ — اک جہان کا رہنما ہے میرزا سردار بیگ

رازدار انبیا ہے میرزا سردار بیگ — فخر جمع اولیا ہے میرزا سردار بیگ
مشعل گنج خفا ہے میرزا سردار بیگ — واصل رب العلا ہے میرزا سردار بیگ
وارث فقر و فنا ہے میرزا سردار بیگ — جانشین مرتضی ہے میرزا سردار بیگ
شیشۂ دل کی صفا ہے میرزا سردار بیگ — میری آنکھونکی ضیا ہے میرزا سردار بیگ
پیر کا ہی پیر میرے اور اب ہین کیا کہون — پیشوا کا پیشوا ہے میرزا سردار بیگ
جو رہ حق مین فنا ہوتا ہی وہ مرتا نہین — دیکھ لو اب بھی بقا ہے میرزا سردار بیگ
خلق کو جو کچھ بھی کہے اسکو نہین چھوڑینگے ہم — ہمکو جو سکھلا گیا ہے میرزا سردار بیگ
دل تو کچھ کہتا ہے میرا منہ سی کہہ سکتا نہین — کیا کہون مین تمسی کیا ہے میرزا سردار بیگ
اب قیامت تک نہین مرتے کبھی اسکے غلام — قلزم ذات صفا ہے میرزا سردار بیگ
شاہ رحمت کی نہ کیون ہو اب بھی مرقد سی عیان — خوگر خیر الورا ہے میرزا سردار بیگ
کیا کرون مجبور ہون منہ سے کہا جاتا نہین — کان مین جو کہہ گیا ہے میرزا سردار بیگ
دیکھنا ہو میرزا کو دیکھو آقا کو مرے — یہ وہی سرتاپا ہے میرزا سردار بیگ

حب علوی ہی کا صدقہ تھا وہ میکش یاد رکھ
تجھسے جو کچھ کہہ گیا ہی میرزا سردار بیگ

سلام

اے سلامی گریۂ غم سے یہ سامان بنگیا — اشک خون آنکھون ہی مین لعل بدخشان بنگیا
روضۂ شبیر اور گنج شہیدان بنگیا — ابتو دشت کربلا بھی باغ رضوان بنگیا
نار سے نوری بنا حر کفر سے لے راہ حق — خلد مین مشکل کشا کا جاکے مہمان بنگیا
حرملہ کا صورت الماس تھا پیکان تیر — حضرت اصغر کی خون سے مثل مرجان بنگیا
بوے باغ پنجتن آتی ہے میری نظم سے — جب سے شاہ کربلا کا مین ثناخوان بنگیا
یا علیؑ کہکر جو کھینچا شاہ نے شمشیر کو — غیظ سے مہر درخشان روے تابان بنگیا
ہو گیا کیونکر گوارا ہاے قتل اہل بیت — پارہ پارہ ظالمون ایک ایک قرآن بنگیا
ہو ترقی پہ نہ کیونکر دلمین حب شاہ دین — نور روح پاک میرا نور ایمان بنگیا

ایسی اُمت تھی نبی کا بھی نہ کچھ آیا خیال
سنگدل شہ کے لیے اک اک مسلمان بنگیا

وہ کیا میدان مین تیغ اکبر و قاسم نے کام
دست و سر دھڑ سے گرا جو گوے چوگان بنگیا

مضطرب ہو کر کہا زینب نے یا مشکل کُشا
سارا کُنبا آپ کا محبُوسِ زندان بنگیا

اسقدر گریان رہی ہی چشمِ زین العابدین
جسکی طغیانی سی یہان ایک طوفان بنگیا

باعثِ بخشش ہین دو آنسو وہان اُسکی لیے
غم مین شہ کے جو یہان اک دم کو گریان بنگیا

غازیون نے پائی جان دیگر حیاتِ دائمی
اُنکے حق مین آبِ آہن آبِ حیوان بنگیا

پہلی چوپایون سے بدتر تھا یہ میکش خلق مین
بادہ علوی کے اِک ساغر سی انسان بنگیا

میرے ہادی میری مولا حضرت سردار بیگ
میرے رہبر میرے آقا حضرت سردار بیگ

دونون عالم مین ٹھکانا کچھ نہین رکھتا ہون مین
چھوڑون کیونکر در تمھارا حضرت سردار بیگ

جسکو آنکھین دی ہین حق نی دیکھ لی در پر ترے
فیض کا جاری ہی دریا حضرتِ سردار بیگ

مصطفٰے و مرتضٰے کی خلق جو سُنتے تھے ہم
تمسے تھے سب آشکارا حضرت سردار بیگ

دیکھا ہے اُسنے خدا کو عالمِ ناسوت مین
جسنے آکر تمکو دیکھا حضرت سردار بیگ

کھل گئے میکش پہ جسکے نشئے مین چودہ طبق
تو نے وہ ساغر پلایا حضرت سردار بیگ

جب اُٹھایا ہاتھ مین کشکول تیرے نام کا
بے مشقت ملگیا خود رزقِ صبح و شام کا

دل اگر پھنستا نہ اُسکی زلفِ پیچان دیکھکر
مین کبھی قایل نہوتا گیسوؤن کے دام کا

بول بالا ہو گیا اُس دن سی اے بالا نشین
ملگیا جس روز سے زینہ تمھارے بام کا

نام کو یون تو بہت دل ہین مگر بیکار ہین
تم ہو جس دل مین وہی اک دل ہی صاحب کام کا

بعد مردن بھی نہین ہی خواب راحت کی ہوس
چاہنے والا ترا خواہان نہین آرام کا

صلح کل مشرب ہی جسکا یاد رکھ اُسکو کبھی
کفر سے نفرت نہین طالب نہین اسلام کا

کہدو جانبازون سے جائین سر کٹانیکے لئے
کام لینگے ابروؤن سے آج وہ صمصام کا

فضل مولا دخترِ رز کی خیر ہو پیر مغان
جام میکش کو ملے صہباے لالہ فام کا

الٰہی کس کے آنے کی گھڑی ہے
جو میری سانس سینے مین اڑی ہے
تھمے کس طرح اپنا ابر گریہ
یہی تو عین ساون کی جھڑی ہے
سنبھل کر چل رہِ الفت مین اے دل
کہے دیتا ہون یہ منزل کڑی ہے
وہ کہتے ہین ذرا سو لون شب وصل
ابھی تو رات سب باقی پڑی ہے

سوال وصل پر میکش سے بولے
ارے کمبخت کیا جلدی پڑی ہے

کچھ بھی کر دیتے ہین جسپر ترے جادو گیسو
مر ہی جاتا ہے وہ کہتا ہوا گیسو گیسو
خواب مین کالی بلا بنکے ڈراتی ہین مجھے
سونے دیتے ہی نہین اب کسی پہلو گیسو
کسطرح طائرِ دل اپنے بچائین عشاق
دام پھیلائے ہوئے بیٹھے ہین ہر سو گیسو
جتنا ہم جھکتے ہین وہ سر یہ چڑھے جاتے ہین
پا گئے دل یہ عجب طرح کا قابو گیسو
قبر مین سوتے نہین کشتۂ گیسو تیرے
چونک کر زیر کفن سے کہتے ہین گیسو گیسو

دیکھنے بھی نہین دیتے ہو ذرا میکش کو
کس مرض کی ہین پھر اب اور یہ دارو گیسو

گلے مین ڈالی پھرتا ہی وہ بت زنجیر سونے کی
خدا کی شان یہ رتبہ ہو یہ تقدیر سونے کی
نظر آتی ہین جنکو سنگ ریزے لو لو و مرجان
نہین ہوتی ہے انکی آنکھ مین توقیر سونے کی
سیاہی واسطے زر کی کٹاتی یون نہ سر لاکھون
طمع ہوتی اگر دل مین نہ دامنگیر سونے کی
اسیری مین بھی اتنا سلسلہ ملتا ہی اب انسے
ملی لوہے کی مجھکو اور انھین زنجیر سونے کی
مزا ہوتا جو شب کو وہ طلائی رنگ آجاتا
کسی ڈھب سے نکل آتی نہین تدبیر سونے کی
سنہرا رنگ اسکا مثل کندن کے دمکتا ہی
بجا ہی گر کہون اس بت کو مین تصویر سونے کی
چلی ہی تیغ ابرو اس طلائی رنگ کی مجھ پر
تماشا ہے کہ زخمی کر گئی شمشیر سونے کی

نہین آتی ہے اپنے دلمین حب زر کبھی میکش
یہ وہ آئینہ ہے جسپر نہین تحریر سونے کی

دیکھے نہین ہمنے کبھی اس شان کے موتی
جیسے ہین مرجان ترے کان کے موتی

ہے گوہر نایاب ہر اک اشک کا قطرہ
نکلے صدف چشم سے کس شان کے موتی

ہم آنکھ سے برسائین گے رو کر گہر اشک
دکھلاؤ گے غیرون کو اگر کان کے موتی

پڑھتے ہین سخندان مرے اشعار گہر بار
بکھرے ہین جہان مین مری دیوان کے موتی

دندان کی نہو قدر تجھے کسطرح میکش
ہین دانت دہن مین ہر اک انسان کی موتی

کچھ بڑی بات ہے کیا آج کا دن آجکی رات
اور رہجاؤ بھلا آج کا دن آجکی رات

پھر تو ہر روز چلے آئین گے انشا اللہ
وہ ٹھہر جائین ذرا آج کا دن آجکی رات

کل تک اُس شوخ کو ہم جانے نہین دینے کے
خوب لوٹین گے مزا آج کا دن آجکی رات

آج دن رات کی مہمان ہین وہ میری گھر مین
ہے عجب عیش فزا آج کا دن آجکی رات

سُن چکا ہون نہین آئیگا وہ ظالم کل تک
ہے قیامت سے بُرا آج کا دن آجکی رات

شاید آجائین خبر پہونچی ہو اُنکو ای موت
اور رہنے دے پڑا آج کا دن آجکی رات

کل تو میکش کے جنازے پہ وہ آئینگے ضرور
اور رہنے دو خفا آج کا دن آجکی رات

لب پہ ہے تیرے طرحدار دھڑی مسّی کی
بنگئی کالی گھٹا یار دھڑی مسّی کی

ہم اُدھر بیٹھے ہوئے پھوڑین دھڑا دھڑ سر کو
تم جماؤ پس دیوار دھڑی مسّی کی

تختے سوسن کے نہ کسطرح سے ہون اپنے نثار
رنگ پان سے ہوئی گلزار دھڑی مسّی کی

مجھکو اُس مجلس حیران نے کیا کیا حیران
خلق کو کر گئی بیکار دھڑی مسّی کی

دیکھ میکش نہ بلا ہو کوئی نازل سر پر
پھر جمی ہے وہ دُھوان دھار دھڑی مسی کی

یون نہ دکھلاؤ ہمین ہر بار چھلّے ہاتھ کے
چھلکے دل لیجائینگے سرکار چھلّے ہاتھ کے

انگلیان اُٹھین گی چھلّے غیر کے پہنوگے جب
گُل کھلائینگے سر بازار چھلّے ہاتھ کے

پھر دوبارہ زیست کیصورت ہو تو کچھ انکے لیے
دیکھ پائین گر ترے بیمار چھلّے ہاتھ کے

دیکھو سنبھلو غیر کو چھلّا نشانی کا نہ دو
ایسے نبنا ہین بہت دشوار چھلّے ہاتھ کے

تیرے چھلّے نور کی چھلّے ہین ای رشک پری
تم نہین ملتے تو چھلّون ہی کو دکھلا دو ہمین

کیا گر ڈھیگا ایسے سوہن کار چھلّے ہاتھ کے
بھیجد و بہر خدا دو چار چھلّے ہاتھ کے

اُنگلیان خالی نظر آتی ہین اُس گلفام کی
لے اُڑا میکش کوئی مکّار چھلّے ہاتھ کے

اور ہی کچھ گل کھلائے گا یہ لاکھا پان کا
لب کی سرخی سے ہوا دونا بھبوکا روی یار
ایسی سرخی تو کہین یاقوت و مرجا مین نہین
دیکھنے آئیگی اک مخلوق صورت کو تری
خون ناحق ہو گیا ہے خود بخود اسکو حلال

خون لاکھون کے بہائیگا یہ لاکھا پان کا
جانے اب کیا رنگ لائیگا یہ لاکھا پان کا
لعل کی قیمت گھٹائیگا یہ لاکھا پان کا
خلق کو حیران بنائیگا یہ لاکھا پان کا
قتل کا بیڑا اُٹھائیگا یہ لاکھا پان کا

بار ہا میکش لب پان خوردہ کو اُسکے نہ دیکھ
آگ سینے مین لگائے گا یہ لاکھا پان کا

دین و ایمان کو تو پہلے ہی تھے رو بیٹھے ہم
کیا ستائے گا کوئی ہمکو ستانے والا

باقی اک دل تھا سو اب اُسکو بھی کھو بیٹھے ہم
زیست سے ہاتھ بہت دن ہوئے دھو بیٹھے ہم

اشعار

دل تبون نے لیا ایمان رہے یا نہ رہے
خوب پہچان لو عاشق کو یہان حشر کے دن
اب کہانتک درد الفت آپ کا اخفا کرون
کرینگے عرض یہ چلکر جناب باری مین
فرقت کی شب نہ پوچھ کہ کیونکر بسر ہوئی
تڑپا کئے ہم اُنکو نہ مطلق خبر ہوئی
کیون بیٹھے بیٹھے یار کے تیور بدل گئے
لون نہ حور خلد خوبان دکن کو چھوڑ کر
نجد مین اسلیئے تکتا تھا ہر اک سو مجنون
ہے خوشنما تمھارا وہ صندلی دوپٹا

تن ہی تھا بوسے گیا جان رہے یا نہ رہے
بھیڑ مین پھر تمھین پہچان رہے یا نہ رہے
ایک دل صدمی ہزار دن مین ہون تنہا کیا کرون
کٹی ہے عمر سب اپنی گناہگاری مین
مر مر کے لاکھ بار جیے تب سحر ہوئی
جو آہ لب پہ آئی وہی بے اثر ہوئی
آمادہ کس کے قتل پہ اُسکی نظر ہوئی
باغ جنّت مین نہ جاؤن اس چمن کو چھوڑ کر
کوئی یہ بول اُٹھے دیکھ وہ محمل آیا
دکھلادو پھر خدارا وہ صندلی دوپٹا

اس درد سر سے اپنے پاؤن نجات کچھ مین
دیکھون جو پھر دوبارہ وہ صندلی دوپٹا

رنگت بھی صندلی ہے اُس شوخ پرفتن کی
پھر اُسپہ ہے پیارا وہ صندلی دوپٹا

آج وہ مجھسے بگڑ کر جو چلے
ہوگیا حشر بپا باتون مین

تیری کمر کے دیکھنے والی ہی اور ہین
گم ہوکے دیکھ لیتے ہین اہل نظر کمر

سنتے ہین ہم وہ تیغ نہ رکھین گے ہاتھ سے
جب تک لہو نہوگا زمین پر کمر کمر

ہر بار یون نہ عاشق مسکین کا دل دکھا
کیون باندھی ظلم پر ارے بیداد گر کمر

میکش کدھر کا عزم ہے کچھ خیر تو ہے آج
نکلے ہو میکدے سے جواب باندھکر کمر

رباعی

درد فرقت مین جانگساری کب تک
یہ کرب والم یہ اضطراری کب تک

جان تن سے نکلکے رک گئی آنکھو مین
معبود مرے یہ انتظاری کب تک

قطعہ

ندا یہ حشر مین آئی کہان ہے وہ میکش
جسے اک عمر سے تھا دعوای گنہگاری

بلاؤ سامنے کہدو کہ دیکھے آنکھون سے
گنہ زیادہ ہین اُسکے کہ رحمت باری

رباعی

عالم مین ہر اک کو یار سمجھے
اغیار کو یار غار سمجھے

پائے گا وہی عروج میکش
اپنے کو جو خاکسار سمجھے

رباعی

جو بد شعار ہین وہ بد شعاری کرتے ہین
جو حلم رکھتے ہین وہ بردباری کرتی ہین

خمیر خاک سے اپنا ہے یاد رکھ میکش
جو خاکسار ہین وہ خاکساری کرتے ہین

مثنوی زہر محبت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھ قلم مدح شاہِ عرش نشین | بے طلب جسنے دو زبانین دین
دو زبانی کا شکریہ ہے یہی | ساتھ ہی نعت ہو پیمبرؐ کی
وہ پیمبر جو سب سے اعلیٰ ہے | مئے وحدت لٹانے والا ہے
میکشون کو جو مست کرتا ہے | مست جامِ الست کرتا ہے
ہم بھی جامِ طہور مانگتے ہین | کاسۂ پُر سرور مانگتے ہین
ساقیا جام آتشین بھر دے | اُسپہ تھوڑا سا سنکھیا دھر دے
مختصر ایک حال لکھنا ہے | قصۂ پُر ملال لکھنا ہے
کیونکہ مین بھی غریقِ اُلفت ہون | ڈوبکر چاہِ غم مین کچھ تو لکھون
حضرتِ عشق کا فسانہ ہے | شکوۂ گردشِ زمانہ ہے

آغاز داستان

ہے کسی جا پہ شہر اک گلزار | نزہت باغِ خلد جسپہ نثار

نام اُسکا زبان پہ گر آئے — روح پژمردہ تازگی پائے
اُس جگہ کی عجیب حالت ہے — سچ تو یہ ہے خدا کی قدرت ہے
عشق بازی کا جوش ہے اُس جا — طفل بھی جانفروش ہے اُس جا
وہان عُشّاق سر کٹاتے ہین — مُنہ پہ تیغِ اجل کو کھاتے ہین
ہے خدائی وہان حسینون کی — دل پہ مُہرین ہین مہجبینون کی
سکّے جاری ہین عشق بازی کے — کچھ حقیقی کے کچھ مجازی کے
وہان رہتا تھا اک حسین معشوق — جسکی مشتاق دید تھی مخلوق
اُسپہ جانباز جان دیتے تھے — سر سے پا تک بلائین لیتے تھے
کیا لکھون اُسکی چال کی باتین — ہین قیامت کے حال کی باتین
اُسکو طفلی مین وہ سبق تھا یاد — جس سے حیران دل مین تھا اُستاد
لیکن اُسپر تھا اک جوان فدا — دل سے کرتا تھا اپنی جان فدا
اُس حسین کو بھی اُس سے الفت تھی — جس سے غیرونکے دلمین کلفت تھی
اپنے عاشق کے ساتھ رہتا تھا — وہی کرتا تھا جو وہ کہتا تھا
بڑھ گیا لطف باہمی ایسا — سارے عالم مین ہوگیا چرچا
اُسکے والد نے حال یہ سُنکر — اُس حسین سے کہا کہ غارتگر
مجھکو رُسوا نہ کر زمانے مین — کر کمی وان کے آنے جانے مین
گر یہی دوستی رہی تیری — ہوگی برباد آبرو میری
گُل خدا جانے کیا کھلائے گا — مجھکو شاید کنُوین جھنکائے گا
سُنکے یہ وہ حسین رونے لگا — ہوکے مجبور گھر مین بیٹھ رہا
ہجر کی اُس جوان کو تاب نہ تھی — اور ہی شکل ہوگئی دل کی
عاشقِ زار کو ہو چین کہان — جسکا دلبر ہوا سطرح پنہان
اشکِ خونین کبھی بہاتا تھا — اس غزل کو زبان لاتا تھا

غزل

ہے ترقی یہ بیکلی دل کی ٭
نہیں بجھتی لگی ہوئی دل کی

دل مین کیا کیا بھرا ہی عاشق کے
کچھ تو سن لو بری بھلی دل کی

شب وعدہ اُٹھا نہ اُنکا حجاب
دل ہی مین ہاے رہگئی دل کی

دل کے ہاتون سے ہوگئے برباد
ہمکو لے ڈوبی دوستی دل کی

یہ نہ معلوم تھا ہمین پہلے
یون رولائیگی دل لگی دل کی

دل مین اب میرے کیا رہا باقی
ساری دولت ہی لٹ گئی دل کی

کسطرح مجھکو صبر ہو ناصح
آگ اب حد سے بڑھ گئی دل کی

حد سے بڑھکر ہوا جو حال تباہ
ایک لڑکے سے یہ کہا للہ

اُس ستمگر سے کہدے یہ جاکر
اتنی تاخیر اے مرے دلبر

گر یہی ہوگا جان کھو دونگا
سچ سمجھ لو کہ زہر کھالونگا ٭

تیرا ہر دم خیال ہے مجھکو
زندگانی وبال ہے مجھکو

مجھکو دل سے جو یون بھلا دوگے
جیتے جی خاک مین ملا دوگے

جب وہان سے نہ کچھ جواب ملا
ہو کے مجبور تب یہ نامہ لکھا

نامۂ دردانگیز

اے مرے باوفا پری تمثال
رکھے خالق مرا تجھے خوش حال

تیرے چہرے پہ نور دے اللہ
دل مین تیرے سرور دے اللہ

کیون مجھے اتنا بھول بیٹھے ہو
کس سے لڑ کر ملول بیٹھے ہو

پہلے تو روز آتے جاتے تھے
میٹھی باتین مجھے سناتے تھے

اب وہ دن ہین کہ تلخ جان ہون مین
بس کوئی دم کا میہمان ہون مین

چاہِ غم سے نکال دو صاحب
ڈوبتے کو اُچھال دو صاحب

شعلے اُٹھتے ہین میرے سینے سے
تنگ مین آگیا ہون جینے سے

اپنی صورت ذرا دکھا جاؤ
چھپ کے گھر والون سے چلے آؤ

اُس صنم نے جو نامہ یہ پایا
پڑھ کے آنکھون مین اشک بھر لایا

مضطرب ہو کے گھر سے وہ نکلا
وہان پونچا جہان وہ عاشق تھا

اور لگا کہنے کیا کرون اے یار
اب تو غمناز سے بنگئے اغیار

یہ جو باتین بنانے والے ہین
چغلیان میری کھانے والے ہین

لڑنا پڑتا ہے اک زمانے سے
سب خفا ہین یہانکے آنے سے

مجھسے جلتے ہین دیکھنے والے
سارے آتش کے ہین یہ پرکالے

کیا کرون ہر طرح سے ہون مجبور
ورنہ ہرگز نہوتا تم سے دُور

سُنکے یہ بات عاشق بیمار
گر پڑا پانون پر کہ اے غمخوار

غم فرقت اُٹھاؤن مین کیونکر
داغ پر داغ کھاؤن مین کیونکر

جب نہ تم پاس ہو تو لُطف ہی کیا
اس سے بہتر ہے زہر کھا لینا

کچھ کسی سے نہین گلہ اپنا
آج شبکو ہے فیصلہ اپنا

اس جہان سے روانہ ہوتا ہون
ایلو جھگڑا ہی سارا کھوتا ہون

اور کچھ دن جیا تو کیا ہوگا
یون جو مرجاؤن گا مزا ہوگا

بولا وہ شوخ کرکے آنکھین لال
مُنہ سے کیا کہتے ہو کدھر ہے خیال

یون تو باتین بہت بناتے ہین
کھانے والے ہی زہر کھاتے ہین

عشق کو کیا ہنسی سمجھتے ہو
عاشقی دل لگی سمجھتے ہو

یہ سمجھلو جو زہر کھاؤگے
مجھکو بھی زندہ پھر نہ پاؤگے

میری غیرت بھی رنگ لائیگی
اک تماشا نیا دکھائیگی

لوگ کیا کچھ زبان پہ لائینگے
ہم سے طعنے سُنے نہ جائینگے

کہا عاشق نے اے بُتِ کمسن
تم اُڑاؤ مزے ابھی کچھ دن

وہ ہمین ہین کہ کل نہوئین گے
جس کے لاشے پہ لوگ روئینگے

کیونکہ والد بھی ہین خفا مجھ سے
چاہتے ہین رہون جُدا تجھ سے

یہ جُدائی مجھے نہین منظور
اس سے بہتر کہ ہو نہین سب سے دُور

الغرض اسطرح وہ عاشق زار
اپنے دلبر سے کرتا تھا گفتار

پھر محبت کا جوش کچھ آیا — رو کے اُسکو گلے سے لپٹایا
اور کہا جاؤ ہم سے صبر کرو — دل پہ ہر طرح اپنے جبر کرو
کر کے رخصت مکان مین آیا — دلِ مضطر کو اپنے سمجھایا
دوسرے دن جو شب ہوئی اظہار — گردشون پر تھا چرخِ کج رفتار
جامِ مہ زہر سے لبالب تھا — ہر ستارہ تھا آبلہ دل کا
عاشقِ زار کا تھا مضطر حال — کیونکہ بے یار کے ہے زیست وبال
کرب دوری نے جب نہ چین دیا — ہو کے مجبور زہر نوش کیا
عشق نے پھر دکھایا سبز یہ باغ — ہو گیا زہر کھا کے استفراغ
زہر کا جب اثر ہوا زائل — اور ٹھکانے ہوا غریب کا دل
ہوش مین آکے گھر سے وہ نکلا — ایک قاصد کو پھر وہان بھیجا
عرض کی کہدو پھر چلے آئین — اپنی صورت مجھے دکھا جائین
لیکن اُس شوخ نے جواب دیا — ایسے فقرون مین مین نہین آتا
ہر گھڑی مجھکو تنگ کرتے ہین — اور یہ دعوے کہ ہمتو مرتے ہین
مرنے والے کہا نہین کرتے — کہنے والے کبھی نہین مرتے
جب یہ آیا جواب اُس بُت کا — آہ کر کے جگر کو تھام لیا
کاسۂ زہر ہاتھ مین لیکر — اِس غزل کو پڑھا بچشمِ تر

غزل

غیر کو ساغرِ شراب ملے — اور ہمین ہائے زہرِ ناب ملے
مجھکو اُمید اُن سے یہ کب تھی — وائے قسمت کہ یون جواب ملے
زہر پر زہر کیون نہ پی لون مین — جبکہ اسطرح بے حساب ملے
جلتے بھُنتے ہی اپنے دن گزرے — دل جگر بھی ہمین کباب ملے
کہنا اُس سے کہ مر گیا کوئی — پھر جو وہ خانُمان خراب ملے
ہو کے خاموش جام مُنہ سے لگا — سوئے مُلکِ عدم روانہ ہوا

ہاے افسوس مر گیا عاشق — ہاں مگر نام کر گیا عاشق
اب سنو مجھ سے اُس جوان کا حال — کیا لکھوں غم سے ہو رہا ہوں نڈھال
جب سیاہی شب ہوئی کافور — دہر میں چمکا آفتاب کا نور
شہر میں پہونچی جا بجا یہ خبر — ہو گئے جمع لوگ سُن سُن کر
کوئی روتا تھا کوئی مضطر تھا — کوئی کہتا تھا ہاے کیا یہ ہوا
غیر اُس دم کسیکی حالت تھی — بیکسی پر کسیکو رقت تھی
یار و اغیار سب کو اک غم تھا — اور مکان میں بھی شور ماتم تھا
آخرش نعش عاشق مضطر — سب نے پہونچائی پہلی منزل پر
یہ خبر اُس صنم نے جب پائی — بن گیا اُسکے غم میں سودائی
ہو گیا زرد اُس کا گل سا بدن — تن میں مثلِ کفن تھا پیراہن
لب پہ نالے تھے اشک آنکھوں میں — روئے دیتا تھا باتوں باتوں میں
دل یہ کہتا تھا چیخ چیخ کے رو — وضع کہتی تھی کچھ تو ضبط کرو
رنج کھاتا تھا ہاتھ ملتا تھا — زور اُس کا کوئی نہ چلتا تھا
گاہ سوے فلک اُٹھا کے نظر — یوں مخاطب تھا اپنا پیٹ کے سر
اے فلک ہاے کیا کیا تو نے — مجھکو کیسا بنا دیا تو نے
اب یہ صدمہ نہیں سہا جاتا — کاش اُسوقت میں چلا جاتا
کیا کروں کچھ تو اب بتا دے مجھے — زہر ہی گھول کر پلا دے مجھے
کیا مزا اب ہے زندگانی کا — لطف جاتا رہا جوانی کا
اس طرح سے وہ رو کے چلا کر — نکلا اپنے مکان سے باہر
جی میں تھا جا کے دل کو بہلائے — کسی گوشے میں عافیت پائے
یہ مگر عشق کو نہ تھا منظور — اور ہی کچھ ہے اسکا تو دستور
اسکو یکساں ہیں عاشق و معشوق — اسکی چلتی ہے دونوں پر بندوق
سر رگڑوائے مہ جبینوں سے — خاک چھنوائے یہ حسینوں سے

ایک جا کب یہ چین لیتا ہے — دُونا قصّے کو طول دیتا ہے

مفسدون نے جو دیکھا اُس گل کو — اور چمن مین نہ پایا بلبل کو

سخت باتین زبان پہ لانے لگے — قہقہے پیچھے اُڑانے لگے

دور سے کوئی کچھ سُنا دیتا — کوئی بے واسطہ جلا دیتا

جب ہوئی چار سو سے یہ بوچھار — اپنے جینے سے ہو گیا بیزار

الغرض وہ فلک ستایا ہوا — زندگانی سے تنگ آیا ہوا

عشق مین ہو کے خوب سا رُسوا — جا کے خود اک کنوین مین ڈوب مرا

ہائے اے عشق ہو بُرا تیرا — تو نے کیسے حسین کو لوٹ لیا

مار ڈالا پری جمالون کو — جڑ سے کاٹا ہے نونہالون کو

خون لاکھون ہین تیری گردن پر — بیکسی رو رہی ہے مدفن پر

مین بھی اک بیوفا پہ مرتا ہون — جان و دل تیری نذر کرتا ہون

مجھکو بیحد ستایا ہی تو نے — ہر طرح سے رُلایا ہے تو نے

ظلم یون ہی رہے گا گر تیرا — ہوگا اک روز خاتمہ میرا

مین بھی تنگ آگیا ہون جینے سے — خون روتا ہون اک مہینے سے

ابتو مطلق رہی نہ تاب و توان — جسم مین نام کو ہے باقی جان

اب مین قصہ تمام کرتا ہون — تجکو جھک کر سلام کرتا ہون

قطعات تاریخ ترتیب و طبع دیوان ہذا

چکیدۂ کلک معجز بیان فصیح دوران جناب نواب سید بہادر حسین خانصاحب انجم لکھنوی ارشد تلامذۂ حضرت اسیر مغفور

دیدم این خانۂ خمار عجیب ۔۔۔ کہ نہ دربان نہ فصیل است نہ باب
بادہ اش صورت آب کوثر ۔۔۔ بے غم محتسب و رنج حساب
فیض کیفیش بے مستان کافی ۔۔۔ جائے جستے ماندہ از بادۂ ناب
اے خوشا نظم جناب میکش ۔۔۔ رنگ آن میکدہ ہا کرد خراب
پیر مستان بمریدی آمد ۔۔۔ داد فتوی کہ حرام ست شراب
ہیچو دیوان نہ بعالم دیدم ۔۔۔ این تماشا بجہان لم چون خواب
صورت معنی روشن در نظم ۔۔۔ پرتو مہر در آئینۂ آب
نقطۂ حرف بہر صفحۂ او ۔۔۔ گل خورشید بدامان سحاب
شان ہر لفظ چو نوشتہ ظاہر ۔۔۔ حسن مطلب چو عروسے بہ حجاب
حرف با حرف بوصل و پیوند ۔۔۔ یار با یار بہ مستی شباب
از سر خوف نگاہ بدبین ✽ ۔۔۔ دامن حرف بہ حرف است نقاب
در دمندان محبت دیدم ۔۔۔ صورت طائر بسمل بیتاب
دل عشاق بگرمی سخن ۔۔۔ کشتہ شد چون سر آتش سیماب
رگ نورانی چشم حور است ۔۔۔ تار شیرازۂ اجزاے کتاب
آمد امسال بہار طبعش ۔۔۔ باغ مطبوع نظر شد شاداب
انجم این مصرعۂ تاریخش گفت ۔۔۔ عیش پرداز بہشت احباب
آمد از چرخ ندائے عیسیٰ ۔۔۔ جگر غیر شد اکنون چو کباب

ایضاً در تخرجہ

عجب این خانۂ خمار در مستان پدید آمد | کہ مثلِ حوضِ کوثر می رُباید ہوش ہر مضمون
بکیفِ خوبیش چون فکر سالِ طبع کرد انجم | فتاد از (خانۂ خمار) (جام بادۂ گلگون)
۱۵ ۱۳ ھ

ایضاً

این خانۂ خمار عجب دیوان است | کیفش پئے ارباب نظر قابل یاد
مستم بخیالِ سالِ طبعش انجم | (مے) از (لب کام بخش میکش) اُفتاد
۱۵ ۱۳ ھ

نتیجۂ طبع وقّاد عالیجناب راجہ سری پرشاد بہادر حقر سر رشتہ دار افواج و منتظم تقاریب سلطان دکن دام ملکہ شاگرد جناب تائب لکھنوی

تصویر حسن و عشق کی کھینچی ہے سر بسر | دیوان ہے وہ میکش نامی کا انتخاب
نادر مین فکرِ سال جو کی دل نے یہ کہا | احقر بدیہہ لکھدو یہ تم - پاک لاجواب
۱۳۰۷ ف

توضیح

پ	ا	ک	ل	ا	ج	و	ا	ب	(۱۳۰۷ ف)
دو	یک	بست	سی	یک	سہ	شش	یک	دو	
۱۰	۳۰	۴۶۲	۷۰	۳۰	۶۵	۶۰۰	۳۰	۱۰	

نتیجۂ طبع شاعر شیوا بیان ابو الاعجاز جناب منشی محمد احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری

میکش خوش فکر چون در کار نظم | گوہرِ معنی بسلکِ شعر سفت
طبع احسان بہر سالِ عیسوی | بندشِ مضمون زہے بے مثل - گفت
۶ ۱۸ ۹۶

ایضاً

زہے لطافت دیوان میکش خوش گو | کہ باب ذوق معانی بر اہل دل بکشاد
ہمہ کلام دل آویز و خوشتر و مطبوع | بخوبیش کند از چشم ہر سخنور صاد
دعائیہ پئے تاریخ گفت این احسان | سرور دلکش و زیبا کلام میکش باد
۱۴ ۱۳ ۱۵

چکیدۂ خامۂ شاعر نازک خیال جناب منشی چھبن لال صاحب اثر تھانوی

گلزار سخن بصد لطافت | میکش کے ہی دم سے سبز و شاداب
دیوان چھپا ہی اُسکا ثانی | ہر لفظ ہے جسکا دُرِ نایاب
عرفی و سلیم و انوری بھی | ہین رشک سے زیر خاک بیتاب
یہ ذہن رسا یہ فکر عالی | ہے باعث افتخار احباب
پنہان ہے سواد مین تجلّی | بادل مین نہان ہو جیسے مہتاب
تاریخ کی فکر تھی اثر کو | ہاتف نے کہا کہ کیون ہی بیتاب
ہمعصر کا سر جھکا کے کہدے | خوش ہو کہ ٹپکتی ہی مَئے ناب ۱۳۰۹ھ

نتیجۂ فکر جناب منشی غوث خانصاحب بیدار حیدرآبادی تلمیذ مصنف

بازار مین آتا ہی وہ اب صورت یوسف | اک خلق خدا جسکے ہی دیدار کی شیدا
بیدار لکھو طبع کا سال اُسکے یہ فی الفور | اُستاد کا دیوان ہے خمخانۂ زیبا ۱۳۱۶ھ

نتیجۂ فکر صائب جناب منشی کھنولال صاحب تائب لکھنوی

دیوان شفیق میکش نامی کا دوسرا | معدن ہے واقعی سخنِ پُربہار کا
نادر مین سال مہملہ حرفون سے کر رقم | تائب کہ۔ ہی سرورکدۂ بیقرار کا ۱۳۱۵ف

توضیح

ه	س	ر	و	ر	ک	د	ه	ر	ا	ر	ک	ا	۱۳۰۵
پانچ	ساٹھ	دوسو	چھ	دوسو	بیس	چار	پانچ	دوسو	ایک	دوسو	بیس	ایک	
۵۶	۴۶۶	۷۶	۱۳	۷۶	۷۲	۲۰۴	۵۶	۷۶	۳۱	۷۶	۷۲	۳۱	

نتیجۂ فکر شاعر شیرین بیان جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب تجمل جلالپوری

نظارہ ہے شاہدِ سخن کا | اُٹھا ہے حجاب شوق میکش
رنگین شعرون سے صاف ظاہر | ہی رنگ شباب شوق میکش

تاریخ لکھو تم اے تجمل	چیدہ ہی شراب شوق میکش ١٣١٦

نتیجۂ فکر شاعر شیرین مقال جناب مولوی سید جلال صاحب عظیم آبادی

این کتابیکہ غمزدائے دل است	نام نامیش خانۂ خمار
رنج و غم برد و خرمی آورد	پاک شد سینہ ہائے پُر زغبار
رحمتے راکہ روح جویان است	زحمتے راکہ بدتر است زنار
نعمتے خوشش کہ جاودان ماند	نکبتے بدترین و ناہنجار
آن یک از بوی خاک آن پیدا	وین یک از حسرتش بود ناچار
وان یکے مُردہ راکند زندہ	وین یکے زندہ راکند مُردار
وآن یکے خلد جزو اجزایش	وین یکے قہر ایزد جبار
پاکدل را ازین ازان حاصل	وین بدانرا بکیفر وکردار
عشق خمخانہ ایست حقانی	کاسہ لیسش چو شبلی و عطار
فسق شد کارگاہِ شیطانی	فاسقانند دیو بدکردار
نقل و جام ار چہ سفلگان بخوری	نیش عقرب خوری بکفچۂ مار
الخبیثاتُ للخبیثین است	طیبات است و طیبین مقدار
گو بتوفیق ذوالجلال جلال	وقنا ربنا عذاب النار
سہ صد و یکہزار و شانزدہ است	سالِ اسلام ماز روے شمار

نتیجۂ طبع با لطافت جناب حاجی محمد عبدالشکور صاحب حیرت علی آبادی

یہ دیوانِ میکش ہوا دستیاب	کہ ہاتھ آگیا ساغرِ آفتاب
نکیون اسکی تاریخ حیرت لکھون	ہے میخانۂ میکش بہرہ یاب ١٣١٦

چکیدۂ خامۂ شاعر فلک پیما جناب مولوی سید محمد اصطفٰے صاحب خورشید لکھنوی مالک انتخاب

چو شد مطبوع طبع و زینتِ طبع	بہ یمنِ فیض حق دیوان میکش
خرد گفتہ پے تاریخ طبعش	سرِ دہ میکشان و آن میکش ١٣١٥ھ

نتیجۂ فکرِ عالی نکتہ سنج ذیشان مقربِ الخاقان بلبلِ ہندوستان جہان اُستاد دبیر الدولہ فصیح الملک ناظم یار جنگ جناب نواب مرزا خان بہادر داغ دہلوی اُستاد سلطان دکن خلد اللہ ملکہ

ہوا دیوان ثانی کا مصنف	سخن گو نغز گو فرزانہ میکش
لکھی تاریخ اُسکی داغ ہم نے	کلام نامور مستانہ میکش ١٣١٤ھ

طبع زاد جناب منشی غلام حسین صاحب ذہین مہتمم رسالہ پیام محبوب تلمیذ مصنف

اُستاد کا چھپا ہی وہ دیوان لاجواب	ہین مست جسکے بادۂ الفت سی خاص و عام
ای داد دو پوچھین مست اگر اِسکا سال طبع	کہدے - شراب بار ہی اُستاد کا کلام

نتیجۂ طبع جناب سعی امی سدانند عرف بہاری لال صاحب مُر تلمیذ حضرت فیض دہلوی

ای شرابی کہ دہد ذائقۂ قند مکرّر	چون نہ بیخود بشود ہر کہ کشد جرعۂ دردش
سال طبعش بنوشتم ز سرورِ مے وحدت	محکم ای رمز بنا کرد دگر میکدہ میکش ١٣١٦ھ

نتیجۂ فکر رسا جناب مولوی نظیر حسن صاحب سخا دہلوی تلمیذ حضرت داغ دہلوی

کیا زبان ہے اور کیا طرز بیان	واہ کیا بندش ہے کیا اسلوب ہی
مستی و رندی و شوخی شستگی	اور تغزل مین یہی مطلوب ہی
مست ہو جاتا ہون دیوان دیکھکر	کیون نہو میکش سے یہ منسوب ہی
جب فراق یار کی ہے گفتگو	فقرہ فقرہ نالۂ یعقوب ہی
جب وصال یار کی ہے جستجو	نقطہ نقطہ غمزۂ محبوب ہی
نقش اول بے تامل خوب تھا	نقش ثانی اور بھی مرغوب ہی
مین نے یہ تاریخ لکھی ہی سخا	دوسرا دیوان بھی بیشک خوب ہی ١٣١٦ھ

نتیجۂ فکر جناب منشی عبد الرحمن صاحب ساحل قسیم بمبئی

چھپ کے خوبی سے ہو گیا شائع	سخن لاجواب رندِ مست
اسکی تاریخ تم لکھو ساحل	کہ ہے جامِ شرابِ رندِ مست ١٣١٦ھ

نتیجۂ فکر شاعر کامل جناب منشی علی محمد صاحب شاغل رئیس کلبی

دیوان دوم کی ہر غزل سے — ظاہر ہے کمال رند میکش
تاریخ لکھو تم اسکی شاغل — امواج خیال رند میکش
۱۳۱۶

نتیجۂ فکر کامل الفن جناب مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی

شفیق شوق سورج بھان میکش — درخشان آفتاب نکتہ دانی
نشاط افزاے بزم بذلہ سنجان — قدح نوش مئے شیرین زبانی
گل رنگین گلزار فصاحت — بہار افروز باغ خوش بیانی
ہوا دیوان دوم انکا جب جمع — پسند خاطر اہل معانی
یہ لکھا مصرع تاریخ مین نے — ہے والا رتبہ کا دیوان ثانی
۱۳۱۴ھ

نتیجۂ طبع نقاد جناب منشی لچھمن پرشاد صاحب صدر لکھنوی در تخرجہ

بنگر ایدل کہ درین مخزن حسن و الفت — میکش نکتہ سرا طرفہ در معنی سفت
صمد رچون از پئے تاریخ ز ہاتف پرسید — (مے کش) از (خانۂ خمار نشاط افزا) گفت
۱۸۹۶ع

نتیجۂ طبع رسا جناب مرزا منیر الدین صاحب ضیا دہلوی

دوسرا دیوان میکش کا چھپا ہی بے نظیر — تاک جسپر سبکی ہی دل طالب دیدار ہی
لفظ مین معنی ہین یون جیسے شراب انگور مین — روح کو ہو تازگی وہ لذت اشعار ہی
شعر ہین دیوان مین یا درمیان شیشہ می — لب پر آتے ہی سرور بیحد و بسیار ہی
طبع کی اسکے اگر تاریخ کہنی ہی ضیا — لکھدو تم — نازک کلام میکش سرشار ہی
۱۳۱۵ھ

طبعزاد جناب منشی رشید الدین خانصاحب عالی رقم حیدرآبادی تلمیذ مصنف

ہے دیوان استاد کا یہ — جسکے مضامین گوہر بار
کہدو یہ عالی تاریخ — ہوش فزا خانۂ خمار
۱۸۹۶ع

نتیجۂ فکر جناب مولوی عبد اللہ صاحب عجب حیدرآبادی تلمیذ حضرت فیض

چون خانۂ خمار شد اتمام ز میکش — کلکم بہ ثنائش دم تحریر شگاف است
بیساختہ از تخرجہ تاریخ عجب گفت — در (خانۂ خمار) فزون (بادۂ صاف) است
۱۳۱۴ھ

ایضاً در اُردو

ثبت میکش نے جب کیا دیوان — سال عیسی عجب ہوا درکار
سُنکے پیرِ مغان نے فرمایا — جاے میکش ہے خانۂ خمّار

نتیجۂ فکر جناب مولوی میر احمد علی صاحب عصر تلمیذ حضرت فیض

داد چون ترتیب دیوان دوم — شاعر خوش میکش عالی وقار
سال تکمیلش رقم نمود عصر — گلشن شاداب میکش یادگار

ایضاً

میکش آن شاعر بیمثل زمان — گفت دیوان که گُہر ہا بسفت
عصر تاریخ کمالیت او — گلستان سخن دلجو گفت

ایضاً

جمع دیوان نموده میکش — ہست شعر و سخن از طبعش جفت
عصر تاریخ کمالیت او — آفتاب سخن الطف گفت

چکیدۂ کلک شاعر بیمثال جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب کمال خلف حضرت جلال لکھنوی

کیون نہ یہ دیوان ہو رونق دہِ بزم سخن — انجمن افروز کل اشعار اس دیوان کے ہین
مصرع تاریخ بھی دلچسپ نکلا ہی کمال — دلکش و دلسوز کل اشعار اس دیوان کے ہین

ایضاً

کیون نگاہ شوق یہ دیوان نہ دیکھے شوق سے — اِس سخن پر آج تھٹتے ہین گریبان سخن
خوب ہاتھ آیا ہی سال طبع کا مصرع کمال — روح افزا و فصیح و بے بدل جان سخن

نتیجۂ طبع سلیم جناب مولوی محمد عبد الرحیم صاحب کلیم لکھنوی

خانۂ خمّار دیوان و مصنف میکش است — چون نریزد بادۂ تصنیف در جام نگہ
مطلع انوار این گلدستہ را گفتن رواست — ہر غزل در طلعتِ حسن است رشکِ مہر و مہ
سال طبع و سال ترتیبِ کلام بیمثال — ہر دو آوردم بیک مصرع غیر مشتبہ
سال ترتیب است صوری معنوی مخصوص طبع — تا پسندندش سخندانان عالی بارگہ

طورِ معنی را بود این مصرع روشن کلیم | سال از ہجرت ہزارے سہ صدے با چاردہ ۱۳۱۵ھ

نتیجۂ فکرِ عالی گہر جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی

سخنورے کہ فصیح البیان و میکش نام | بہ فن نظم وحید زمان بملک نظام دام اقبالہ
چو یافت نورِ تجلّاے طبع دیوانش | بیک نظارہ برد ہوش زاہدان کرام
بگفت مصرع تاریخ طبع آن محشر | عجیب خانۂ خمار سعید و نیک انجام ۱۸۹۷ء

ایضاً در اُردو

تعالی اللہ چھپا دیوان میکش | ہو کس طرح شہرہ اُسکا ہر سُو
مسلسل یون ہی بندش ہر غزل کی | خجل جس سے پریزادونکے گیسو
بہم ہین اس طرح سے مصرعِ شعر | کسی مہوش کے جیسے بیت ابرو
اگر مضمون سُن لین گوشِ دل سے | مسخر ہون حسینانِ پری رو
لکھا محشر نے سالِ طبع اُسکا | کلام حضرت میکش ہی جادو ۱۸۹۸ء

چکیدۂ قلم اعجاز رقم جناب منشی دھنپت رای صاحب محقق لکھنوی

چو طبع گشت این لطیف و دلکش بدیع عہد بلیغ دیوان | کہ ہست مطبوع ہر سخنور پسند ہر ذی کمال و دانا
بفکر تنظیم سال بودم ندا ے ہاتف ز غیب آمد | بگو محقق - کلام میکش سرور افزا فصیح اعلیٰ ۱۳۱۵ھ

ایضاً

اے محقق چون بعونِ کردگار | طبع شد دیوان میکش با صفا
گو بہ نادر از معتر اہر سال | خانۂ خمار دلکش دلفزا ۱۳۱۵ھ

توضیح

ا	ہ	م	ا	ر	د	ل	ک	د	ل	ا	
یک	پنج	چہل	یک	دوصد	چہار	سی	بست	چہار	سی	یک	
۳۰	۵۵	۳۸	۳۰	۱۰۴	۲۰۹	۷۰	۴۶۲	۲۰۹	۷۰	۳۰	ن ۱۳۰۸

نتیجۂ فکر ابو المکارم جناب حافظ شیخ محی الدین صاحب محفوظ تلمیذ حضرت داغ دہلوی

ہے میکش کا دوسرا دیوان
بند شین جسکی ساری ہین دلکش
تم بھی محفوظ لکھو سال طبع
جام رنگین شاعر میکش ۱۳۱۵ھ

طبعزاد شاعر فلک پیما جناب مرزا داؤد بیگ صاحب مرزا سرجن لشکر نظام محبوب دکن

کلام میکش نامیست چشمۂ اعجاز
کہ صفحہ صفحۂ او ہست رشک باغ بہشت
دم تفکر تاریخ خامۂ مرزا
نہال مشق و گلستان آرزو بنوشت

نتیجۂ فکر جناب مولوی محمد سلیمان صاحب مہدی حیدرآبادی

لکھ چکے خانۂ خمار جو ثانی دیوان
میکش نغز بیان شاعر شیرین گفتار
فکر نے خانۂ خمار کا سال تاریخ
یون کہا مجھسے کہ مہدی یہ ہے بیت الخمار

نتیجۂ طبع جناب اے ٹھاکر پرشاد صاحب نظم صیغہ دار صیغۂ اصلاح مصارف فوج

بلاشک یہ خمخانۂ عشق ہے
کہ ہر بیت ہی جام جم کا جواب
لکھا اسے نظم تاریخ طبع کلام
یہ میکش نے کھینچی ہی نادر شراب ۱۳۱۶ھ

نتیجۂ طبع ذی ہنر جناب منشی نوبت رای صاحب نظر مالک و مہتمم خدنگ نظر لکھنؤ

باز سر سبز شد ریاض سخن
می وزد در جہان نسیم بہار
غنچۂ آرزوے دل بشگفت
کہ بدست آمدہ گلے بیخار
حبذا نظم حضرت میکش
مرحبا شاہد پری رخسار
ہمچو صہباے سرخ در شیشہ
معنی از لفظ می کند اظہار
ہمہ شعرش بصفحۂ دیوان
صف بہ صف صوفیان بادہ گسار
نقطہ نقطہ بہ کشف رمز خفی
مردم دیدۂ اولی الابصار
سال طبعش نوشت کلک نظر
جام جمشید خانۂ خمار ۱۸۹۶